[illegible]

اشاعۃ السنۃ النبویہ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر اول و دوم

صفحہ

ضمیمہ متضمن مسائل مذہب محمد حسین [illegible] اشاعۃ السنۃ

بابت ماہ ربیع الاول و الثانی سنہ ۱۳ ھ مطابق ماہ جنوری [illegible]

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

درجات و مراتب قیمت		تفصیل خریداران بشرح مرتب	قیمت سالانہ	
درجہ	مرتبہ		بابت رسالہ	بابت ضمیمہ
۱	اعلیٰ قیمت	اسلامی ریاستوں کے نواب اور رئیس۔	للعہ	لے
۲	خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عامہ اغنیا و لائبریری و سوسائٹیاں	عہ	لے
۳	عام قیمت	متوسط الوسعت۔	لعہ	عمر
۴	رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نہ رکھیں اور رسالہ کی پیشگی ادا کریں۔	ے	۱۲
۵	للّٰہی قیمت	بیوسعت جو دس روپیہ ماہواری کی آمدنی نہ رکھیں مگر علمیت رکھیں اور اشاعت کریں۔	ثواب آخرت	دعائے خیر

مصباح الادلہ

جواب ادلہ کاملہ کے بھی اب تھوڑے سے نسخے ہمارے پاس رہگئے ہیں۔ اور وہ بھی شاید اب دوسری جگہ نہیں ہیں اسکو خریدار بھی تعجیل کریں قیمت محصول ارسال کر کے رسالہ طلب فرماویں ایسا ہی تحفۃ القارئین جسمیں ضاد و دال کی بحث ہے اب ختم ہو چکنے والا ہے اسکے شائق بھی جلدی کریں۔ قیمت محصول

اشتہار

رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر (۵ و ۶) جلد ۳ کی جسمیں [illegible]

اشتہار

رسالہ منح الباری فی ترجیح صحیح البخاری کے اب تھوڑے سے نسخے ہمارے پاس رہگئے ہیں اور غالبا ایسے [illegible] کہیں نہیں ملتے۔ ناظرین کو اسکی ضرورت کا وقت جلد آئیگا جبکہ ضمیمجات آئندہ میں بعض [illegible] مقدمہ جوابات مطاعن صحیح بخاری کا [illegible] ہوا [illegible] اس وقت کوئی نسخہ کہیں [illegible] اور آخر [illegible] قیمت محصول [illegible]

مطبع [illegible] میں چھپا

وما ادرٰک ما النیچر عنوان کا مضمون درج ہے ہمکو ضرورت ہے جس قیمت سے وہ پرچہ ہمنے کسی سے لیا ہے اُس قیمت سے زیادہ ہم اُسکے دینگے بیشتر ہم - والہ خریدکو ۸ - ۹ - والہ کو عنقریب جنکو وہ پرچہ دینا منظور ہو وہ ہمکو بذریعہ ایک کارڈ اطلاع دیویں - پہر بعد مطالبہ روانہ کریں -

اشتہار

پرچہ اشاعۃ السنہ سنین گذشتہ اب بعض صفحات ہین اور سو زیادہ بعض صفحے کیا ہوگی کہ اب ہم خود بعض پرچے جنکی دی ہوی قیمت سے زیادہ قیمت دیکر خریدار ہین جنکو پچہلے پرچون کا شوق ہو وہ چند جلدین مرتب جو ہمارے پاس ہین جلد خرید کرین ورنہ تہوڑے زمانہ مین وہ رہنے نپاوینگے اور شائقین کے ہاتہہ نہ آوینگے

تفصیل اجلاد موجودہ معہ قیمت

جلد اول اشاعۃ السنہ جسمین ضمیمہ اخبار سفیر ہند کے بحث کے بہی شامل ہین اور اسمین مسائل عشرہ اشتہار کے بحث ۱۲ ماہ کے پرچون کا صرف ایک فائل مجموعہ کامل ہے قیمت ؏ جلد دوم کہ (جسکے شروع مین بعض مطالب ادلہ کاملہ سے بحث ہے اسکے بعد نیچری پرچے کے جوابات) تین فائل کامل ہین قیمت فی جلد ؏ ، جلد سوم جسمین نیچری پرچون کے جوابات ہین کا فائل کامل ایک ہی ہے - قیمت ؏ ان تینون جلدون کے خریدار کو محصول قیمت معاف ہوگی جلد سوم و چہارم ناقص کے لیے نسخے ناقص سوم مین یا نمبر ۱۰ (۹) ندارد نمبر چہارم مین (۱ و ۲ و ۹) ندارد ہین قیمت فی جلد ہے جو پوری قیمت دیتو انکو اور جگہ سے پرچے خرید کر پورے کر دیجاوینگے - جلد پنجم کے پورے نسخے دو ہین قیمت فی نسخہ ؏ سبہی جلدون کی قیمت یکدفعہ دینے سے بہی محصول قیمت معاف ہے

ابو سعید محمد حسین - لاہور - محلہ سید مٹھہ

اشتہار

چونکہ ولادت مسیح نے لوگون کے خیالات کو پیچ تاب مین ڈالدیا ہے - لہذا نیازمند نے بنظر فائدہ عوام صریح آیات قرآنی سے بے پدر ہونا حضرت مسیح کا ثابت کیا ہے - اور عقلی بحث بہی کی گئی ہے سید احمد خانصاحب کی ہر ایک بات کا کیا عقلی کیا نقلی جواب تہذیب سے دیا گیا ہے - غرض کہ رسالہ قابل مطالعہ ہے قیمت فی جلد ۲ - محصول - دس جلد کے خریدار کو محصول معاف ہے - بیس جلد کے خریدار کو ایک نسخہ علاوہ بر آن ملیگا - درخواست حسب نشان ذیل ہو

الراقم مؤلف رسالہ غلام الصمد موچی دروازہ مدرسہ احمدیہ -

اڈیٹر کہتا ہے مینے اس رسالہ کو اول سے آخر تک سنا - یہہ اکثر اشاعۃ السنہ کا خلاصہ ہے - اور طرز کلام لائق فہم عوام ہے - عوام کو اسکے پڑہنے سے فائدہ ہوگا -

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

کیفیت سالانہ اشاعۃ السنۃ

(جسمین سال اول و دوم وسوم کی بعض کیفیات بہی درج ہین)

الحمد للہ والمنۃ کہ اس رسالہ کا سال پنجم بعافیت گذرا اور سال ششم شروع ہوا۔ سال گذشتہ مین بہی اس رسالہ نے (باوجود عروض فترت درمیانی) کسیقدر آگے ہی قدم بڑہایا ہے۔ پیچہے کچہہ نہین ہٹا۔ آمدنی کو دیکہا جاوے تو سالگذشتہ کی نسبت آمدنی بیس روپیہ زائد اسکی آمدنی ہے اور خریدارون کی طرف خیال کیا جاوے تو اسکی بعض اجناس مین بہی ترقی ہے۔ ادنی اور اوسط درجہ کے خریدارون مین دو چار گہٹ گئے ہین۔ تو اول اور دوم درجہ کی خریدار بڑہ گئے ہین۔

اور اگر اس رسالہ کے وسائل ترقی کیطرف نظر کرتے ہین تو یہہ کہہ سکتے ہین کہ جیسی اس رسالہ نے پانچ سالون مین ترقی کی ہے شاید کسی اور اخبار رسالہ نے ترقی کی ہو۔ کیا معنے؟ ترقی رسائل واخبارات کے **وسائل** کم سے کم **پانچ امور** ہین۔ جو بہیئت مجموعی ترقی کے وسائل ہوسکتے ہین **اول** نفس الامر مین عمدگی مضامین **دوم** خریدارون کی نظر مین انکا مفید و عام پسند ہونا۔ **سوم** مہتممون کا خارجی کوششون اور سعی سفارشون سے خریدار بہم پہونچانا۔ **چہارم** مشہور اخبارات مین انکے اشتہارات کا شائع ہونا **پنجم** ہر ایک نمبر پرچہ کا عین وقت مقرر پر نکلنا۔ اور اس رسالہ کی ترقی کیلیے آجتک بجز **امر اول** کے کسی وسیلہ سے کام نہین لیا گیا۔ نفس الامری عمدگی مضامین کا تو (جہانتک اسکے اڈیٹر کے خیال مین آیا) اسمین لحاظ رہا ہے **امر دوم** یعنی خریدارون کی پسند و ناپسندی کا بالکل لحاظ نہین کیا گیا۔ جب لوگون کا باہمی جہگڑا (مباحث متعلق اجتہاد و تقلید ورفع یدین وآمین بالجہر) کا شوق عین شباب مین تہا۔ تو ان مباحث

کو چھوڑ کر مباحث نیچریہ کو شروع کر دیا۔ اور جب لوگون کا شوق و اظہار اسطرف متوجہ ہوا۔ تو نیچریون کے خطاب کو بہی اُسنے ترک کر دیا۔ اور بلا خصوصیت و خطاب احدی جس مسئلہ کو نفس الامر مین محق اسلام و اہل اسلام مفید و ضروری سمجہا۔ اس سے تعرض کیا۔ لوگون کے شوق و توجہ و پسند کا کچھہ لحاظ نکیا۔ **امر سوم** تو اسکے پاس بہی نہین پہٹکا لوگون کو خارجی کوششون سے شوق دلانا اور سعی و سفارشون سے خریدار بہم پہنچانا تو یکطرف رہا لوگون کی خواہش و شوق خریداری کے علم پر بہی انکو بلا درخواست کبہی پرچہ نہین بہیجا گیا۔ **امر چہارم** کا یہہ حال ہے کہ آجتک کسی اخبار یا رسالہ مین اسکا دو سطری اشتہار بہی درج نہین کرایا گیا۔ اور نہ بجز ایک اخبار نصرت الاخبار دہلی۔ اور شیر قیصر لکھنو کی (جنہون نے ایکدفعہ اسکی تعریف کی ہے کسی اخبار نے خود بخود اسکی ترغیب و توصیف مین کچھہ لکھا ہے۔ **امر پنجم** کا حال ناظرین و خریداران کو خود معلوم ہے۔ کہ مدت سے شاید اسکا کوئی پرچہ وقت مقررہ پر نہ نکلا ہوگا۔ **اسحالت** قلت بلکہ فقدان وسائل پر بہی اسکا سال بسال کسیقدر ترقی کرنا اس امر کے یقین کرنیکے لیئے کافی دلیل ہے کہ یہہ رسالہ حجر ربوبیت الٰہی مین پرورش پاتا ہے۔ اور اس نونہال نخلستان دین اسلام کا آبیاری غیبی سے نشو و نما ہوتا ہے۔ اگر اسکو ظاہری اسباب و وسائل نشو و نما کی بہی مدد پہنچے تو اسکی ترقی ایک ضرب المثل ہوجاوے جسکو لوگ غبطہ کی نگاہ سے دیکہین۔ یہہ تربیت وہبی اور تائید غیبی کچھہ ہماری کرامت نہین ہے (چراکہ من آنم کہ خود دانم) بلکہ یہہ **دین اسلام** اور **اسکے مسائل** کرام و اصول عظام کی (جو اس رسالہ مین بیان ہوتے ہین) **برکت** ہے کوئی ملکی اخبار یا دنیاوی مسائل کا رسالہ ایسی حالت فقدان وسائل کو پہنچ جاتا ہے (یعنی عین وقت میں نہین نکلتا یا اسکی اشاعت کرنیوالا کوئی دوسرا نہین ہوتا) تو فوراً بند ہوجاتا ہے۔ اسکا اڈیٹر خواہ کیسا ہی لائق و فائق کیون نہو۔ **بااینہمہ** اب ہمارا یہہ **ارادہ** ہے کہ آیندہ اسکی خارجی اسباب و وسائل ترقی کی طرف بہی توجہ کیجاویگی۔ اور بہروسہ خدا تعالی سے امید ہے کہ اسکی ترقی دوبالا ہوگی۔ اسوقت تک ان وسائل کیطرف توجہ نکرنیکا سبب صرف یہہ ہوا ہے کہ مدت سے اسکا

مہتمم بجز ایڈیٹر کوئی نہین ہے - اور ایڈیٹر کو اسکے متعلق بجز مضمون نگاری اور کسی کام کی فرصت نہین ہے - آیندہ ارادہ ہے کہ اسکا اہتمام کسی دوسرے شخص کی سپرد کیا جاویگا - پھر انشاء اللہ تعالی اسکی ترقی کو زور ہوگا - اس موجودہ ترقی بلا سبب خارجی سے ناظرین و خریداران کو یہہ **نتیجہ نکالنا** چاہیئے کہ یہہ رسالہ بلحاظ مضامین نہایت بابرکت ہے - لہذا اسکی نہایت قدر کرنی لازم ہے - اور اُسکی معاونت و اشاعت مین دلی کوشش ضروری ہے - کسی ایک آدہ کم فہم وپست ہمت خریدار کو انکاری ہوا دیکھکر اپنی ہمت کو ہار دینا مناسب نہین ہے **ولیکن افسوس** بعض لوگ اس ظاہری برکت مضامین اشاعۃ السنہ سے اب منکر ہین اور اُسکے بعض مضامین کو دنیاوی مضامین یا غیر مفید یا مضر دین سمجھنے لگے ہین - مگر وہ اس سمجھہ و انکار پر کوئی سند و دلیل پیش نہین کرتے اور ان مضامین کے دلائل سے کسی آیت یا حدیث کی دلالت یا ثبوت پر کوئی علمی بحث نہین کرتے صرف راقم کی نیت دلی اور ارادہ قلبی سے غیبی خبر دیکر فرماتے ہین کہ ان مضامین کے لکھنے مین راقم کی نیت اچھی نہین ہے -

ایک صاحب مضمون "چھوٹے لڑکون کی شادی" کے اُن فقرات پر جنمین یہہ بیان ہے کہ فلان فلان سنت اسلام مسلمانون سے انگریزون نے چھین لی ہے - یہہ اعتراض کرتے ہین - کہ ہمین انگریزون کی خوشامد و تعریف مدنظر ہے

ایک صاحب مضمون کفار کی نوکری کی نسبت مجھے لکھتے ہین کہ اپنی اقوام غیر تالیف کے لیئے خوب چلتا ہوا نسخہ نکالا ہے یعنی انگریزون کے خوش کرنے کو یہہ مضمون لکھا ہے -

ایک صاحب جوابات سوال کمیشن تعلیم کی اشاعۃ السنہ مین درج ہونے پر یہہ اعتراض کرتے ہین - کہ یہہ دنیاوی علوم کی نسبت سوال و جواب ہین - انکو دین سے کیا علاقہ - ؟

ایک صاحب نمبر ۱۶ اخبار رشید قیصر مطبوعہ ۱۲ - اپریل سنہ ۸۳ مین لکھتے ہین - کہ پہلے اسکے رسالہ اشاعۃ السنہ مین مسائل شرعیہ و جوابات تحریریہ درج ہوتے تھے اب تھوڑے عرصہ سے میونسپل کمیٹی کے حالات کہ فلان صاحب ممبر ہین - اور فلان تاریخ یہہ ہوا - درج ہوتے ہین -

اس سال مین ایک مضمون یہہ نکلا ہے کہ حکام انگریزی کے خوش کرنیکے لیئے جو وضع رکھی جاوے درست ہے۔ اس قسم کے مضامین کے ملکی اخبارات ذمہ وار ہین۔ آپ کا پرچہ تو مذہبی ہے پھر اوسکو دنیاوی معاملات سے کیا تعلق ہے"۔؟

پہلے صاحب کے جواب مین تو مین منجملہ بہت سے آیات واحادیث کے صرف ایک اُس آیت کو **پیش کرتا ہون** جسمین خداوند تعالی نے ابوسفیان کو جنگ عہد سے شکست کھاکر پھر مدینہ کیطرف لوٹ آنے کے قصد پر مسلمانون کو مشرکین کی جرأت وتحمل یاد دلا کر فرمایا ہے کہ تم انکے دھاوے مین کیون سست ہوتے ہو۔ تم زخمی ہوچکے ہو تو کیا وہ زخمی نہین ہوئے اور باوجود اسکے وہ سست نہین ہوئے اور تمکو اس لڑائی مین ثواب آخرت کی بھی امید ہے جو اُنکو نہین ہے۔ پھر بھی وہ لڑائی کو تیار ہین۔

> وَلَا تَهِنُوا فی ابتغاء القوم ان تکونوا تالمون فانهم یألمون کما تالمون وترجون من الله ما لا یرجون (سورہ نساء ع ۱۵)
>
> کما تالمون ای مثلکم ولا یجبنون عن قتالکم مالا یرجون هم - فانتم تزیدون علیهم بذلک فینبغی ان تکونوا ارغب منهم فیه (جلالین وغیرہ)

اور یہہ پوچھتا ہون کہ کیا خداوند تعالی کو بھی اس ذکر جرأت تحمل مشرکین سے انکی تعریف وتوصیف مدنظر ہے۔ اگر وہ کہین کہ خداوند تعالی نے صرف مسلمانون کو جرأت دلانیکے لیئے مشرکین کی جرأت وتحمل کا ذکر کیا ہے۔ تو کہا جاویگا۔ کہ راقم کے اس بیان کو کہ فلان سنت مسلمانون نے عیسائیون سے لی ہے۔ مسلمانون کو عبرت وشرم دلانے پر حمل کرنے سے کون مانع۔ اور اس بدگمانی پر کہ اس سے بجز تعریف انگریزون کے اور کچھہ مقصود نہین ہے۔ کون سی دلیل ہے جو قیامت کے دن چل سکے۔ اور خدا کے سامنے صحیح نکلے۔

جو شخص اشاعۃ السنۃ پر عیسائیون کی خاطرداری و لحاظ کا بدگمان کرے۔ وہ اشاعۃ السنۃ مین عیسائیون کے مخالف مضامین (جیسے نمبر ۲ و ۳ جلد ۴ مین مضمون ولادت مسیح۔ اور نمبر ۱۱ مین مضمون قرآن کی اخلاقی تعلیم بمقابلہ انجیل") دیکھکر شرماوے۔ اور اپنی بدگمانی سے باز آوے اور جو شخص اشاعۃ السنہ پر قومی ترقی کی ترغیب کے مضامین دیکھکر نیچریت کی موافقت کا الزام

لگاوے وہ اشاعۃ السنہ مین نیچریون کی مخالف مضامین (خصوصًا جو سالگذشتہ کے نمبر ۱ مین نکلا ہے) ملاحظہ مین لاکر اپنی بدگمانی پر پچھتاوے۔ اور جو **شخص** اشاعۃ السنہ پر مقلد ہوجانے یا مقلدین کی خوشامد کرنے کا گمان کرے وہ ضمیمجات اشاعۃ السنہ (خصوصا جلد ۲) کو پڑھے اور اپنے اس گمان پر شرم و افسوس کرے۔ اور خدا تعالی سے ڈرے۔ **باقی** صاحبون کے جواب مین یہہ آیت بہی کافی ہے۔ اور جو کیفیت سالانہ سالگذشتہ مین لکہہ چکا ہون وہ بہی وافی۔

علاوہ بران انکے جواب مین کچہہ اور بہی کہنا مناسب سمجہتا ہون جو تینون صاحبون کی اعتراضات کا جواب ہے وہ یہہ ہے۔ اشاعۃ السنہ مین اسوقت تک کسی ہیومنی سپل کمیٹی کے حالات مذکورہ بالا بیان نہین ہوئے۔ اور کسی پرچہ مین یہہ مضمون نہین نکلا کہ حکام کے خوش کرنیکے لیئے جو وضع رکہی جاوے جائز ہے۔ بلکہ اسکا خلاف نمبر ۱ جلد ۵ صفحہ ۳۸۸ مین موجود ہے۔ اور مسائل شرعیہ اور جوابات نیچریہ تو اسکی اخیری پرچون مین بہی موجود ہین۔ دیکہو نمبر ۱۱ و نمبر ۱۲ جلد ۵ جو اخیری پرچہ ہین انمین نیچریون کی نسبت سوال و جواب اور شادی ختنہ کی موقعہ پر برادریون اور عالم لوگون کی دعوت کے مسائل موجود ہین۔

پہر مین نہین سمجہتا کہ میرے دوست و ناصح نے کس بنا پر یہہ مضمون شکایت لکہہ مارا۔ ہان انجمن ہمدردی اسلامی کے حالات اور اسکے ممبرون کی فہرسات اسمین درج ہوتی ہین۔ اگر میرے دوست و ناصح انکو ہیومنی سپل کمیٹی کے حالات سمجہتے ہین۔ تو پہر مجہے انکی فہم پر شکایت نہین ہے۔ وہ معذور ہین۔

انجمن ہمدردی کے حالات و کیفیات کو کوئی دنیاوی معاملات سمجہے تو وہ بہی معذور ہے انجمن ہمدردی اسلامی ترقی دین کا وہ آلہ ہے کہ اگر وہ اپنے کمال کو پہنچا تو کس و ناکس خود دیکہہ لیگا کہ اس سے دین اسلام کو کیا فائدہ پہنچا ہے۔

انجمن ہمدردی ہی ایک وہ آلہ ہے جسکے ذریعہ سے مختلف مذاہب اسلام کا باہم اتحاد والتیام

پیدا ہونا متوقع ہے۔

(۲) انجمن ہمدردی ہی وہ آلہ ہے جسکے ذریعہ سے متفق علیہ علوم ومسائل مختلف مذاہب اسلامیہ کا مدرسہ عنقریب قائم ہونے کی امید ہے۔

(۳) انجمن ہمدردی ہی ایک وہ آلہ ہے جو مسلمانون کو دنیاوی علوم حاصل کرنیکا ذریعہ بنا دیگا۔ اسکے مدرسہ مین دنیاوی علوم کا پڑہنا دینی علم کے پڑہنے سے مشروط ہوگا۔

(۴) انجمن ہمدردی ہی ایک آلہ ہے جس سے عام غریب مسلمانون کو کوچہ ذلت وافلاس سے قدم نکالنے کا موقعہ ملے گا۔

ایسی انجمن کو حالات اگر اس غرض سے کہ لوگ اسکی عمدہ کارروائیان پڑہکر یا سنکر اسمین شریک ہون اور اسکی عزت وقدر کرین۔ اشاعة السنہ مین چہاپے جاوین تو اُسکو دنیاوی معاملات کون کہہ سکتا ہے؟

جوابات سوالات کمیشن تعلیم جو اسمین درج ہوئی ہین انکا دین اسلام اور اشاعة السنہ سے تعلق اور انکی نقل کرنیکی غرض نمبر ۶ جلد ۵ مین تفصیل سے بیان ہو چکی ہے۔ اس نمبر کے مطالعہ کے بعد (امید ہے) کسی کو یہ شبہ نہ ہوگا کہ ان جوابات کو دین اسلام سے تعلق نہین ہے۔

کفار کی نوکری یہ مضمون صرف اہل اسلام کی ذلت وتباہی حالت دیکہکر کمال ہمدردی ودلسوزی سے لکہا گیا ہے۔ اور اسکا ثبوت آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ سے یا مستنبطہ اقوال علما ومحدثین ومفسرین دیا گیا ہے۔ ان استدلالات مین کم سے کم ایک بہی ایسی بات نہین ہے جسمین ایڈیٹر کی ذاتی اجتہاد کو دخل ہو۔ اور علما سلف وخلف نے وہ بات نہ کہی ہو۔ پہر اس مضمون کی نسبت کوئی محدثانہ اور فقیہانہ اعتراض نکرنا صرف راقم کی نیت کا قصور وفتور تجویز کرنا ہے سو (معترض خود ہی خیال کرین) کیا معنے رکہتا ہے۔

الغرض اشاعة السنہ بزعم خود جو کچہہ لکہتا اور بیان کرتا ہے اسمین بجز اظہار مسائل شرعیہ کچہہ پیش چشم نہین رکہتا۔ آگے اسکے دعوی کا فیصلہ کرنا اور اسکی دلی نیت وخیال پر قطعی حکم لگانا خداوند تعالی کا

کام ہے جو دلون کا خالق اور خیالون و نیتون کا واقف ہے۔ ناظرین و سامعین ان مسائل و مباحث کو للّٰہیت و نیک نیتی پر مبنی سمجھین خواہ مداہنت و بدنیتی و حکام وقت کی خوشامد طلبی پر مبنی قرار دین۔ ہر ایک کام اچھا ہو خواہ برا دونون قسمون کی نیت نیک و بد سے ہو سکتا ہے۔ پھر کسی شخص پر یہہ گمان کر لینا کہ اُسنے وہ کام بدنیتی سے کیا ہے بڑی کا محل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جسکا تمکو یقین نہو

ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا (بنی اسرائیل ع ۴)	اُسکے پیچھے مت لگو کان اور دل سبھی سے سوال ہوگا۔
یا ایہا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم۔ (حجرات ع ۲)	اور فرمایا کہ ایمان والو بہتیری بُری گمانون سے بچو کیونکہ بعض گمان گناہ بھی ہوتے ہین۔ (یعنی جو خلاف واقع نکلے)
لولا اذ سمعتموہ ظن المؤمنون والمؤمنات بانفسہم خیرا۔ (نور ع ۲)	اور فرمایا مومنون نے جب وہ بات سنی جی مین نیک گمان کیون نہ کیا۔
ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث (صحیح بخاری صفحہ ۸۹۶)	اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (برے) ظن سے بچو ظن (بد) بڑی جھوٹی بات ہے۔

اس بدگمان کو اگر خداوند تعالیٰ قیامت کے دن پوچھیگا تونے اس کام مین بدظنی کا گمان کیون کیا تھا۔ تو اُسکو بادلیل جواب و ثبوت دینا مشکل ہو جاویگا۔ اور حسن ظنی بلا دلیل بھی کریگا تو اُسپر سوال مواخذہ نہوگا۔ مین اس ناصح دوست اور جملہ ناظرین و سامعین کی خدمت مین یہہ بھی التماس کرتا ہون کہ میرے ان پرچون کو بچشم خود دیکھکر جو فتوی میری نیت و دل پر چاہین لگائین۔ بن دیکھے بن پڑھے سنی سنائی باتون پر سوء ظنی کے ساتھ فتوی نہ لگا دین۔ شاید مؤلف اشاعۃ السنہ ان (بزعم معترض) غیر مفید یا مضر مضامین کے مواخذہ سے اپنی نیک نیتی کے سبب چھوٹ جاوے۔ اور وہ لوگ سوء ظنی کے مواخذہ مین پھنس جاوین۔ پھر اُلٹے لینے کی دینی آ دین۔ زیادہ تر یہہ التماس ان لوگون کی خدمت مین ہے جو مقدس اور پاک لوگ ہین۔ اور اپنے آپ کو دیندار و متقی و پرہیزگار

جانتے ہین صوفی۔ و عالم یا فقیہ و زاہد ایسے لوگون کو مواخذہ قیامت سے ڈرنا اور بد سو ظنی سے بچنا زیادہ تر مناسب ہے۔ آیندہ اختیار ہے ہر کس مصلحت خویش نکو میداند ؛

کیفیات سال اول و دوم و سوم سے مین صرف انکا حساب جمع و خرچ دکھانا چاہتا ہون جو ممبران کمیٹی (انجمن اشاعۃ السنہ) کا مجھپر حق ہے سنہ ۸۱ء مین جب یہہ رسالہ کمیٹی سے منتقل ہو کر میرے ملک تصرف مین آیا تو مجھپر پچھلے حساب کا دکھانا واجب ہوا۔ مگر اس عرصہ تین سال تک مجھے فرصتی نے کچھہ کرنے نہ دیا۔ اب بھی مجھسے تو کچھہ نہ ہو سکتا۔ میرے معزز دوست منشی محمد عبد اللہ صاحب نقشہ نویس سپرنٹنڈنگ ملٹری ورکس اور شیخ عبد الرحمن صاحب محرر اشاعۃ السنہ نے کئی ہفتہ لگکر حساب بنایا۔ تو اس فرض ادا ہونے کا دن آیا۔ مگر اس حساب کے پیش کرنے سے پہلے ایک **تمہید** کا عرض کرنا ضروری ہے جو اس رسالہ کی اصول آمدنی و خرچ سے لوگون کو آگاہ کرے اور **وہ یہہ ہے** کہ یہہ رسالہ جون سنہ ۷۷ سے اخبار سفیر ہند کے ضمیمہ مین شائع ہونا شروع ہوا تھا۔ اپریل سنہ ۷۸ مین یہہ بنام رسالہ اشاعۃ السنہ موسوم ہو کر مستقل طور پر شائع ہونے لگا۔ اسکا خرچ طبع و اشاعت چند احباب کے ذمہ پر تھا جو انجمن اشاعۃ السنہ کے ممبر کہلاتے اور مختلف شرح سے چندہ دیتے۔ یہہ رسالہ گو بحسب قاعدہ ان ممبرون کا ملک تھا مگر اس سے کسی کا ذاتی فائدہ یا تجارتی قاعدہ پر نفع اوٹھانا مد نظر نہ تھا۔ اسکی چندہ آمدنی قیمت سے صرف اسکا جاری رکھنا مد نظر تھا۔ ابتدا سے مارچ سنہ ۷۹ تک اسکا اہتمام طبع و اشاعت و حساب و کتاب منشی **محی الدین** کلرک محکمہ ریلوی نہر ہند کے ذمہ تھا۔ اور مضمون لکھنا میرے ذمہ۔ مارچ سنہ ۷۹ سے اونہون نے نوکری و بیماری کے عذر سے اسکا اہتمام چھوڑ دیا تو دونون کامون (مہتممی و مضمون نگاری) کا بوجھہ مجھپر پڑا۔ جسکے سبب میری شبانہ روزی اوقات اسی رسالہ کی خدمت مین صرف ہونے لگے۔ اور میرے ذاتی تعلقات و اشغال معرض نقصان ہوئے۔ **اسپر** منشی محی الدین صاحب نے میرے ذاتی مصارف کو منجملہ مصارف رسالہ سمجھکر مجھسے خفیہ طور پر ممبران انجمن ساکن [illegible] لودہانہ۔ راہون۔ پنڈی۔ مظفر گڈہ۔ جبلپور۔ بہوپال وغیرہ سے (جو اسوقت ممبر تھے) حساب مین

مشورہ لیا۔ اور ان مصارف کے تقرر کے لیے تین صورتون کو پیش کیا۔ (۱) بعض ممبرون کا چندہ ان مصارف کے لیے خاص کیا جاوے اور اسکا حساب کمیٹی مین شامل رہے۔ (۲) اس مخصوص چندہ کا حساب بہی علحدہ کیا جاوے۔ (۳) مہتمم کو کل چندہ سے ذاتی خرچ نکالنے کا اختیار دیا جاوے۔ جسکی تعداد سالانہ [illegible] روپیہ سالانہ سے کم نہو۔ پس اکثر ممبرون کے [illegible] تیسری صورت منظور ہوا جسکے مطابق آج تک حصہ ذاتی مصارف مہتمم کا بہی مصارف اشاعت رسالہ مین داخل ہوا۔

[illegible]

آخر سنہ ۹۹ تک اسی اصول پر سلسلہ جاری رہا مگر اس عرصہ اڑہائی سال مین انجمن سے رسالہ کو کچھ اثر پہنچا نہ رسالہ سے انجمن کو جسکا بیان مفصل **کیفیت سالانہ جلد سوم** مین ہوچکا ہے۔ اور آثار طرفین کا مدار صرف مہتمم خاکسار رہا۔ اور آمدنی خرچ مین بہی چندان فرق نہ آیا۔ اسلیے مہتمم نے بلا ضرورت کمیٹی کے ماتحت حکومت رہنے اور بلا فائدہ بازپرس کا محل ہونے سے سبکدوش ہونیکے لیے پرچہ اول سنہ مین اس تجویز کو پیش کیا کہ اس رسالہ کو آیندہ کمیٹی سے کچھہ تعلق نہوگا۔ اور اس باب مین خاص طور پر بذریعہ خطوط بہی ممبران موجودہ انبالہ۔ شملہ۔ پنڈی۔ جبلپور۔ چناب۔ چہانگا مانگا۔ راہون۔ راوند۔ لودہانہ۔ کہوری مظفرگڈہ۔ میانمیر۔ وزیرآباد۔ وغیرہ سے (جو اسوقت سے پہلے نکالے نہ ہوچکے تھے) مشورہ لیا گیا پس کل ممبرون نے (بجز دو ممبرون کے) اس تجویز پر اتفاق کیا جسکی مفصل کیفیت اشاعۃ السنہ نمبر ۲ و ۳ جلد ۱۳ مین اسیوقت شائع ہوچکی تہی۔ اور دونون وقت کے خطوط ممبران بہی ہمارے پاس موجود ہین جنکو کچھہ شک ہو وہ اصل خطوط ملاحظہ کرسکتے ہین۔ یہہ **تمہید حساب تہی** جو اس رسالہ کی مختصر تاریخ ہے۔ اب حساب عرض کیا جاتا ہے۔ مگر اس پرچہ مین ہم کل ممبرون اور خریدارون کی باسم وار آمدنی بتا نہین سکتے کیونکہ انکی تعداد دو سو نام کے قریب ہے جسکے لیے کئی اوراق درکار ہین جو اس پرچہ مین خالی نہین رہے۔ اس پرچہ مین تینون سالون کی مجمل رقوم آمدنی بتائینگے پہر آیندہ مین انکی تفصیل کردینگے۔ انشاءاللہ تعالی۔

نقشہ حساب جمع و خرچ اشاعۃ السنہ از اگست ۷۷ء لغایت دسمبر ۷۹ء

	سنہ جمع و خرچ	۵ ماہ سنہ ۷۷ء	سال تمام سنہ ۷۸ء	سال تمام سنہ ۷۹ء
	رقوم اجمالی جمع	۲۳۶-۲-۰	۷۶۱-۴	۱۰۰۳-۹-۰
تفصیل خرچ۔	چھپوائی جس مین اجرت کاپی و قیمت کاغذ جو مطبع نے دی شامل ہے	۲۱۹-۱-۹	۱۵۸-۴-۰	۱۰۴-۱۲-۰
	کاغذ جو مطبع کو دلا گیا۔	:	۵۵-۱-۳	۸۱-۱-۹
	اجرت کاپی جو مطبع مین لکھا کر دی	:	۳۹-۲-۰	۶۰-۰-۰
	اجرت کاپی مسودہ قلمی و تنخواہ محرر اشاعۃ	۳-۰-۰	۱۰-۱۴-۶	۷-۶-۹
	تنخواہ مہتمم و ایڈیٹر بحساب ماہوار	:	۴۸۰-۰-۰	۴۸۰-۰-۰
	محصول ڈاک۔	۴۳-۱-۹	۱۵۵-۹-۹	۷۶-۳-۹
	سائر خرچ جس مین خسارہ فیس کورٹ و ہنڈوی و ٹکٹ و سفرخرچ متعلق اشاعۃ السنہ داخل ہے۔	۸	۳۵-۱۴-۳	۱۰-۲-۶
	میزان	[illegible]	۹۳۷-۱۳-۹	۸۲۰-۳-۳
	باقی یا فاضلہ۔	باقی بنام کمیٹی ۸۶-۹	باقی بنام کمیٹی ۱۷۶-۹-۹	فاضلہ کمیٹی ۱۸۳-۵-۹

[illegible] بیہ سولہ روپیہ کمیٹی

۸۶-۱۳

کے نام باقی نکلے مہتمم نے کمیٹی کو معاف کیا۔

قرآن کی اخلاقی تعلیم بمقابلہ انجیل

پادری صاحبان اپنی تحریرات اور عام ملاقاتون مین یہہ کہکر کہ "قرآن مین اخلاقی تعلیم نہین ہے - جو ہے سو یہی ہے کہ کافرون کو لوٹو اور مارو یا یہہ کہ عورتون سے مباشرت کرو" - اسلام سے بدظن کرتے ہین - اور اسکے مقابلہ مین انجیل کی اس تعلیم پر کہ دشمنون کو پیار کرو - اور جو تمہارے داہنی گال پر طمانچہ مارے اسکی طرف بائین گال بھی پھیر دو - پیش کرکے فخر کرتے ہین -

انکے اس فخر و اعتراض کے **دو جواب** ہین - اول یہہ کہ اخلاقی تعلیم اسی کام آتی ہے جبکہ اعتقادی تعلیم نہو - ایک خوش خلق رحم دل لوگون کی گالیان بلکہ جوتیان کہاتا ہے اور رات دن لوگون کے ساتھ سلوک و احسان سے پیش آتا ہے۔ پہر وہ (دہریہ یا لامذہب ہے) خدا یا اسکے رسولون کو نہین مانتا یا وہ خدا اور رسول کو اسطرح نہین مانتا جسطرح خدا اور رسول نے کسی مذہب (مثلاً محمدی یا عیسائی) کے ذریعہ سے فرمایا ہے کیا وہ اس خوش خلقی کے سبب نجات کا مستحق ہے - ؟

اگر پادری صاحبان کے نزدیک وہ نجات کا مستحق ہے تو پہر پادری صاحبان کا دین عیسوی اور اعتقاد تثلیث و کفارہ کی تعلیم و ترویج مین جدوجہد کرنا سعی لاحاصل ہے - صرف خوش اخلاقی کی منادی کافی ہے اور اگر وہ صرف اخلاق کے سبب نجات کا مستحق نہین ہے اور اس نجات کیلئے ویسی اعتقاد شرط ہے تو پادری صاحبان ہمکو یہہ بتادین کہ انجیل مین وہ اعتقادی تعلیم کیا ہے جو نجات کا سبب ہونے کی لائق ہے -

اکثر[†] **عیسائی** اعتقاد **تثلیث** یا ابنیت یا الوہیت مسیح اور **اعتقاد کفارہ** کو موجب نجات سمجھ رہے ہین - پس اگر انجیل کی اعتقادی تعلیم یہی ہے تو اسکا موجب نجات ہونا خیال و محال نظر آتا ہے مسئلہ تثلیث یا الوہیت یا ابنیت مسیح پر تو ہم پہر کسی موقع پر بحث کرینگے - اس مقام مین ہم مسئلہ **کفارہ پر بحث** کرتے ہین اور اپنے ہمعصر پادری صاحبان اور عامہ ناظرین کو بتلاتے ہین کہ مسئلہ کفارہ مین کسقدر صحت کا شائبہ ہے اور اسکا موجب نجات ہونا کیونکر متصور ہے -

پادری فنڈر صاحب نے کتاب مفتاح الاسرار کے دوسرے باب کی تیسری فصل مین مسئلہ کفارہ کی یہہ تقریر کی ہے -

---

[†] اکثر کی قید اسلئے لگائی ہے کہ فرقہ یونی ٹیرین تثلیث و الوہیت مسیح کے قائل نہین ہین -

"چونکہ سب آدمی گنہگار ہین اور انسان اپنے تئین کسی طرح پاک نہین کرسکتا اور وہ طاقت نہین رکھتا کہ اپنے تئین کسی راہ سے گناہ و جہنم کے عذاب سے چھڑا دے۔ اور خدا بھی اپنی تقدس اور پاکی کے سبب ناپاک آدمی کو قبول نہین کرسکتا۔ اور اسکو اپنی عدالت کے تقاضا کے موافق گنہگارون کو سزا دینا ضرور پڑتا ہے پر اپنی رحمت و محبت کے سبب یہہ بھی نہین چاہتا کہ آدمی لاچار ہوکر ابدی ہلاکت مین داخل ہو۔ اسلیئے اسکی رحمت و محبت کی کثرت سے ازلی کلمہ نے اوتار لیا۔ اور یسوع مسیح مین انسانیت کی صورت پر ظاہر ہوکے مسیح نے گنہگارون کی واجب سزاؤن کو اپنے اوپر قبول کیا۔ اور اپنے دکھ اور موت اور قیام اور صعود کے سبب ایماندارون کو گناہ اور دوزخ کے عذاب سے چھوڑا کر ابدی نجات اور ہمیشہ کی نیکبختی انکے لیئے حاصل کی۔ اور اسی کتاب مین صفحہ ۷۶ و ۷۷ کہا ہے ازبسکہ انسان سب گنہگار ہین اور نہ کوئی آدمی نہ کوئی نبی اپنے تئین نہ اورون کو گناہ اور اسکی سزا سے چھوڑا سکتا ہے اور خدا بھی اپنی تقدس اور عدالت کے سبب بے بدلا اور بے کفارہ معاف نہین کرتا۔ اور گناہ کا بدلا اور کفارہ صرف اسی شخص سے ادا نہین ہوسکتا ہے جو بندگی کے مرتبہ مین ہو۔ کیونکہ وہ جو خود بندہ ہے تو بندگی اسپر لازم ہوگی۔ پس وہ اورون کی جگہہ بندگی کرکے ثواب حاصل نہین کرسکتا۔ لہذا ضرور ہے کہ شفیع و نجات دینے والا کمال کے یعنے الوہیت کے مرتبہ مین ہو۔ پس اگر مسیح الوہیت کے مرتبہ مین نہوتا یعنی خدا کا بیٹا اور خدا نہوتا تو شفیع اور نجات والا بھی نہوتا۔"

یہہ تقریر و اعتقاد اول سے آخر تک خلاف عقل و مخالف حق و صواب ہے اسکا موجب نجات ہونا کسی وجہ سے لائق تسلیم نہین ہے۔ جو اسمین اولاً کہا گیا ہے کہ گنہگارون کی عذاب و نجات کی نسبت خدا کی رحمت و عدل کا باہم تنازع ہے۔ رحمت یہہ چاہتی ہے کہ خدا تعالی انکو ابدی عذاب مین نہ رکھے۔ عدل چاہتا ہے۔ کہ وہ ضرور عذاب مین رکھے۔ یہہ محض غلط و مغالطہ ہے خدا کی رحمت و عدل مین ہرگز تنازع نہین ہے۔ اسکی رحمت ہرگز اس گنہگار (کافر یا مشرک) کی نجات کے متقاضی نہین جسکو دائمی عذاب کا عدل متقاضی ہے۔ اور اسکا عدل ہرگز اس گنہگار (مومن فاسق) کے دائمی عذاب کا متقاضی نہین جسکی ہمیشہ کے لیئے معذب نہونے کی رحمت مقتضی ہے۔ اسکی رحمت اسی گنہگار (مومن فاسق) کی مخلصی کی

مقتضی ہے - جسکی مخلصی کے عدل اجازت دیتا ہے - اور اسکا عدل اسی گنہگار (کافر یا مشرک) کی دائمی عذاب کی متقاضی ہے - جسکے دائمی عذاب سے رحمت مانع نہین ہے -

اسکا سِرّ یا (عام محاورہ کے موافق) اصول یہہ ہے - کہ خداوند تعالی رحیم محض† (یا مطلق) نہین ہے اور اُسکی رحمت ایسی عام وبی قید نہین ہے کہ وہ ہر محل مین ظہور کی متقاضی ہو - بلکہ وہ رحیم با قید ہے اور اُسکی رحمت اسی محل مین ظاہر ہونے کی مقتضی ہے جہان عدل کی اجازت ہو - **وہ محل** گنہگاران اہل ایمان ہین - رحمت الٰہی ان ہی کی نجات کی مقتضی ہے - اور عدل انکی نجات کا مانع نہین ہے کیونکہ ان گنہگارون مین جیسی وصف مقتضی عذاب (گناہ کمتر از کفر) موجود ہے - اور اس وصف کے لحاظ سے عدل انکی سزا و عذاب کا تقاضا کرتا ہے - ویسی ہی وصف مقتضی نجات (ایمان بخدا و رسول) بھی موجود ہے - اس وصف کے لحاظ سے عدل انکی نجات و مخلصی سے مانع نہین ہے -

پھر یہہ **نجات دو صورت** سے ممکن و متصور ہے - عدل ان دونون سے مانع نہین ہے

اوّل یہہ کہ گنہگار مومنون کو بعوض و بقدر انکے گناہ کی سزا دیکر آخر بلحاظ ایمان نجات دیجاوے اس صورت نجات سے عدل کا مانع نہونا تو ظاہر ہی ہے - اس صورت مین وصف مقتضی نجات و وصف مقتضی عذاب دونون کے مقتضا کا لحاظ پایا جاتا ہے اور عدل و رحمت دونون صاف طور

---

† یہہ ہم ایک مذہب اسلامی مین (جو کہ فرعون کو دائمی عذاب تجویز کرلیتے ہین) حتّی کہ مذہب عیسائی کی بھی (جو منکرین تثلیث و کفارہ و نبوت یا الوہیت مسیح کو ناحق بتاتا ہے) شہادت پائی جاتی ہے - اور فطرت یعنی حالات مجربہ موجودہ عالم دنیوی بھی اسپر شاہد ہے . ہم صاف دیکھتے ہین کہ دنیا مین جب کوئی ایسا کام کرتا ہے جو اسکے مقتضاء طبع کے مخالف ہوتا ہے (جیسے انسان کا زہر کہا لینا اور جیسے جانور کا گہاس کہانا) یا مقتضائی وضع و اصول تمدن کے مخالف ہوتا ہے (جیسے کسی کو ناحق مار ڈالنا یا اسکا مال لوٹ لینا) تو وہ دنیا مین ہلاکت یا عذاب مین مبتلا ہوتا ہے - یہان شان رحیمی خداوندی کہان متحقق ہوتی ہے؟ اگر خداوند تعالی رحیم محض ہوتا تو کسی انسان کو جو زہر کہا لے یا آگ مین کود پڑے ہلاک ہونے نہ دیتا - اور **اگر کہو** یہہ ہلاکت یا عذاب خدا کیطرف سے نہین ہے انسان نے اسکو خود پیدا کیا ہے جبکہ اپنے اختیار و ارادہ سے اسباب فعل ہلاکت کا ارتکاب کیا - **تو اوّلاً** یہہ کہنا تعدد خالق کا قائل ہونا ہے یا ممکن الوجود کو واجب الوجود سمجھنا - انسان کیسا ہی فعل ہوتا - وکاسب و مباشر اسباب کیون نہو وہ آپ کسی فعل و کسی سبب مین فیضان خداوندی سے مستغنی نہین ہے - اسکا فعل مختار و کاسب ہونا اسی معنی کر

پہ مستحق ہین۔

دوسری صورت یہہ کہ گنہگار مومنون کو عام معافی دیا وے اور بلا سزا الٰہی بخشش و نجات ہو یعنی انکی وصف مقتضی نجات (ایمان) کا لحاظ کیا جاوے۔ وصف مقتضی عذاب (گناہ کمتر از کفر) کا لحاظ فرو گذاشت ہو۔ اس صورت مین گو بظاہر مجرم کو بلا سزا چھوڑنا اور اُسکی وصف مقتضی عذاب کا لحاظ نکرنا خلاف عدل معلوم ہوتا ہے مگر نظر غور سے دیکھا جاوے تو یہہ امر خلاف عدل نہین ہے۔ خلاف عدالت ہوتا جبکہ بلا وجہ مجرم کو چھوڑا جاتا۔ اور بلا سبب) اُسکی وصف مقتضی عذاب کا لحاظ ترک کیا جاتا۔ مگر یہان یہہ امر بلا وجہ نہین ہوا اس مجرم مین اس وصف مقتضی عذاب کے مقابلہ مین ایک مزاحم قوی دوسری وصف مقتضی نجات ایسی پائی جاتی ہے کہ وہ بحکم عدل وصف مقتضی عذاب پر ترجیح و غلبہ رکھتی ہے۔ اور اُسکے مقابلہ مین اُسکا لحاظ نکرنا اور اُسکو اُسپر ترجیح دینا بے وجہ و خلاف عدل نہین ہے۔

عدل ایسے مجرم کی سزادہی کو جسکا گناہ اُسکی اطاعت سے کمتر ہو اور اُسکی طاعت اُسکے گناہ سے بڑھکر ہو واجب نہین

ہے کہ انمین اختیار و کسب خداوند تعالیٰ کیطرف سے رکھا گیا ہے جو حجر و شجر مین رکھا نہین گیا۔ نہ اس معنی کر کہ وہ اختیار و کسب کا خود پیدا کرنیوالا ہے اور وہ بھی کچھ حصہ خالقیت رکھتا ہے ثانیاً زائد کو کوئی نسمجھے تو ہم پہلے سمجھاتے ہین کہ دنیا مین بہت سی چیزین ہین جنمین ظاہری اختیار و اسباب کی مباشرت پائی نہین جاتی۔ دیکھو بہت سے بچے مادر زاد اندھے و اپاہج پیدا ہوتے ہین بہتیرے بچے سخت امراض سے معذب ہو کر ہلاک ہوتے ہین لاکھون چیونٹیان وغیرہ حیوانات لوگون کے پاؤن کے نیچے دب کر رہ جاتے ہین۔ یہان ظاہری اختیار و مباشرت اسباب کہان پائی جاتی ہے تاکہ ان مخلوقات کو اپنی ہلاکت کا خالق قرار دیا جاوے۔ اسمین کوئی ہندو یا اور کوئی قائل تناسخ یہہ کہو کہ یہہ پچھلے جنم کی ارتکاب کی سزا ہے تو اسمین اولاً خدا کیطرف سے سزا دینے کا اقرار ہے جو ہمارے اصل اس مدعا کا کہ خدا رحیم محض نہین ہے وہ گنہگارون کو سزا بھی دے سکتا ہے مؤید ہے۔ ثانیاً اسپر یہہ سوال وارد ہوتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ رحیم مطلق ہے تو اُسنے ایسے اسباب کو کیون پیدا کیا۔ جنکی مباشرت سے انسان اس جنم مین بزعم ہنود و تناسخیہ پچھلے جنم مین سزا پانیکے لائق ہوا **بالجملہ** لوگون کا دنیا مین باختیار و بلا اختیار انواع تکلیف مین معذب ہونا صاف یقین دلاتا ہے کہ خداوند تعالیٰ رحیم محض نہین ہے۔ بلکہ رحیم ہونیکے ساتھ عذاب کنندہ بھی ہے۔ **لقد صدق**

ٹھراتا بلکہ بمقتضا اسی قاعدہ، ترجیح راجح اسکو گناہ کمتر از کفر کو بلحاظ اسکی عظمت کے (یعنی ایمان کے جو راس الطاعات ہے) بلا سزا بخشدینا اور معاف کرنا جائز رکھتا ہے اس امر کو مسلمان تو مانتے ہی ہین جو بحکم ان آیات و احادیث کے جنمین یہہ بیان ہے کہ شرک یا کفر سے کمتر گناہون کو

ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء۔

خدا جسے چاہے بخشدے۔ یہہ اعتقاد رکھتے ہین کہ کفر سے کمتر گناہ کی بلا سزا بھی بخشش جائز و متوقع ہے

عیسائی بھی (انصاف اختیار کرین اور ہٹ دھرمی سے انکار نکر بیٹھین) تو اسی بات کو مدار نجات سمجھ رہے ہین **سچ پوچھو** تو انکے کفارہ مجوزہ کا اصل اصول یہی بات ہے وہ کفارہ کی نسبت یہی اعتقاد رکھتے ہین کہ جو شخص مسیح کے کفارہ ہونے پر ایمان لائے وہ خواہ کتنا ہی گنہگار ہو اس اعتقاد و ایمان کفارہ کے عوض و لحاظ سے نجات کا مستحق ہے۔ اور یہہ بعینہٖ وہی بات ہے جو ہمنے صورت دوم مین کہی ہے کہ گنہگار مومن (خواہ کفر سے کمتر کتنا ہی گناہ کرے) ایمان کے بدلے عفو و نجات کا مستحق ہے عدل اسکے عفو و نجات کا مانع نہین ہے۔

اس بیان سے ثابت ہوا کہ جو اس تقریر کفارہ مین اولاً کہا گیا ہے کہ گنہگارون کی نجات و عذاب کی نسبت خدا تعالیٰ کی عدل و رحمت کا باہم تنازع ہے یہہ محض غلط و مغالطہ ہے۔ **ایسا ہی جو اس تقریر** مین آخر کہا ہے اور اس تنازعہ عدل و رحمت کا **فیصلہ** کیا ہے وہ اور بھی **غلط** و سخت مغالطہ ہے اور اس عربی مثل مشہور کا مصداق ہے جسکا مطلب یہہ ہے۔ کہ ایک شخص مینہ سے بھاگا

فر من المطر وقام تحت المیزاب

اور پرنالہ کے نیچے آ کھڑا ہوا۔

اس فیصلہ مین عیسائیون نے خدا کیطرف سے وکیل ہو کر عدل کا حق تو یہہ کہکر ادا کیا ہے کہ ہم تیری مقتضا سے درگذر نہین کرتے اور گنہگارون کو بلا سزا نہین چھوڑتے انکے گناہون کی سزا اپنے آپ بھگتے ہین (چنانچہ مسیح کو اوتارا اور خود خدا کہنے کا ارادہ ہے) یا اپنے فرزند ارجمند کے سر پر ڈالتی ہین

من قال ان ربک شدید العقاب و انہ لغفور الرحیم۔ ابطال تناسخ کی نسبت ہم پہلے بھی وعدہ دے چکے ہین اور پھر وعدہ کرتے ہین کہ عنقریب ہم اسمین بحث کرینگے اور اسکا ابطال عمل مین لاوینگے۔ ۱۲

(چنانچہ مسیح کو صرف خدا کا بیٹا کہنا چاہتا ہے) اور رحمت کا یون گھر پورا کر دیا کہ ہم تیری تقاضا سے بھی درگذر نہین کرتے گنہگارون کو عذاب سے سبکدوش کرکے بہشت مین داخل کرتے ہین - **مگر ان خواہ مخواہ کے وکیلون** نے یہہ نہ سمجھا کہ اس فیصلہ مین عدل و رحمت دونون لوٹ گئی - نہ عدل کی داد دیگئی - اور نہ رحمت کی حق رسی ہوئی - عدل تو یون ٹوٹا کہ مجرم بلا سزا چھوٹا رحم یون اوٹھا کہ گنہگار کا بوجھ بیگناہ کے سر پڑا - پھر وہ بیگناہ اگر خدا کا بیٹا ہے تو اس سے بڑھکر کیا بے رحمی ہے کہ مجرم کا گناہ اپنے بیگناہ فرزند پر ڈالا - اور مجرم کو بہشت مین اور فرزند کو دوزخ مین داخل کیا - اور اگر وہ بیگناہ (جسنے مجرمون کا بوجھ لیا) خود خدا جل و علی ہے تو یہہ بے رحمی و ظلم سے بڑھکر سفاہت و جہالت ہے - کوئی عاقل یہہ تجویز کر سکتا ہے کہ جو بادشاہ مجرم کو بلا سزا چھوڑ دینا خلاف عدل سمجھے وہ اسکے جرم کی سزا اپنے آپ پر جاری کرے اور اسکے عوض مین اپنے منھ پر ایک دو تھپڑ یا جوتا مار لے تاکہ اسکا قانون عدل جزا و سزا دینیکا نہ ٹوٹنے - مین یقین نہین کر سکتا کہ عیسائیون کے سوا کوئی عاقل ایسی تجویز کرے -

اس بیان سے ثابت ہے کہ جس اعتقاد کفارہ کو عیسائی موجب نجات سمجھتے ہین - اسکا موجب نجات ہونا خیال و محال ہے - پس اگر انجیل کی اعتقادی تعلیم یہی ہے تو اس اعتقادی تعلیم کے ساتھ اخلاقی تعلیم انجیل کس کام آتی ہے جسپر عیسائی فخر کرتے ہین - اور اسکی نظر سے انجیل کو قرآن پر ترجیح دیتے ہین -

دوسرا جواب یہہ ہے کہ جسقدر اخلاقی تعلیم انجیل مین ہے وہ سب کی سب قرآن مین موجود ہے - کوئی ایک مسئلہ بھی اخلاقی ایسا نہین جو انجیل مین ہو اور قرآن مین نہو - جو اسکے خلاف کا مدعی ہے وہ کوئی ایک مسئلہ بیان کرے - اور ہم سے اسکا جواب لے -

قرآن مین اسکے علاوہ بیان اخلاق مین یہہ رعایت بھی ہے کہ اس سے سیاست و انتظام عامہ خلائق مین فرق نہ آجاوے بخلاف بیان اخلاقی انجیل کے کہ اسمین اس امر کی رعایت نہین ہے -

پہلے ہم اون اخلاق کو بیان کرتے ہین جو قرآن مین ایسے ہی مذکور ہے جو انجیل مین مذکور ہین - پھر قرآن کی

اس غایت خاص کو بیان کرینگے جو انجیل مین ملحوظ نہین ہے -

سورہ نساء مین ہے - خدا کو پوجو اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نکرو - اور مان باپ سے نیکی کرو اور قرابتیون سے اور نزدیکی ہمسایہ سے - اور دور والے ہمسایہ سے - اور ہم پہلو صحبتی سے - اور مسافرون سے - اور اپنے غلامون سے خدا اس سے خوش نہین جو تکبر اور فخر کرتے ہین

واعبدوا الله ولا تشركوا به شيئا وبالوالدين احسانا وبذي القربى واليتامى والمساكين والجار ذي القربى والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبيل وما ملكت ايمانكم ان الله لا يحب من كان مختالا فخورا (نساء ع ٦)

اور **سورہ انعام** مین ہے - اپنی اولاد کو فقیری کے خوف سے قتل نکرو - تمہین اور انہین ہم ہی رزق دینے والے - اور کھلی اور چھپی بیحیائی کے نزدیک مت جاؤ - اور کسی جان کو ناحق نہ مارو - اور یتیم کے مال کے پاس نجاؤ مگر ایسے طور سے جبتک کہ وہ جوان ہو - اور ماپ اور تول پورا کرو - ہم کسی کو اسکی طاقت سے باہر حکم نہین دیتے - اور جب بات کہو حق کہو اپنی قرابتی پر کیون نہو - اور خدا کے عہد کو پورا کرو - خدا تمکو نصیحت کرتا ہے تا کہ تم نصیحت پاؤ -

ولا تقتلوا اولادكم من املاق نحن نرزقكم واياهم ولا تقربوا الفواحش ما ظهر منها وما بطن ولا تقتلوا النفس التي حرم الله الا بالحق ذلكم وصكم به لعلكم تعقلون ولا تقربوا مال اليتيم الا بالتي هي احسن حتى يبلغ اشده واوفوا الكيل والميزان بالقسط لا نكلف نفسا الا وسعها واذا قلتم فاعدلوا ولو كان ذا قربى وبعهد الله اوفوا ذلكم وصكم به لعلكم تذكرون

(انعام ع ١٩)

اور سورہ **بنی اسرائیل** مین ہے قرابتیون کو انکا حق دو اور مسکینون اور مسافرون کو اور فضول خرچی مت کر فضول خرچ شیطان کے بھائی ہین -

وآت ذا القربى حقه والمسكين وابن السبيل ولا تبذر تبذيرا ان المبذرين كانوا اخوان الشياطين وكان الشيطان لربه كفورا (بنی اسرائیل ع ٣)

اب قرآن کی اس غایت خاص کو بیان کیا جاتا ہے جو اخلاقی تعلیم مین اس نے کی ہے - اور وہ

انجیل مین نہین۔

(۱) **انجیل** مین کہا ہے کہ اگر کوئی تجہے دہنی گال پر طمانچہ مارے تو بائین گال پہیر دے (متی ۵-۳۹)

قرآن مین یہہ بات بہی کہی ہے کہ برائی کو معافی کرو چنانچہ سورہ **شوریٰ** مین فرمایا ہے۔

> وجزاؤ سیئة سیئة مثلها فمن عفا
> واصلح فاجره علی الله ان الله لا یحب
> الظلمین ۔ ولمن صبر وغفر ان ذلک لمن
> عزم الامور (شوری ع ۴)

برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے۔ پر جو معاف کرے اور درستی کرے اسکا اجر خدا پہ ہے۔ خدا ظالمون کو دوست نہین رکھتا۔ اور فرمایا جو صبر کرے اور معافی دے تو یہہ ہمت کے کامون سے ہے۔

اور **بقرہ** مین حکم قصاص کے بیان مین کہا ہے کہ جسکو اپنے بہائی سے خون معاف ہو جاوے

> فمن عفی له من اخیه شیء فاتباع بالمعروف
> واداء الیه باحسان (بقره ع ۲۲)

وہ اچہی طرح سے خونبہا ادا کرے۔ اور وارثان مقتول اچہی طرح سے مطالبہ کرینگے۔ یہان بہائی کہنا صرف اسی ترغیب سے ہے کہ اسکو بہائی سمجھکر معاف کردین۔

مگر ساتھ ہی اسکے یہہ بہی فرمایا ہے۔ کہ جو تمپر زیادتی کرے اسپر تم ویسی ہی زیادتی کرو۔ اور

> فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیه بمثل ما اعتدی علیکم
> (بقره ع ۲۴)
> کتب علیکم القصاص فی القتلی الحر بالحر والعبد
> بالعبد والانثی بالانثی (بقره ع ۲۲)

فرمایا کہ تمہارے لیئے قصاص کا حکم ہے اصیل بدلے اصیل کے غلام بدلے غلام کے اور عورت بدلے عورت کے۔

اندونون قسم کے احکام کے بیان مین رعایت سیاست انتظام بہی پائی جاتی ہے۔ اور اخلاقی تعلیم بہی موجود ہے۔ ظالم کو بدلہ کا ڈر سنا دیا۔ اور نیکون کو معافی کا حکم دیا۔ اسمین یہہ فائدہ ہوا کہ ظالم خوف مواخذہ سے رکیگا۔ اور نیکون کو معافی کا حکم دیا گیا۔

بخلاف تعلیم انجیل کے کہ اسمین اخلاقی تعلیم تو ہوئی مگر ظالم کو ظلم سے روک نہوئی بلکہ ظلم کرنیکی جرات دلائی گئی۔ جب وہ دیکہیگا کہ مظلوم نے ایکگال پر طمانچہ کہا کر دوسری گال بہی میری طرف کردی ہے۔ تو وہ بے دہڑک ہر کسی کو مارتا پہریگا۔ یہان تک کہ ایکدن وہ بہی کسی کے ہاتھہ سے

سے مارا جاویگا - اسمین نہ صرف ایک ظالم کا بگاڑ ہے - یا اس مظلوم کا ظاہری نقصان ہے بلکہ کل عالم کا بگاڑ و نقصان متصور ہے - اسی نظر سے قرآن اپنی اس حکیمانہ دو رخی تعلیم پر فخر کیا ہو - اور

ولکم فی القصاص حیوۃ یاأولی الالباب
(بقرہ ع ۲۲)

حکم قصاص کا یہہ بہید بتایا ہے کہ اس حکم مین تمہاری لیئے زندگانی ہے -

اور سورہ **حج** مین فرمایا ہے کہ اگر خدا تعالی لڑنیکے بدلے لڑنے کا حکم دینے سے ایک کو دوسرے

ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لهدمت
صوامع وبیع وصلوٰت ومسٰجد یذکر فیہا
اسم الله کثیرا - (حج ع ۶)

سے نہ روکتا تو صومعے اور کنیسے اور چرچ اور مسجدین جنمین خدا کا نام لیا جاتا ہے سب کے سب گرجاتین -

(۲) **انجیل** مین کہا ہے کہ جو تجھے عدالت مین لیجائے اور تیرا چوغہ مانگے تو اسی کوٹ بہی دیدے اور جو تجھے ایک میل بیگار لیجائے تو دو میل اسکے ساتھ جا - (متی ۵ - ۴۰ و ۴۱)

اس حکم سے اگر یہہ مراد ہے کہ ظالم کے آگے دب جا تو اسکی نسبت **قرآن** کا فیصلہ پہلے حکم مین آچکا ہو کہ نہ بالکل ایسا دبے کہ پھر ظالم سر نہ اٹھانے دے - اور نہ بالکل اسکے مقابلہ کیلیئے کھڑا ہو رہے - اور اگر اس سے صدقہ و خیرات مراد ہے تو قرآن نے یہہ امر بہی سکھایا - اور مومنون کی تعریف مین صاف

ویؤثرون علی انفسهم ولو کان بهم خصاصة
ومن یوق شح نفسه فاولئک هم المفلحون
(حشر ع ۱)

فرمایا ہے کہ وہ اپنی جانون پر اوروں کو مقدم کرتے ہین - اگرچہ وہ فاقہ مین مبتلا ہون - اور جو نفس کی حرص ول سے بچایا گیا وہ نجات پانے والا ہے -

مگر ساتھ ہی اسکے یہہ بہی فرمادیا ہے کہ نہ تو اپنے ہاتھ کو گردن سے باندھ لے پھر تجھے ملامت کرینگی

ولا تجعل یدک مغلولة الی عنقک ولا تبسطها
کل البسط فتقعد ملوما محسورا
(بنی اسرائیل ع ۳)

(یعنی بخیل کہینگے) اور نہ سبہی پہیلا دے تا کہ تو خالی ہاتھ بیٹھ رہے -

اسمین بہی اعتدال و انتظام عام کی رعایت ہے جو انجیل کی تعلیم مین نہین ہے -

(۳) **انجیل** مین کہا ہے کہ تو دشمن کو پیار کر اُنکے لیئے برکت چاہ جو تمہین لعنت کرین (متی ۵ - ۴۴)

قرآن مین بھی صاف فرمایا ہے کہ نیکی اور بدی برابر نہین تو بدی کو نیکی سے روک پھر جو تیرا دشمن

ولا تستوی الحسنة ولا السیئة ادفع بالتی
ھی احسن فاذا الذی بینك وبینه عداوة كانه
ولی حمیم وما یلقٰها الا الذین صبروا و
ما یلقٰها الا ذو حظ عظیم۔ (حٰم السجدة ع ۵)

ہے وہ گرمجوش دوست ہو جائیگا۔ اس ہدایت کو وہی لوگ لیتے ہین جو صابر ہین۔ اور بڑے نصیب والے ہین۔

مگر اسمین بھی اس اعتدال و انتظام عام کی رعایت ہے جو پہلے حکم مین بیان ہو چکی ہے۔ کہ نہ ہر ایک دشمن کے آگے جھک جاوے۔ نہ ہر ایک سے مقابلہ کرے۔ نرمی بھی کرے۔ اور سختی سے بھی ڈراتا رہے۔ اسی تعلیم کے موافق ایک دانشمند نے کہا ہے ۵

درشتی و نرمی بہم در بہ است ✣ چو رگزن کہ جرّاح و مرہم نہ است ۵

اس مضمون کو دیکھکر عیسائی انصاف کرینگے تو پھر اخلاقی تعلیم مین انجیل کو قرآن پر ترجیح نہ دینگے۔ بے انصافی و ہٹ دہرمی کرین تو اسکا علاج نہین۔

تبصرہ

اس مقام مین جو ہمنے اخلاقی تعلیم مین انجیل کا نقص بیان کیا ہے یہہ بمقابلہ تعلیم قرآن نقص ہے ورنہ بجائے خود قطع نظر مقابلہ تعلیم قرآن سے وہ بھی کمال ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ جس موقعہ پر اور جس زمانہ مین اور جن اشخاص کی نسبت وہ حکم ہوا تھا۔ (اگر وہ ٹھیک کلام الٰہی اور تبدیل و تحریف سے محفوظ ہے) اسوقت و زمانہ و اشخاص کے لیئے وہی حکم مناسب و باکمال ہو۔ اسوقت کے لوگ سختی کے مقابلہ مین سختی کرنیسے منفعل نہ ہوتے ہونگے۔ بلکہ اسپر اور الجھتے ہونگے یا اسوقت مسیح علیہ السلام کو سختی کرنیکا موقع نہ تھا۔ اسلیئے سختی سے محض نرمی و معافی کو اختیار کیا۔ لہذا اسوقت اسی حکم مین کمال تھا۔ تعلیم قرآنی مین اسکے مقابلہ مین یہہ کمال ہے کہ وہ ہر وقت اور ہر موقع اور ہر شخص کی نسبت مناسب حکم کے متضمن ہے۔ اسلیئے قرآن کے مقابلہ مین اس تعلیم انجیل پر نقص کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ اگرچہ وہ تعلیم انجیل بجائے خود کمال سے خالی نہین ہے۔

یہہ بات اسلیئے جتائی گئی ہے - کہ کسی نبی یا کتاب آسمانی کی تعلیم کو (خدا کیطرف سے مانکر) مطلق ناقص و خالی از حکمت کہنا منافی ایمان و تسلیم ہے جو لوگ ایکدوسریکے مقابل و مناظر اس بات کو نہین جانتے وہ اپنے نبی یا کتاب کی ترجیح و تعریف کے وقت بلا تمیز و تفصیل صاف مخاطب کو کہدیتے ہین کہ تمہارے نبی یا کتاب مین یہہ عیب و نقصان ہے - اور ہمارے نبی یا کتاب مین یہہ خوبی و کمال اور وہ یہہ بھی نہین خیال کرتے کہ کسی نبی یا کتاب کی ایسی تعریف جسمین دوسرے نبی یا کتاب کی اہانت پائی جاوے بالاتفاق حرام ہے -

القاب مذہبی

ہمارے زمانہ مین اور جو اسکے قریب قریب گذرا ہے - جب بچے ہوش سنبھال لیتے ہین تو اونکے دیندار والدین انکو یہہ سوال و جواب تلقین کرتے ہین -

سوال	جواب	سوال	جواب	سوال	جواب
تم بندے کسکے ہو -	اللہ تعالیٰ کے -	امت کسکی ہو -	محمد رسول اللہ صلعم کی	مذہب کسکا ہے -	امام اعظم صاحب کے

آخر اس تلقین کا اثر و نتیجہ یہہ پیدا ہوا کہ امام مذہب کا ماننا ایسا جزو ایمان سمجھا جاتا ہے جیسا خدا و رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو ماننا و بنا بر علیہ عام خیالات مین حنفی یا شافعی (جہان شافعی رہتے ہون) کہلانا فرض سمجھا جاتا ہے - اور جو حنفی شافعی نہ کہلاوے وہ لامذہب بنتا ہے - انکے مقابلہ مین ایسے لوگ بھی ہین جو کسی مذہب مشہور کیطرف منسوب ہونا اور حنفی یا شافعی کہلانا ضروری نہین سمجھتے - صرف مسلمان یا محمدی کہلانا کافی خیال کرتے ہین - انمین بعض حنفی و شافعی کہلانے کو بدعت بعض شرک بھی کہتے ہین -

فرقہ اول (حنفی و شافعی کہلانے کو بدعت و شرک کہنے کے مقابلہ مین) محمدی المذہب کہلانے کو کفر سمجھتے ہین اور یہہ کہتے ہین کہ مذہب (چنانچہ حضرت شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ نے تحفہ اثنا عشریہ مین لکھا ہے) اسطریق کا نام ہے جسکو بعض امتی اپنے فہم و اجتہاد سے نکالین اور چند قواعد عقلیہ مقرر کرکے انکے موافق ادلہ شرعیہ سے مسائل نکالکر ایک راہ مقرر

کر دین اسمین خطا و صواب دونون کا احتمال ہے - اسلیئے اسکو خدا و رسول کی طرف منسوب نہین کیا جاتا"۔

اس اختلاف القاب کا یہہ اثر پیدا ہوا ہے کہ اسلام کے دو حصص ہوگئے - اور مسلمانون کے دو گروہ باہم مخالف بن گئے جو ایک دوسرے کے دینی و قومی کامون مین (انکو اسلامی و قومی کام نہ سمجھکر) خلل انداز ہوتے ہین - وہ مدرسہ بنانا چاہتے ہین تو یہہ فراہمی چندہ کے مزاحم ہوتے ہین - اگر وہ مسجد بنانا چاہتے ہین تو یہہ بنانے نہین دیتے - بن جائے تو تو اسپر مسجد ضرار ہونے کا فتوی لگا لیتے ہین - اور اپنی مسجدون مین انکو نماز نہین پڑہنے دیتے - یہہ انکے قومی و دینی کامون مین اسی تفصیل سے رخنہ اندازی کرتے ہین -

اس مضمون مین فریقین کی نصیحت مدنظر ہے - اور جانبین کی خدمت مین برادرانہ التماس ہے کہ فریقین اپنی اپنی حالت ضعف و تنزل پر رحم فرماوین - اور اس افراط سے باز آوین - اور اسمضمون کو غور سے پڑہکر یقین فرماوین - کہ حنفی یا محمدی کہلانا ایسے جرائم سے نہین جنپر یہہ احکام و آثار مخالفت مرتب کیئے جاوین -

پہلے ہم اپنے حقیقی بہائیون اہلحدیث کیخدمت مین (جو محمدی کہلاتے ہین) ملتمس ہین کہ سبہی اشخاص سلف سے خلف تک جو حنفی شافعی کہلاتے چلے آئے ہین - اس حنفی یا شافعی کہلانے کو جزو ایمان و داخل اسلام نہین سمجھتے بلکہ صرف ان ائمہ سے بعض مسائل مین موافقت رائے رکہنیکے سبب انکی طرف منسوب ہین - اور صرف اس نسبت کی تمیز کیلیئے حنفی شافعی کہلاتے ہین - اس تلقب و انتساب مین وہ محمدی ہونیسے انکاری نہین - اور نہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین یا سنت کی پیروی سے عاری ہین - بلکہ اتباع محمدی کو وہ شرط ایمان جانتے ہین - اور پیروی سنت کو حرز جان - جہان اپنے امامون کے اقوال کو ظاہر سنت سے مخالف پاتے ہین - انکی موافقت اور پیروی سے ہاتھ اٹھا لیتے ہین اور اسمین اس شخص کے موافق یا پیرو ہو جاتے ہین جسکے قول کو موافق سنت پاتے ہین - دیکھو سلف ائمہ سے امام طحاوی نے جو حنفی مشہور ہے کیا

کہا ہے۔ کہ مین ہر بات مین امام ابوحنیفہ کا مقلد نہین ہون۔ اور اسکے موافق شرح معانی الآثار مین کیسا عمل کر دکھایا ہے کہ جہان امام ابوحنیفہ رح کا قول سنت کے مخالف پایا وہان۔ فما قال ابوحنیفة باطل صاف سنا دیا۔ قاضی ابوعلی و قاضی حسین و قفال وغیرہ نے بہی کیا صاف صاف کہدیا ہے۔ کہ ہم امام شافعی کے مقلد نہین۔ بیہقی وغیرہ علماء نے کئی مسائل مین امام شافعی کا تخالف کیا ہے۔ انکے افعال و مقالات کی تفصیل کتب متقدمین و متاخرین مین موجود ہے جسکی کسیقدر نقل اشاعۃ السنہ و ضمیمجات اشاعۃ السنہ خصوصًا (نمبر ۲ جلد ۲و۳) بہی ہو چکی ہے۔ متاخرین حنفیہ سے شیخ ابن الہمام جسپر حنفی مذہب کی تقلید و تائید کا زیادہ گمان کیا جاتا ہے۔ بہتیری جگہہ فتح القدیر مین حنفی مذہب سے الگ ہو گیا ہے۔ دیکہو مسئلہ **آمین** بالجہر مین اسنے حدیث اخفاء آمین کو چار دلائل سے ضعیف بتا کر حدیث جہر سے اس کی تطبیق و موافقت کی اسطرح بیان کی ہے۔ جسمین اصل جہر کی تسلیم پائی جاتی ہے۔ چنانچہ کہا ہے۔ اگر اسباب مین میرے کچہہ اختیار ہو تو مین دونون حدیثون جہر و اخفا، کو یون باہم متفق کردون کہ آہستہ کہنے سے یہہ مراد ہے کہ بہت نہ چلاتے۔ اور جہر سے یہہ مراد ہے کہ سینے سے نکلنے والی گونج والی آواز سے کہتے۔

اور مسئلہ عورتونکی امامت و جماعت مین روایت کراہت تحریمی کا خلاف کیا۔ اور صاف کہدیا ہے۔ کہ جو صاحب ہدایہ نے حدیث امامت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی منسوخ ہونے دعوی کیا ہے یہہ ثابت نہین۔ اور اگر حدیث ابوداؤد وغیرہ

ولو كان الي في هذا شيء لوفقت بان رواية الخفض يراد بها عدم القرع العنيف ورواية الجهر بمعنى قولها في زير الصوت

(فتح القدير)

ولكن يبقى الكلام بعد هذا في تعيين الناسخ اذ لا بينة ادعاء النسخ منه و لم يتحقق في النسخ الا ما ذكر بعضهم من امكان كونه ما في ابي داؤد وصحيح ابن خزيمة صلوة المرأة في بيتها افضل من صلوتها في حجرتها وصلوتها في مخدعها افضل من صلوتها

في بيتها يعني المخزانة التي تكون في البيت وروى ابن خزيمة عنه عليه الصلوة والسلام ان احب الصلوة المرأة الى الله في اشد مكان في بيتها ظلمة وفي حديث له ولابن حبان واقرب ما تكون من وجه ربها وهي في قعر بيتها ومعلوم ان المخدع لا يسع الجماعة وكذا قعر بيتها واشد ظلمة ولا يخفى ما فيه وبتقدير التسليم فانما يفيد نسخ السنية وهو لا يستلزم ثبوت كراهة التحريم في الفعل بل التنزيه ومرجعها الى خلاف الاولى ولا علينا ان نذهب الى ذلك فان المقصود اتباع الحق (فتح القدير مطبوعه لكهنو ص ۲۸۵)

سے (جس مین یہہ بیان ہے کہ عورت کی نماز اندھیری کوٹھری مین افضل ہے) اسکا منسوخ ہونا مان بھی لیا جاوے تو اس سے صرف جماعت کی سنت ہونے کا نسخ معلوم ہوسکتا ہے۔ اسکا مکروہ تحریمی ہونا ثابت نہین ہوتا۔ نہایت یہہ کہ اولی نہو۔ آخر کہا ہے۔ کہ ہمپر اس مذہب پر چلنا واجب نہین ہے۔ مطلب اتباع حق سے ہے خواہ کہین ہو۔

ہمارے زمانہ کے مشہور حنفی مولوی **عبد الحی** صاحب لکھنوی نے جو اس باب مین فرمایا ہے وہ بھی نمبر ۷ اشاعۃ السنہ (نمبر ۱ جلد ۲) مین منقول ہوچکا ہے۔ اسمقام مین ایک اور قول انکا نقل کیا جاتا ہے آپ رسالہ **فوائد بہیہ فی تراجم الحنفیہ** مین فرماتے ہین۔ ائمہ اربعہ کی مقلد

واعلم ان مقلدة الائمة الاربعة اشتهروا بالانتساب الى حضرات مقلديهم العلية كالحنفية والشافعية والمالكية والحنبلية ليحصل التميز بينهم ويتفرق احدهم عن ثانيهم وفي الحقيقة كل طائفة منهم محمدية فان تقليدهم ائمتهم و السلوك على مسلكهم سلوك على طريق النبي صلى الله عليه وسلم واغتراف بذلك المنبع الاعظم

اماموں کی طرف منسوب ہونے سے اس لیے مشہور تھے۔ کہ ان مین اس نسبت مین تمیز ہو۔ اور ایکدوسرے سے علیحدہ ہو کر پہچانا جاوے اور حقیقت مین وہ سب محمدی ہی تھے۔ کیونکہ اماموں کی تقلید کرنا اور انکی راہ پر چلنا بعینہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طریق پر چلنا ہے اور اسی چشمہ سے چلو بھرنا۔

ایسے شخصوں کے حنفی یا شافعی کہلانے کو کون بدعت کہہ سکتا ہے۔ اور انکا مشرک ہونا تو کیونکر

نہین رکھتا۔

ہان بعضے ایسے ضدی متعصب حنفی و شافعی بھی ہین جو ہر شخص پر (عالم کیون نہو) امام ابو حنیفہ یا شافعی کی تقلید خدا کیطرف سے فرض سمجھتے ہین اور اسی اعتقاد اور سبب سے حنفی و شافعی کہلاتے ہین۔ اور اس تقلید کی پابندی سے وہ صریح نصوص کتاب و سنت کو جو اُنکے ائمہ کے اقوال سے مخالف ہون قبول نہین کرتے اور اُنکے رد و جواب مین صاف کہدیتے ہین۔ مارا بحدیث چہ کار۔ قول امام بباید۔ ایسے متعصب حنفیون اور شافعیون کو تو خود محقق و منصف حنفی بھی اچھا نہین سمجھتے چنانچہ ضمیمہ اشاعۃ السنہ (نمبر ا جلد ۳) مین منقول ہو چکا ہے ولیکن ان معدودے چند نام کے علماء یا اکثر جہلاء کی نظر سے ہمکو یہہ نہین پہنچتا کہ ہم سب حنفیون اگلون اور پچھلون کو برا جانین۔ اور جہان کسی پر حنفی یا شافعی کا نام آیا اُسکو اُن ہی مین شمار کرین۔ +

اب دوسرے **علائی بھائیوں حنفیون شافعیون** کی خدمت مین التماس ہے کہ وہ اہلحدیث کے حنفی یا شافعی نہ کہلانے صرف مسلمان یا محمدی کہلانے پر اکتفا کرنے سے بُرا نہ مناوین۔ اور یہہ خیال نفرمادین کہ انکی مسلمان یا محمدی کہلانے سے یہہ نیت ہے کہ انکے سوا اور لوگ (جو حنفی شافعی کہلاتے ہین) محمدی یا مسلمان نہین ہین۔ یا یہہ کہ وہ امام ابو حنیفہ و شافعی کو بزرگ نہین جانتے۔ اسلیئے اونکی طرف منسوب ہونے اور حنفی شافعی کہلانے کو بُرا سمجھتے ہین۔ حاشا و کلا **انکے مسلمان و محمدی** کہلانے کی وجہ **صرف** یہی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس مشترک اسلام و محمدیت پر پاتے ہین جو سب اہل مذاہب مین متحقق ہے۔ اور وہ کسی خاص امام یا مذہب سے کچھہ خصوصیت نہین رکھتے وہ امام ابو حنیفہ کے اصول و اقوال موافق سنت کو ویسے ہی مانتے ہین جیسے امام شافعی کے اقوال موافق سنت کو۔ اسلیئے وہ کسی خاص مذہب یا امام کیطرف منسوب ہونیکی کوئی وجہ نہین دیکھتے اور وہ اپنا لقب بجز عام و مشترک مسلمان یا محمدی کچھہ مقرر نہین کرسکتے **ہمارے**

+ علائی کہنے کی وجہ ضمیمہ اشاعۃ السنہ نمبر ا جلد ۲ مین بیان ہو چکی ہے۔

علائی بھائی حنفی و شافعی **انصاف** کریں تو ضرور مان لیں کہ اس اہلحدیث کے محمدی یا مسلمان کہلانے میں کوئی تفاخر بیجا و طعن ناروا اور کسی امر حق سے انکار اور ناحق پر اصرار پایا نہیں جاتا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سب کوئی مسلمان (جو محمدی کا ہم معنے ہے) کہلاتا بلکہ یہہ نام تو حضرت ابراہیم علیہ السلام زمانہ سے چلا آتا ہے چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمہارا نام مسلمان حضرت ابراہیم ع نے پہلے سے رکھدیا ہے۔

هو سمّاكم المسلمين من قبل
(الحج ع ۱)

انمیں کوئی ایک بھی ایسا نہ تھا جو کسی خاص امام یا پیشوا کیطرف منسوب ہوتا۔ اور بلحاظ مذہب صدیقی یا عمری یا عثمانی یا علوی کہلاتا ۔ دور کیوں جاویں ائمہ مذاہب کو کیوں نہ دیکھیں۔ انمیں کون تھا کہ وہ جن استادوں اور پیشواؤں کے اصول پر چلتا بلحاظ مذہب اپنے آپ کو انکی طرف نسبت کرتا ہو۔ امام ابو حنیفہ نے (جو ابراہیم و علقمہ تابعیوں و ابن مسعود صحابی کے زیادہ تر پیرو تھے) ابراہیمی یا علقمی یا مسعودی کہلایا ہے۔ امام شافعی جو امام مالک کے بڑے صحبتی و شاگرد تھے۔ مالکی کہلایا ہے و علی ہذا القیاس۔ **اگر کہو** کہ وہ مجتہد تھے اسلئے وہ کسی دوسرے مجتہد کیطرف منسوب نہوئے تو اُسپر **یہہ سوال** وارد ہوتا ہے کہ آخر مجتہد ایک وقت معین پر بعد حصول کمال ہوئے۔ اُسوقت اور کمال سے پہلے تو صدیقی یا مسعودی یا ابراہیمی کہلایا ہوتا۔ اس تمام سلف سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی مقتدا یا امام کی طرف منسوب ہونا ان زمانوں میں داخل دین نہیں سمجھا گیا۔ یہی امر اگر اہل حدیث زمانہ متاخرین پایا گیا اور انہوں نے حنفی یا شافعی نہ کہلایا تو کیا گناہ ہوا۔

شاید اسپر **یہہ سوال** وارد ہو۔ کہ تقرر مذاہب سے پہلے تو بیشک صرف مسلمان یا محمدی کہلانا معمول و مروج تھا۔ تقرر مذاہب کے بعد کون ایسا ہوا ہے جسنے باہمی تخاطب میں محمدی کہلایا ہو۔ اسکا **جواب** یہہ ہے کہ اہلحدیث سبھی سوا چند متاخرین کے صرف محمدی کہلانے اور حنفی و شافعی کے لقب سے نامزد نہ تھے۔ **ابن شاہین** محدث جو چوتھی صدی میں

(بقیہ مضمون القاب مذہبی۔)

گذر چکے ہین۔ اور تقرر مذاہب کے پیچھے ہوئے ہین۔ جب اونکے پاس کوئی مذہب کا ذکر کرتا تو صاف فرماتے کہ مین محمدی مذہب ہون چنانچہ **ملخص طبقات ذہبی** مین انسے منقول ہے

> وکان اذا ذکر له مذهب احد یقول انا محمدی المذهب مات فی ذالحجه سنه خمس وثمانین وثلاثه [illegible]

اب رہا۔ اس سوال کا جواب کہ مذہب تو اوس طریق اجتہادی وظنی کا نام ہے جو اجتہاد سے نکالا جاتا ہے۔ اور وہ محتمل خطا وصواب ہوتا ہے۔ پس دین اسلام کو جو منصوص و قطعی ہو کیونکر مذہب کہا جاسکتا ہے سو یہہ ہے۔ کہ یہہ معنے مذہب کے ایک خاص اصطلاح کے موافق ہین۔ اور کسی کی اصطلاح مین کچھہ جھگڑا نہین ہوسکتا چنانچہ لا مناقشۃ فی الاصطلاح مسئلہ مشہور ہے اس معنے اصطلاحی کی نظر سے دین اسلام کو کوئی مذہب نہ کہے، تو اس سے بحث نہین ہے مگر مذہب کے معنے لغت اور عرف عام مین تو نہایت وسیع ہین۔ لغت وعرف عام مین ہر ایک روش اور طریق کو قطعی ہو خواہ ظنی ہو نصی ہو خواہ اجتہادی مذہب بولا جاتا ہے۔ چنانچہ **قاموس وصراح وغیاث وغیرہ** کتب لغات عربی وفارسی مین مذہب کے ایسے ہی عام معنے سے تفسیر کیا ہے **قاموس** لکھا ہے کہ مذہب اوس اعتقاد کا نام ہے جسکی طرف کوئی گیا ہو (یعنی قطعی ہو خواہ ظنی نصی ہو خواہ اجتہادی)

> المذهب المعتقد الذی یذهب الیه والطریقه والاصل (قاموس)

اور راہ اور اصل کو بھی کہتے ہین۔ اور ایسا ہی صراح مین ہے۔ اور غیاث اللغات مین لکھا ہے مَذہَب بالفتح بروزن مکتب جای رفتن و راہ و مجازاً دین وآئین۔ اس معنے اور محاورہ عام سے بڑے بڑے اساطین دین ائمہ مجتہدین نے حدیث کو باوجودیکہ وہ نص ہے۔ مذہب کہا ہے۔ چارون امامون سے منقول ہے کہ جب حدیث صحیح ہو ہمارا وہی مذہب ہے۔ چنانچہ امام شعرانی اور شیخ محی الدین ابن عربی نے انسے نقل کیا ہے۔ اور خصوصاً امام شافعی سے بیہقی وحاکم وغیرہ نے۔

> وقد تقدم قول الائمة كلهم اذا صح الحديث فهو مذهبنا۔ میزان کبرای شعرانی
> صفحہ ۲۷۔

جب لغت وعرف کی نظر سے **اکابر ائمہ** دین نے نصوص اسلام کو مذہب کہا ہے تو پھر اگر کوئی اس معنے کر دین اسلام کو مذہب کہے۔ اور محمدی المذہب کہلاوے تو اسکو کاف

کیونکر کہا جاسکتا ہے۔ اس ملک ہند مین سب سے پہلے کھلم کھلے طور پر مولوی **محمد اسمعیل** شہید علیہ الرحمۃ نے محمدی کہلایا ہے۔ اور حنفی شافعی کہلانے پر اسکو ترجیح دی ہے آپ کی تقریر ترجیح سے بہی ہمارے بیان کی تصدیق ہوتی اور یہہ بات نکلتی ہے کہ حنفی شافعی کہلانے کو وہ بہی برا نہ سمجہتے ان مذاہب کو وہ چشمہ شریعت کے حوض سمجہتے۔ اوران مذاہب کے ناموں کو وہ ناشیان شریعت خیال کرتے۔ پر انکی طرف منسوب ہونے اور حنفی و شافعی کہلانے کو ایسا ضروری نہ سمجہتے۔ جیسے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طرف منسوب ہونے اور محمدی کہلانے کو سمجہتے انکا کلام بلاغت نظام اہلحدیث کے نزدیک تو مسلم ہی ہے اہل تقلید بہی اگر سوء ظن سابقہ کو یکطرف کرکے غور وانصاف سے اسکو پڑہینگے بی چون وچرا اسکو مان لینگے۔ اسلئے اسکا نقل کرنا اس مقام مین فائدہ طرفین سے خالی نہین۔ آپ کتاب **ایضاح الحق** کے صفحہ ۴۵ مین فرماتے ہین۔ پس باید دانست کہ حضرت مالک علی الاطلاق وملک بالاستحقاق جلت قدرتہ بنا بر نظم ونسق ملت حنیفہ دو کارخانہ عظیم قائم فرمودہ اول آنست کہ مدار شیوع ملت بر آنست وآن کارخانہ ہست کہ بشان ملکیت تعلق دارد یعنی تکلیف بندگان خود بسوی اطاعت خود بطریق جبر والزام کہ جار وناچار آنرا قبول باید کرد طوعا وکرہا ربقہ اطاعت در گردن خود باید انداخت ومرکز این کارخانہ منصب رسالت ست وفروع آن مناصب اولی الامر ست از خلفاء راشدین وائمہ عادلین وقضات امصار مسلمین ونواب ایشان از مصدقین ومحتسبین پس فرمان عالیشان یعنی قرآن واضح البیان ویرا وانجاب علیہ واشتہارات جلیلہ از احادیث قدسیہ اولا بسوی رسول مقبول خود وحی فرمود وقوانین وآئین بنا بر ایضاح مضامین فرامین کہ مسمے بسنت نبویہ ہست در دل ہدایت منزل او الہام نمود وثانیا بمساعی نائبین مذکورین در ہمہ اقطار واکناف عالم شائع وذائع گردانید وہمہ بندگان خود را باطاعت او ونائبان او مکلف گردانید وکارخانہ ثانی بمثابہ متممات اول ومکملات اوست وآن کارخانہ است کہ بشان ربوبیت تعلق دارد یعنی مہیا کردن امور کہ بندگان را در باب امتثال احکام الہیہ واتباع

سنت نبویه باین احتیاج پیش می آید و مرکز این کارخانه منصب حکومت ست و فروع آن مناصب علما و اولیاست از قرّا و محدثین که احکام الٰهیه و احادیث نبویه بجمیع امت میرسانند و مجتهدین شریعت که احکام قیاسیه استنباط می نمایند و شیوخ طریقت که بنا بر نظر بمصالح وقت تدبیری برای اجرای سنت استخراج میفرمایند و ائمهٔ لغت و تفسیر و عربیت که نکات محاورات و قوانین زبان دانی ایضاح می نمایند و واضعین کتب فقه و جامعین فتاوی و مصنفین رسائل سلوک و مؤلفین کتب عربیه که احکام مجتهدین و تخریجات مقلدین و کلمات مشائخ و اقوال علماء عربیه را مرتب کرده در دفاتر مبسوطه محرر مینمایند پس اول را کمال خلافت و امامت میگویند و ثانی را کمال علم و ولایت و هرچند منشأ این هردو کمال توجه عنایت الٰهیه است به تربیت بندگان خود و محط اصلی آن هردو قلوب انبیاست علیهم الصلوٰة والسلام امّا اول نوریست قوی الاشراق که از آفتاب سلطنت الٰهیه بر مرأت رسالت پرتو انداخته و از آن بطریق انعکاس تمام عالم را فرا گرفته و شب کفر و فساد را متلاشی گردانیده و روز اسلام و نظام دارین را جلوه گر نموده و ثانی آب زلالیست که از ابر ربوبیت باریده و از فواره حکمت انبیا جوش زده و از آن بحیاض قلوب خواص مجتمع شده و بکام تشنگان آب طلب بحسب مدارج ایشان رسیده پس لابدیست اول را بر ثانی محفوظ باید داشت و اهتمامیکه باول باید کرد بثانی نباید گماشت مثلاً هر فردی را از افراد انسان خواه عالم باشد خواه جاهل خواه عاقل باشد خواه سفیه خواه کاتب باشد خواه امّی تفتیش مضامین ظاهر کتاب و سنت و تحقیق آن خواه بفکر خود خواه باستفسار آن از دیگری لازم آمد و التزام اطاعت انبیا و اولی الامر بالتعیین از اول امر بر جمیع امت واجب شده و مجاهدت باکتساب خود بایشان ضرور افتاده و احتراز از تشبه بکفار و اختلاط مبتدعین و مشارکت بغاة از ارکان دین شمرده شد و اشاعت ظاهر کتاب و سنت و نشر آن در جمیع قری و بلدان از ارکان دین معدود شد و تعیین وعّاظ که در جمیع مجامع و مساجد بر سر منابر بآواز بلند بسوی آن دعوت نمایند و تعیین محتسبین که در هر کوچه و بازار بجبر و قهر بسوی آن کشند از افضل عبادات معدود کرده شد تجلیات

قسم ثانی که هر کس را تحقیق احکام قیاسیه و اشغال صوفیه و قوانین عربیه ضرور نیست و اراده و تقلید
شخصی معین از مجتهدین یا مشائخ در ارکان دین لازم نه بلکه همین قدر کافیست که وقتی که حاجتی
پیش آید از کسی از ایشان استفسار کرده شود نه آنکه اراده و تقلید ایشان مثل ایمان بانبیا از ارکان
شمرده شود و لقب حنفی و قادری همتا به لقب مسلمان و سنی اظهار کرده شود و امتیاز از شافعیان
و چشتیان مثل امتیاز از کفار و روافض از لوازم تدین شمرده شود و انتقال را از مذهبی بمذهبی
یا طریقه بطریقه مثل ارتداد و ابتداع و بغی موجب قتل و هتک معدود کرده شود یا دعوی
اجتهاد و ولایت را مثل دعوی نبوت یا دعوی امامت بطریق بغی بر امام حق باعث قتال
و اهانت قرار داده شود آیا نمی بینی که با طاعت قاضی جبر کردن میرسد نه بر طاعت مجتهد که رد
حکم قاضی واحد قاضی دیگر را هم نمیرسد چه جای احاد رعایا و بخلاف حکم مجتهد که بر هر کسی عمل
آن واجب نیست لاسیما وقتیکه آنکس خود مجتهد باشد که او را تقلید مجتهد اول اصلا جائز نیست و
بغی بر امام حق اگر چه آن باغی لیاقت امامت داشته باشد اصلاً جائز نیست به خلاف دعوی
اجتهاد که وقتیکه ملکهٔ اجتهاد حاصل شود لا بد دعوی اجتهاد باید کرد و تقلید را از گردن خود دور
باید انداخت بالجمله غرض ازین کلام آنکه اشتغال به تفتیش ظاهر کتاب و سنت و تعلم و تعلیم آن
خواه بخواندن باشد خواه باستماع مضامین آن و سعی در اشاعت آن از جنس اکل و شرب و
لباس است که مدار زندگانی بر آنست و اشتغال باحکام فقهیه معتبره و اشغال صوفیه
نافعه از قبیل ادویه و معالجه است که عند الضرورت بقدر حاجت بعمل آرند و بعد از آن
بکار اصلی خود مشغول باشند و عنوان و شعار خود محمدیه خالصه و سنن قدیم باید داشت
نه تمذهب بمذهب خاص و انسلاک در طریقه مخصوصه بلکه مذاهب و طرق را مثل دکاکین عطارین
باید شمرد و خود را از منسلکان جند محمدی پس چنانکه سپاهیان را عنوان سپهگری شعار
است و اعلاء کلمهٔ سلطانی کار و بار و وقتی که بدوای محتاج میشوند از هر دوکانی که بدست
آید میگیرند و بقدر حاجت بعمل می آرند و باقی را برای وقت ضرورت نگاه میدارند و

وبکار و بار خود مشغول میباشند همچنین محمدیت خالصه را شعار خود باید کرد و اقامت ظاہر سنت را کار و بار خود باید داشت و احکام فقهیه صحیحه را و اشغال صوفیه معتبره را که خالی از شوب فساد و بدعت باشد بقدر حاجت استعمال باید کرد و زاید از حاجت بآن توغل نباید کرد ۱۲

بالجملہ محمدی یا مسلمان تو اہل اسلام کا اصلی و قدیمی نام ہے۔ حنفی و شافعی کہلانا بہی حرام و مطلقاً برا کام نہین ہے۔ فریقین اس لفظی جھگڑون سے دست بردار ہو جاوین۔ جو چاہین (محمدی یا حنفی) سو کہلاوین۔ ایک دوسرے کو اپنا بہائی تصور فرماوین۔ اور اپنی ضعف حالت پر ترس کھاوین اور باہمی تفرقہ و تباغض سے باز آوین۔ اور سب آپسمین ملکر دینی اور قومی کامون کی رونق بڑہاوین۔

مین پھر کہتا ہون (گو میرے دوست برا مناوین اور میری اس غیرت آمیز عبرت خیز مثال کو اقوام غیر کی خوشامد خیال فرماوین) ہمارے مسلمان بہائی عیسائیون اور ہندؤن کی طرف دیکھکر ہی کچھ شرماوین کہ وہ باوجودیکہ اصول مذہب مین باخود با سخت مخالف ہین۔ عیسائیون کے بہت سے فرقے (رومن کیتھلک۔ پروٹسٹنٹ۔ یونی ٹیرین۔ وغیرہ) باہم ایسے مخالف ہین۔ کہ ایک دوسرے کو دین عیسائی سے خارج سمجھتے ہین۔ ایسے ہی ہندؤن کے مختلف فرقے۔ آریہ۔ برہمو۔ وغیرہ آپس مین ایسے مخالف ہین کہ ایک دوسرے کو نجات و ہدایت پر نہین سمجھتے **تسپر بھی** وہ اون کامون مین جو سب مین مشترک ہین ایکدوسریکے مددگار ہو جاتے ہین۔ اور ہر فرقہ کے مخصوص کامون مین ایکدوسرے کے خلل انداز نہین ہوتے۔ رومن کیتھلک کا چرچ یا سکول قائم ہونے لگے تو پروٹسٹنٹ اسمین کوئی رخنہ نہین ڈالتے۔ وہ اُنکے چرچ و سکول مین رخنہ اندازی نہین کرتے۔ جیسا کہ مسلمانون سے ایک فریق کوئی مسجد یا مدرسہ بنانا چاہے تو فریق مخالف جسقدر ہوسکے زر و زور عدالت سے خانہ جنگی سے خلل اندازی کو مستعد ہو جاتا ہے **اسی وجہ سے**

وہ اقوام دن بدن اپنی دینی و دنیاوی کی ترقی کر رہے ہیں - اور ہماری قوم دن بدن اپنے دنیا و دین میں پس پا ہوتی جاتی ہے

شاید آپ پر یہہ **اعتراض** ہو کہ اقوام غیر تو مداہنت و بیدینی کرتے ہیں جو ایک دوسرے کے بڑے کام میں مزاحم نہیں ہوتے - اہل اسلام دیندار و پرہیزگار ہیں لہذا وہ بحکم دین ایک دوسرے سے للہ بغض رکھتے ہیں - اور انکے بڑے کاموں میں للہ مزاحمت کرتے ہیں پھر ہمیں تباہ و بربادی کیوں نہو جائیں اور انکو ایسا ہی ہوتا اور رہنا چاہیے **اسکا جواب** کچھ تو اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۴ کے ضمیمہ میں جو انجمن ہمدردی کا بانی مبانی ہے - دیا گیا ہے - اور مفصل جواب آیندہ ایک مستقل مضمون (بغض للہ) میں دیا جاویگا - اسمقام میں اسقدر کہنا کافی ہے کہ اس باہمی بغض میں مسلمان دیندار و حکم شریعت کے تابعدار تب ہو سکتے ہیں - جبکہ اسمیں مراتب درجات معروف و منکر کی رعایت کریں امر اہم کو پھر جو اسکے بعد اہم ہو ملحوظ رکھیں - توحید و اسلام کو مستحبات سے مقدم سمجھکر مستحبات کی اقامت میں ایسے طور پر کوشش کریں جسمیں توحید و اسلام ہاتھ سے جاتا رہے - کفر و شرک کو ادنی مکروہ سے برا سمجھکر مکروہ کی اہانت میں اسطرح سے سعی کریں کہ اسمیں کفر و شرک کی ترویج کو مدد نہ ملے - مگر یہاں یہہ امر نہیں پایا جاتا - ایک سنی حنفی رفع یدین و آمین سے روکنے اور جس مسجد میں ان افعال کے لوگ نماز پڑھیں اسکے بند کرنے میں ایسی کوشش کرتا ہے جسمیں نماز چھوٹ جاوے - اور مسجد کی جگہ چرچ بن جاوے ایک سنی اہلحدیث رفع یدین کے جاری کرنے کے لیے یہہ حکم لگاتا ہے - کہ رفع یدین نکریں تو نماز نہ پڑھیں وہ نماز ہی کیا ہے جسمیں رفع یدین نہو - ہمارے بھائی انصاف کریں کہ بغض للہ کی یہی صورت ہے - اور دینداری و پرہیزگاری امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے یہی معنے ہیں جو یہہ کر رہے ہیں - بھائیو خدا کے لیے اب بھی ہوش سنبھالو اور اس افراط و تفریط سے اپنے آپ کو نکالو محمدی حنفی شافعی اہلحدیث اہل تقلید سبھی بحکم انما المؤمنون اخوۃ ایک دوسرے کے بھائی ہو جاؤ اور آپس میں بحکم واعتصموا بحبل اللہ جمیعا خدا کے دین کو پھیلاؤ اور اپنی عزت کو بڑھاؤ - وما علینا الا البلاغ -

پیری و مریدی

جیسے اس زمانہ کے دیندار و پرہیزگار مسلمانون مین تلقین امتحان اسلام کیوقت وہ تین سوال ہوتے ہین جنکا بیان مضمون سابق "القاب مذہبی" مین ہوچکا ویسے ہی ایک سوال یہہ بھی ہوتا ہے۔ کہ تم کسکے مرید ہو؟ ۔ پھر اگر مسئول عنہ (جس سے سوال ہوا) نے جواب مین کسی پیر کا نام لیا تو وہ پکا اور سچا مسلمان سمجھا گیا۔ ورنہ اسپر نقصان اسلام کا الزام آیا عام لوگون کا یہہ خیال ہے کہ جسکا کوئی پیر نہین اسکا پیر شیطان ہے ۔ اور اسلیئے اکثر لوگون کے اعتقاد مین پیر و مرشد پکڑنا ایسا جزو ایمان سمجھا جاتا ہے جیسے خدا و رسول پر ایمان لانا۔ جہلا کا ذکر نہین اکثر علما، دیندار پرہیزگار جب علم کی تحصیل و تکمیل سے فارغ ہوتے ہین تب مرشد کی تلاش مین پڑتے ہین جب تک کسی کو مرشد نہ بنا لین اپنے ایمان کو کامل و مصئون و مامون نہین سمجھتے۔ اور نہ عام لوگ انکی اسقدر عزت و اعتبار کرتے ہین جسقدر اون علما کی عزت و اعتبار کرتے ہین جو مرشد والے اور صاحب ارشاد ہوتے ہین۔

انکے مقابلہ مین ایسے لوگ بھی ہین جو بیعت کرنے کو شرک و بدعت کی جڑہ سمجھتے ہین۔ اور اگلے پچھلے مشائخ عظام و اولیاء کرام کو دوکاندار و خطاکار جانتے ہین۔ اور جو اذکار و وظائف وہ اپنے مریدون کو بتلاتے ہین انکو بدعت و ضلالت سمجھتے ہین۔

ان دو جماعتون کے تفرقہ و باہمی فساد اور اسکے نتائج بھی اس تفرقہ و فساد اور اسکے نتائج سے کم نہین جو پہلے دو فرقون مین (جن کا ذکر مضمون سابق مین گذرا) پائے جاتے ہین۔

طرفہ تر یہہ کہ ہماری دیار پنجاب مین یہہ تفرقہ و فساد خاص ایک اس جماعت مین (جو بڑے دیندار و پرہیزگار و موحد و متبع سنت کہلاتے ہین) موجود ہے۔

انمین فریق مثبت گو عوام کیطرح پیری و مریدی کو فرض واجب نہین جانتا اور نہ اسمین شیخ

بہت قیود لگاتا ہے جو عوام لگاتے ہین۔ مگر وہ اسکی ترویج والتزام مین ایسا سرگرم ہے اور اسمین بعض رسوم پیری و مریدی کے ایسا پابند ہے جو اعتراض کا محل ہے۔

سو چونکہ اہل اسلام کا باہم التیام مدنظر ہے۔ اسلیئے ہم اس مضمون مین اس اختلاف کی نسبت ایک منصفانہ رای اور بیچ کی راہ بیان کرتے ہین۔ شاید فریقین اس سے نفع اوٹھاوین اور اسکو دیکھکر افراط و تفریط سے باز آوین۔ اور اس باہمی تفرقہ کو چھوڑکر اتحاد و اتفاق اختیار کرین۔

پس پہلے **عام** مسلمانون کے دو مختلف جماعتون کے اختلاف کی نسبت کچھہ عرض کرتے ہین پھر **خاص جماعت موحدین** و متبعین کی خدمت مین کچھہ گذارش کرینگے۔

عام لوگون سے فریق مثبت کی خدمت مین التماس ہے کہ بیشک بیعت توبہ سنت اور شرف و تاثیر صحبت ثابت ہے۔ چنانچہ بمقابلہ فریق ثانی اسکا کافی ثبوت دیا جاویگا مگر رسمی پیری و مریدی اور اس امر مسنون مین بہت فرق ہے۔

مسنون تو صرف یہی امر ہے (چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے جو آیندہ مذکور ہوگا معلوم ہوتا ہے) کہ کسی متقی صالح کے ہاتھ پر کوئی گناہون سے توبہ کرے اور اسکے روبرو اسپر قائم رہنے کا عہد و اقرار کرے۔ اسمین وہ قیدین نہین ہین جو رسمی پیری مریدی مین لوگ لگاتے ہین۔ اور نہ اس سے وہ لوازم و نتائج پیدا ہوتے ہین جو لوگ رسمی پیری مریدی سے نکال لیتے ہین۔

(۱) مثلاً جو لوگون سے بیعت لے وہ خود کسی کا مرید ہو چکا ہو۔ اور اسکو مرید بنانے کی اجازت ہو۔

(۲) جو بیعت لے وہ پیر و مرشد کہلاوے۔ اور جو بیعت کرے وہ مرید اس مرشد کے سوائے اور علما و پیشوا خواہ اسکو کتنی ہی ہدایت و تعلیم ارشاد مسائل حقہ کر چکے ہون اسکے مرشد نہ کہلاوین۔ اور نہ اسکو انکا مرید کہا جاوے۔ اور نہ اور لوگ جنکو اس پیر نے بدون بیعت

لینے کے حق کی راہ بتائی ہے اسکی مرید کہلاوین۔

(۳) جب تک کسی کی بیعت نہو تب تک اُسکی صحبت سے فائدہ نہین ہوتا۔

(۴) بیعت کے سوائے توبہ کا اثر نہین ہوتا اور نہ دل صاف ہوتا ہے۔

(۵) باپ مرشد ہو تو بیٹا بھی مرشد ہوجاتا اور یہہ حق مرشدی و پیری نسلاً بعد نسل جاگیر یا پینشن کی طرح جاری رہتا ہے۔

(۶) پیر ایک ہی شخص کو بنانا چاہیئے۔ اسی خیال سے کہا ہے جسنے کہا ہے — ؎

دوئی بمذہب عشاق معنوی کفرست + خدا یکے و محمدؐ یکے و پیر یکے

(۷) پیر پر اعتقاد کر لینا کافی ہے اُسکے قول و عمل کو دیکھنا ضروری نہین۔ اسی خیال سے کسی نے کہا ہے۔ پیر من خس ست۔ اعتقاد من بس ست۔ اسی اعتقاد سے اکثر لوگ خاندانی و موروثی پیرون کے مرید بنتے ہین گو انکے افعال کیسے ہی بد ہون۔ شراب پئین۔ ناچ رنگ دیکھین۔ صوم و صلوٰۃ کا نام نہ لین۔ چنانچہ اسوقت ہمارے ملک پنجاب مین ایسے کئی خاندان ہین۔ جنکے سجادہ نشین رات دن شراب مین مخمور رہتے ہین۔ نماز روزہ کے پاس نہین پھٹکتے۔ پھر ہزارہا لوگ (جنمین پڑھے لکھے بھی شامل ہین) انکے مرید ہوتے ہین۔ اور وہ یہہ سمجھتے ہین کہ یہہ لوگ اولیاء اللہ ہین انکو ظاہری شریعت کی پابندی معاف ہے اور انسے عبادت کی تکلیف اُٹھالی گئی۔

(۸) پیر جیسے ہی مرید عورتون کا محرم ہوجاتا ہے۔ اس سے انکو پردہ و حجاب ضروری نہین رہتا۔ اس خیال سے بڑے بڑے نامی خاندانون کے سجادہ نشین عورتون سے ہاتھ مین ہاتھ لیکر بیعت لیتے ہین پھر مرید ہوجانے کے بعد وہ خلوتون مین انکی پیش خدمت رہتی ہین انکے ہاتھ پاؤن چومتی ہین۔ مٹھی چاپی کرتی ہین۔ بعض بعض نامی خاندانون مین ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ اس خلوت مین انکو اور بھی فیض باطنی پہنچ جاتا ہے۔ جسکا نتیجہ اخیر برملا ظاہر ہوتا ہے۔ اور لوگون کے مشاہدہ مین آتا ہے۔ کیا کرون تہذیب مانع ہے ورنہ ایک ایک کا

نام لیکر بتاتا - اور انکے اس فسق باطنی کو صراحت ظاہر کرسناتا - وعلیٰ ہذا القیاس بہوت قیود و نتائج ہین جو بعض خواص علما مین اور بیشتر عوام جہلا مین اس پیری مریدی کے ساتھ پائے جاتے ہین -

فریق مثبت خود ہی انصاف کرے کہ یہہ سب باتین اُس بیعت مین جسکا ذکر قرآن مین آیا ہے یا اسپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا عمل رہا ہے پائے جاتے ہین ؟ - یا اور کہین کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلعم مین ان باتون کے وجود و ثبوت پر کوئی شہادت ہے - ؟

جہانتک کتاب و سنت و عمل درآمد زمانہ حضرت رسالت کو تفحص کیا جاتا ہے - ان باتون کا کہین پتہ نہین لگتا - بلکہ بعض باتون کا تو کتاب و سنت مین صریح خلاف پایا جاتا ہے یہہ مضمون ان سب باتون کی تفصیل کا محل نہین ہے - اسلیئے بطور **تمثیل** بعض باتون کا خلاف شریعت ہونا بیان کیا جاتا ہے -

(د نمبر) مین جو کہا گیا ہے کہ پیر مرید عورت کا محرم ہو جاتا ہے - اور بناءً علیہ پیر بوقت بیعت مریدنی کے ہاتھہ سے ہاتھہ ملاتے ہین اور اونکو خلوت مین لیجاکر اونسے خدمت کرالیتے اور فسق تک پہنچاتے ہین - بہت احادیث و آیات کے صریح مخالف ہے -

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو سبہی مسلمان مرد و عورتون کے حقیقی مرشد اور واقعی پیر ہین جب کسی عورت سے بیعت لیتے تو ہاتہہ سے ہاتھہ نہ ملاتے - اور نہ کبہی اُنسے خلوت کرتے - چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت کرنیوالی عورتون کا اس ارشاد خداوندی سے - کہ اے نبی صلعم جب تیرے پاس عورتین اِن باتون پر بیعت کرنے کو آوین کہ شرک نکرینگی اور زنا اور قتل اولاد نکرینگی اور کسی پر تہمت نہ کہین گی - اور اچھی بات مین تیرے حکم کا خلاف نکرینگی تو اون سے

> عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یمتحن من ہاجر الیہ من المؤمنات بہذہ الآیۃ بقول اللہ تعالیٰ یا ایہا النبی اذا جاءک المؤمنات یبایعنک الی قولہ

غفور رحیم قال عروة قالت عائشة رضہ فمن
اقر بهذا الشرط من المؤمنات قال لها رسول الله
صلے اللہ علیہ وسلم قد بایعتک کلاما و
الله ما مست یدہ ید امرأة قط فی المبایعة
ما یبایعهن الا بقوله قد بایعتک علی ذلک
رواه البخاري ص ۷۲۶۔

بیعت لی) امتحان کرلتے پس جو عورت اس
شرط کی مقر ہوتی اسی (صرف زبانی) فرما دیتے
کہ ہمنے تیری بیعت لی۔ خدا کی قسم ہے (بی بی
عائشہ رضہ کہتے ہین) کسی عورت کے ہاتھ کو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ نہین لگایا اور بجز اسی
اس زبانی بات کے کہ مینے تجھ سے بیعت لی
کبھی بیعت نہین کی۔

(۲) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اعتکاف مین تھے آپ کے حرم محترم حضرت صفیہ آپ کی زیارت کو

عن علی بن حسین ان صفیة زوج النبی صلعم
اخبرته انها جاءت الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم تزورہ فی اعتکافه فی المسجد فی العشر الاواخر
من رمضان فتحدثت عندہ ساعة ثم قامت
تنقلب فقام النبی صلے اللہ علیہ وسلم معها یقلبها
حتے اذا بلغت باب المسجد عند باب ام سلمة
مر رجلان من الانصار فسلما علی رسول الله صلے الله
علیہ وسلم فقال لهما النبی صلے اللہ علیہ وسلم علی رسلکما
انما هی صفیة بنت حیی فقالا سبحان الله یا رسول الله
وکبر علیهما فقال النبی صلعم ان الشیطان یبلغ من الانسان
مبلغ الدم وانی خشیت ان یقذف فی قلوبکما شیئا
بخاری ص ۲۷۳۔

آئین۔ جب آپ انکی رخصت کے وقت
مسجد کے دروازہ تک تشریف لیگئے
تو دروازہ کے پاس دو آدمی انصار
سے ملے۔ آپنے اونکو یہہ فرما دیا
کہ یہہ صفیہ ہے۔ انہون نے عرض کیا
یا رسول اللہ سبحان اللہ (یعنی کیا ہم آپکے
پاس اجنبی عورت کے آنے کا گمان کرسکتے
ہین)۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
شیطان انسان کے اندر خون کی جگہہ پہنچ
جاتا ہے۔ مین ڈرا کہ شیطان تمہارے
دل مین کچہہ خیال بد ڈالدے۔

(۳) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ رضہ کو (جو بہت سے مومن تھے ان کے اصلی معنے

کہ مرشد و رہبر بنے) ارشاد فرمایا کہ اے علی اگر تیری ایک نظر کسی اجنبی عورت پر پڑ جاوے تو دوسری نگاہ اس پر نکر لے۔ اور حضرت جریر بن عبد اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی لا تتبع النظرۃ النظرۃ (رواہ احمد)

وعن جریر بن عبد اللہ قال سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن نظر الفجاءۃ فامرنی ان اصرف بصری۔ (رواہ مسلم)

وسلم سے اجنبی عورت پر ناگہان نظر پڑ جانے کا حکم پوچھا تو آپ نے نظر کو پھیر لینے کا حکم دیا۔

(۴) اور اللہ تعالے نے عام مرد اور عورتوں کو جنہیں پیر و مرید بھی داخل ہیں ان عام الفاظ سے نگاہوں کے بچانے اور زینت کے چھپانے کا ارشاد کیا ہے۔ اے نبی مومنوں کو کہدے کہ اپنی آنکھوں کو

قل للمؤمنین یغضوا من ابصارہم ویحفظوا فروجہم ذلك ازکی لہم ان اللہ خبیر بما یصنعون۔

(اجنبی عورتوں پر نظر کرنے سے) بند رکھیں اور اپنے شرمگاہوں کو بچا کر رکھیں۔ یہ بہت پاکیزہ امر ہے اور اللہ تعالی جانتا ہے جو یہ کرتے ہیں۔

اور فرمایا مومن عورتوں کو (بھی) کہدے۔ اپنی آنکھوں کو (اجنبی مردوں پر نظر کرنے سے) بند رکھیں

وقل للمؤمنات یغضضن من ابصارہن ویحفظن فروجہن ولا یبدین زینتہن الا ما ظہر منہا ولیضربن بخمرہن علی جیوبہن ولا یبدین زینتہن الا لبعولتہن او آبائہن او آباء بعولتہن او ابنائہن او ابناء بعولتہن او اخوانہن او بنی اخوانہن او بنی اخواتہن او نسائہن او ما ملکت ایمانہن او التابعین غیر اولی الاربۃ من الرجال او الطفل الذین لم یظہروا علی عورات النساء ولا یضربن بارجلہن لیعلم ما یخفین من زینتہن وتوبوا الی اللہ جمیعا ایہ المؤمنون

اور اپنے شرمگاہوں کو بچا کر رکھیں۔ اور اپنی زینت (عمدہ اور اندرونی لباس زیور وسنگار) کو ظاہر نکریں بجز اسکے جو ظاہری لباس ہے (اور وہ زینت و خوبصورت نہیں ہے) اور اپنے گریبانوں پر اوڑھنیاں ڈال لیں۔ اور اپنی زینت بجز اپنے خاوندوں یا باپوں یا خاوندوں کے باپوں کے یا اپنے بیٹوں یا خاوندوں کے بیٹوں کے یا اپنے بھائیوں یا بھتیجوں یا اپنی دین عورتوں کے یا اپنے غلاموں کے یا ان اتباع کے جنکو عورتوں کی خواہش نہیں ہوتی۔ یا ان (ہوشیار) لڑکوں کے جنکو عورتوں

لعلکم تفلحون (سورہ نور رع ۴)

چھپی ہوتی ہون پہ ہنوز اطلاع نہین کسی پر ظاہر نہ کرین اور اپنا پاؤن زمین پر مار کر نہ چلین تاکہ انکی چھپی زینت (خلخال وغیرہ) ظاہر ہو۔ مومنوں اگر تم نے یہہ کام کیئے ہین تو اب سب کے سب توبہ کرو تاکہ تم چھٹکارا پاؤ۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اجنبی عورت کی طرف نظر کرنا آنکھون کا زنا ہے۔

عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم العینان زناهما النظر والاذنان زناهما الاستماع واللسان زناه الکلام والید زناها البطش والرجل زناها الخطا والقلب یهوی ویتمنی ویصدق ذلك الفرج ویکذبه۔ (رواہ مسلم)

اجنبی کی باتین سننا کانون کا زنا ہے۔ اس سے بات کرنا زبان کا زنا ہے۔ ہاتھ لگانا ہاتھ کا زنا۔ اسکی طرف چلکر جانا پاؤن کا زنا اور دل مین خواہش اور شہوت ہوتی ہے آخر کو شرمگاہ ان سب زناؤن کو سچا کردیتا ہے اگر شرمگاہ سے زنا واقع ہوگیا یا انکو جھوٹا کرتا ہے اگر اس سے بچ کر سب سے تائب ہوا۔

ایسا ہی جو **نمبر ۷** مین کہا گیا ہے رسم مخالف شریعت ہے۔ جو خود گمراہ ہے وہ دوسرے کو کیونکر ہدایت کرسکتا ہے۔ ۵ او خویشتن گم است کرا رہبری کند + **اللہ تعالی فرماتا ہے**

افمن یهدی الی الحق احق ان یتبع ام من لا یهدی الا ان یهدی فما لکم کیف تحکمون (یونس ع ۴)

اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم (بقرہ ع ۵)

تو کہہ دے کہ جو حق کی طرف رہنمائی کرے وہ لائق اتباع ہے۔ یا خود راہ نہ پاوے جبتک اسکو کوئی راہ نہ بتادے ــ اور یہہ **بھی** فرمادیا کہ کیا تم لوگون کو اچھی باتون کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھلاتے ہو۔

اور **حدیث** شریف مین ایسے شخص کے حق مین جو اورون کو اچھی بات کہے اور خود اس سے نہ بچے سخت وعید وارد ہے+۔ اور یہہ کہنا کہ اولیاء اللہ کو پابندی شریعت اور تکلیف عبادت معاف ہے سخت کفر و الحاد ہے۔ **ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین**

+ مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۳ ـ ۱۴

فرماتے ہین کہ بندہ جبتک عقل و ہوش مین رہتا ہے وہ ایسے مقام مین کبھی نہین پہنچتا جسمین امر و نہی اوٹھ جاوے۔ کیونکہ خدا تعالی نے قرآن مین فرمایا کہ خدا کو ہیانتک پوجتے رہو کہ تمکو موت آجاوے۔ اس آیت مین لفظ یقین سے باتفاق مفسرین موت مراد ہے۔ بعض قائلین اباحت یہہ کہتے ہین کہ جب بندہ کمال محبت کو پہنچتا ہے۔ اور اسکا دل غفلت سے پاک ہوجاتا ہے اور وہ کفر سے ایمان کو مقدم کرلیتا ہے تو اس سے امر و نہی ساقط ہوجاتا ہے پھر اُسکو خدا کبیرہ گناہون کے سبب عذاب مین داخل نہین کرتا۔ بعض یون کہتے ہین کہ اس سے ظاہری عبادتین ساقط ہوجاتی ہین۔ اور اُسکی عبادت فکر اور اخلاق کو درست کرنا ہوجاتی ہے۔

ان العبد مادام عاقلا بالغا لا يصل المقام يسقط عنه الامر والنهي لقوله تعالى واعبد ربّك حتّى يأتيك اليقين فقد اجمع المفسرون على ان المراد به الموت وذهب بعض اهل الاباحة الى ان العبد اذا بلغ غاية المحبة وصفا قلبه عن الغفلة واختار الايمان على الكفر سقط عنه الامر والنهي ولا يدخله الله النار بارتكاب الكبائر وذهب بعضهم الى انه يسقط عنه العبادات الظاهرة ويكون عبادته التفكر وتحسين الاخلاق الباطنة وهذا كفر وزندقة وضلالة وجهالة (شرح فقه اكبر)

یہہ باتین کفر و چھپی مرتد ہونا اور گمراہی و جہالت ہے۔

ایسا ہی بہت سے علما خصوصًا اجلہ صوفیہ نے فرمایا ہے **امام حجۃ الاسلام غزالی** رح نے ایسے شخص کو جو اولیا کو عبادت و تکالیف شرعیہ سے بری سمجھتا ہے تمام کافرون سے بدتر کہا ہے۔

حضرت **شیخ عبد القادر جیلانی** رح نے فرمایا ہے کسی مومن کو کسی حال مین خدا کے حکم بجا لانے اور اوس کی نہی سے بچنے اور اوس کی تقدیر پر راضی رہنے سے چارہ نہین اور فرمایا کہ خدا کی طرف

المقالة الاولى لا بد لكل مؤمن في سائر احواله عن ثلثة اشياء امر يمتثله ونهي يجتنبه وقدر يرضى به الى ان قال خط الوصول الى الله عز وجل

عن الخلق والهوى والارادة والتمني و الثبوت مع فعله وارادته من غير ان يكون منك حركة فيك ولا في خلقه بل بحكمه وفعله (فتوح الغيب مقاله ۱۷)

واصل ہو جانیکے یہہ معنے ہین - کہ تو مخلوق اور خواہش نفس اور ارادہ سے باہر ہو جاوے خدا کے امر و نہی کی متابعت مین رہے - اُس مین تو اپنی کچہہ حرکت نکرے -

قال ابو القاسم الجنيد علمنا هذا مقيد بالكتاب والسنة فمن لم يقرأ القرآن ولم يكتب الحديث لا يصلح انسان يتكلم في علمنا ولا يقتدى به (الفرقان بين اولياء الرحمن واولياء الشيطان)

حضرت **جنید بغدادی** نے فرمایا ہے کہ ہمارا علم سلوک کتاب اللہ سے مقید ہے جو کتاب اللہ و سنت نہ جانتا ہو اوسکو لائق نہین ہے کہ اس علم مین کچہہ بولے یا ہمارا اسپر اقتدا کرے -

خداوند تعالی نے اپنے اولیا کی صفت مین خود فرمایا کہ خدا کے ولی وہ ہین جو خدا پر ایمان لائے ہین - اور متقی ہین یعنی اُسکے گناہون سے بچتے ہین -

الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون الذين آمنوا وكانوا يتقون (یونس ع ۷)

حدیث قدسی مین آیا ہے کہ خداتعالی نے فرمایا ہے کہ میرا بندہ میری طرف نوافل سے قرب حاصل کرتا ہے یہانتک کہ مین اسکو دوست رکھتا ہون جب مین اُسکو دوست رکھتا ہون اسکا کان جس سے سنتا ہے نگاہ جس سے دیکھتا ہے ہاتھہ جس سے وہ پکڑتا ہے پاؤن جس سے وہ چلتا ہے - مین ہو جاتا ہون وہ میرے ساتھہ چلتا ہے میرے ساتھہ دیکھتا ہے میرے ساتھہ پکڑتا ہے - میرے ساتھہ سُنتا ہے یعنی اسکے کان آنکھہ ہاتھہ پاؤن سب میرے حکم و رضا کی تابع ہو جاتے ہین -

ولا يزال عبدي يتقرب الي بالنوافل حتى احببته فاذا احببته كنت سمعه الذي يسمع به وبصره الذي يبصر به ويده التي يبطش بها ورجله التي يمشي بها فبي يسمع وبي يبصر وبي يبطش وبي يمشي - (صحيح البخاري)

ان نصوص کے لحاظ سے علماء اسلام نے کہا ہے کہ ولی وہ شخص ہے جو طاعت

الولی وان صبر علی الطاعات ولم یرتکب شیئا من المحرمات

(شرح فقہ اکبر)

وتجد کثیرا من هؤلاء عمدتهم فی اعتقادهم کونه ولی الله انه قد صدر عنه مکاشفة فی بعض الامور او بعض الخوارق للعادة مثل ان یشیر الی شخص فیموت او ان یطیر فی الهوی الی مکة او الی غیرها او ان یمشی علی الماء احیانا او یملأ ابریقا من الهوی او یاکل بعض الاوقات من الغیب او ان یختفی بعض الاحیان من اعین الناس او ان بعض الناس استغاث به وهو غائب او میت فراه قد جاء فقضی حاجته او یخبر الناس بما سرق لهم او بحال غائب لهم او مریض او نحو ذلك من الامور ولیس فی شیء من هذه الامور ما یدل علی ان صاحبها ولی الله بل قد اتفق اولیاء الله علی ان الرجل لو طار فی الهوی او مشی علی الماء لم یغتر به ما لم ینظر متابعته لرسول الله صلی الله علیه وسلم وموافقته لامره ونهیه وکرامات الاولیاء اعظم من هذه الامور وهذه الامور وان کان قد یکون صاحبها ولی الله فقد یکون عدو الله فان هذه الخوارق تکون لکثیر من الکفار والمشرکین ؛ (الفرقان)

[illegible] ہو [illegible] اور [illegible] نکر [illegible] اور [illegible] شخص [illegible] او [illegible] پر [illegible] اڑ [illegible] دیا جاوے اور ایسے ہی خوارق ظاہر کرے پر وہ امر و نہی کا پابند نہ ہو تو وہ خدا کا ولی نہیں ہے۔ اور ایسے ایسے افعال کرامات نہیں ایسے افعال خدا کے منکروں اور کافروں سے بھی سرزد ہو جاتے ہیں جو استدراج کہلاتے ہیں۔

بقیہ نمبر ۱۱ سے ۶ تک) میں جو لکھا گیا۔ اسمیں ہم اس مقام میں اسکے زیادہ نہیں کہنا چاہتے کہ حدیث بیعت یا اور کسی حدیث و آیت میں ان قیود و لوازم کے وجود پر کوئی دلیل نہیں ہے ثبوت دونو فریقین مثبتین و نافین کی مصنفات ہمارے پیش چشم ہیں۔ ہم مثبتین کی تصانیف میں ان باتوں کا کوئی ثبوت نہیں پاتے کہ ایک سے زیادہ پیر کی بیعت نہ کیجاوے۔ باپ پیر ہو تو بیٹا اور اسکی جگہ پیری کی گدی پر بٹھایا جاوے اگرچہ اس سے بڑھکر اس پیر کے صحبتیوں سے لائق

و فائق صاحب ارشاد و ہدایت موجود ہون) وعلی ہذا القیاس۔ اس باب مین ہم مقام خصوصیت خطاب
موحدین مین کچھہ کہینگے۔ یہان یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ان قیود کا جو نمبر ا سے ۶ تک بیان
ہوئی ہین حدیث بیعت یا کسی اور حدیث و آیت مین ثبوت نہین ہے۔ تو تم ان قیود کی
تجویز و ترویج پر کیا فتوی لگاتے ہو۔ اسکا **جواب** یہہ ہے کہ جو شخص ان قیود کو دین سمجھے
یا امور دین کی طرح انکی محافظت والتزام کرے اور انکی ترک پر ملامت و انکار عمل مین لاوے
اس نے دین مین ایک نئی بات نکالی جو اسمین نہ تھی اور جو انکو دین نہ سمجھے عارضی عذرون
ضرورتون کے سبب انکی رعایت و محافظت کرے جیسے کسی شخص کو دیندار و پرہیزگار
ایک ہی شخص نظر و میسر آیا ہے اسلیئے اسنے اسکی بیعت کی ہے۔ اور وہ اسکی طرف منسوب
ہونے اور اسکا مرید کہلانے کو داخل دین نہین سمجھتا۔ صرف پہچان کے لیئے (جیسے ہندی
عربی حنفی شافعی کہلاتا ہے ویسا ہی چشتی یا قادری کہلاتا ہے۔ اس شخص پر ان قیود کے
اختیار کرنے مین کوئی اعتراض نہین ہے۔ ہمارا اور ہر منصف و محقق کا دلی یقین ہے کہ
صالحین و متشرعین **مشائخ** طرق نے جو ان قیود کا لحاظ کیا ہے وہ اسی صورت سے کیا ہے

اس باب مین جو مولانا **محمد اسمٰعیل** صاحب نے فرمایا ہے (جو مضمون القاب مذہبی مین
(صفحہ نمبر ۱۳۱) ان سے منقول ہو چکا ہے) وہ مثبتین و نافین دونون کے تسلیم کے لائق
ہے۔ ایسا ہی اونہون نے صوفیہ کے اور خصوصیات کی نسبت فرمایا ہے جو اسمقام مین
نقل کرنا تائید و فائدہ سے خالی نہین ہے۔ آپ صفحہ ۲۴ کتاب **ایضاح الحق**
مین فرماتے ہین۔ تعیین اوراد و اذکار و ریاضات و خلوات و اربعینات و نوافل عبادات
و تعیین اوضاع اذکار از جہر و اخفا و ضربات و اعداد و مراقبات برزخیہ و التزام طاعات شاقہ
ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است بہ نسبت اکثر طلاب کہ آن را اصل کمال شرعی یا از مکملات می
دانند اما بہ نسبت خواص کہ آن را محض از قبیل وسائل دانستہ در تعلیم و ترویج آن سعی میکنند
پس از قبیل بدعات حکمیہ است آری اخص الخواص کہ محض بنا بر ہدایت چندی از اغنیاء کہ نفوس

ایشان در مرتبہ قصوری از غباوت یا عصیان واقع شده اند اگر تعلیم امور مذکوره کرده باشند و ایشان را بنمایش این باغ سبز بسوئی دام اطاعت حق کشیده باشند و صرف بنا بر اصلاح استعداد ناقصہ ایشان بقدر حاجت ضرورت بطور وسائل بے التزام و ترویج و اہتمام بکار برده باشند و وقت حصول مقصود آن را ترک داده باشند پس ہر چند تعلیم امور مذکوره کہ از ایشان در بعضی احیان بہ نسبت بعضے اذہان بحسب اتفاق و رعایت مصلحت وقت بوجود آمده بہ نسبت ایشان از قبیل بدعات نباشد- اما کلام درین مقام در اکثر اہل زمان ست کہ آن مثل شریعت مستمره و طریقہ مسلوکہ می شناسند۔ یہہ متبعین کی خدمت مین التماس ہے

اب نافین کی خدمت مین گذارش کی جاتی ہے کہ جو آفات و بدعات و منکرات اس بیعت و پیری و مریدی سے عموماً عالم مین پیدا ہو رہی ہین- انکی برائی مین کیا شک ہے- ہمگر بلحاظ ان آفات و بدنتائج کے ہمکو یہہ نہین پہنچتا کہ ہم اصل بیعت کو مستاصل کر دین اور جن اکابر مشائخ و اولیاء اللہ مین اس قسم کی بیعت جاری رہی ہے انپر بھی ان آفات و منکرات کے عمل مین لانے کا گمان بد کرین-

امر اول (یعنے بیعت کو مستاصل نکرنے) کی وجہ یہہ ہے کہ بیعت تو بنص قرآن و عمل حضرت رسالت صلعم سے مشروع و مسنون ہو چکی ہے- اور ایک امر مشروع و مسنون کا ازالہ و ابطال بلحاظ نتائج و بمقتضاء تبدیل علل و اسباب جائز نہین ہے

ثبوت مقدمہ اولیٰ (بیعت کے مشروع و مسنون ہونے) پر بہت سی آیات و احادیث کی شہادت پائی جاتی ہے مگر اس مقام مین از انجملہ ایک آیت اور ایک حدیث کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے-

خداوند تعالی سورہ **ممتحنہ** مین فرماتا ہے اے نبی ﷺ جب تیرے پاس مومن عورتین ان باتون

یا ایہا النبی اذا جاءک المؤمنات یبایعنک علی	پر کہ شرک نکرینگی چوری نکرینگی زنا نکرینگی اپنی اولاد
ان لا یشرکن باللہ شیئا ولا یسرقن ولا یزنین	کو نہ مارینگی بہتان نہ لائینگی جسکو اپنے ہاتھون

ولا یقتلن اولادهن ولا یأتین ببهتان یفترینه بین ایدیهن وارجلهن ولا یعصینك في معروف فبایعهن واستغفر لهن ان الله غفور رحیم (ممتحنه ع ۲)

اور پاؤن کے بیچ سے ناحق نکالین اور اچھی باتون مین تیری نافرمانی نکرین گے تجھ سے بیعت کرنیکو آوین تو اون سے بیعت لے اور انکے لیئے خدا سے بخشش مانگ خدا بخشش کرنیوالا مہربان ہے۔

عامہ تفاسیر مین لکہا ہے کہ اس آیت کے موافق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عورتون سے فتح مکہ کے دن بیعت کی۔ امام **ابن الجوزی** نے فرمایا ہے کہ اُسدن جن عورتون نے

قال ابن الجوزي وجملة من احصي من المبایعات اذ ذاك اربعمائة وخمسون امرأة ولم یصافح في البیعة امرأة وانما بایعهن بالكلام بهذه الاية۔ (فتح الباری)

نے بیعت کی ہے اُنکی تعداد چارسو پچاس ۴۵۰ ہوئی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سب سے زبانی اقرار لیا تھا ہاتھ سے ہاتھ نہین ملایا۔

صحیح **بخاری** مین عبادہ بن صامت رض سے حدیث ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

ان عبادة بن الصامت وكان شهد بدرا وهو احد النقباء لیلة العقبة ان رسول الله صلى الله علیه وسلم قال وحوله عصابة من اصحابه بایعوني على ان لا تشركوا بالله شیئا ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا اولادكم ولا تأتوا ببهتان تفترونه بین ایدیكم وارجلكم ولا تعصوا في معروف فمن وفى منكم فاجره على الله ومن اصاب من ذلك شیئا فعوقب في الدنیا فهو كفارة له ومن اصاب من ذلك شیئا ثم ستره الله فهو الى الله ان شاء عفا عنه وان شاء عاقبه فبایعناه

نے اصحاب کو جو اونکے گرد بیٹھے تھے فرمایا مجھ سے ان باتون پر کہ خدا سے شرک نکرو زنا نکرو اور اولاد کو قتل نکرو بہتان نہ باندھو جسکو اپنے جی سے بناؤ اچھی بات مین نافرمانی نکرو بیعت کرو پہر جو اس بیعت پر وفا کیا اسکا اجر خدا پر رہا۔ جو ان کامون سے کسی کام کا مرتکب ہوا۔ اور اوسکو دنیا مین اسپر عذاب ہوا تو وہ اسکا کفارہ ہوگیا۔ اور جس نے کوئی ایسا کام کیا پہر خدا نے اسپر پردہ ڈالدیا تو وہ خدا کی سپرد ہے چاہے معاف کرے چاہے اسپر عذاب کرے۔ پس ہمنے (عبادہ

بن صامت کہتے ہین) آپ سے ان باتون	علیٰ ذلک ۔ (صحیح بخاری صـ)

پر بیعت کی ۔

ان آیات و احادیث سے بیعت توبہ کی مشروعیت تو صاف ثابت ہے ۔ مگر انکے جواب مین فریق ثانی سے بعض تو یہہ کہتے ہین ۔ کہ یہہ وہ بیعت نہین ہے جو صوفیون نے نکالی ہے ۔ اور ان مین مروج ہے ۔ انکے جواب مین ہم اس سے زیادہ کچھ نہین کہہ سکتے ہین ۔ کہ گو بعض صوفیون نے اس بیعت پر بہت کچھ زیادتیان کی ہین ۔ اور بعض نے تو اسکی صورت ہی بدل دی ہے ۔ مگر بعض صوفیون مین صرف اسی قدر ثابت و مسنون کا ہی رواج ہے ۔ آؤ اسی کو مانو قدر زائد کو جانے دو ۔ اور خذ ما صفا ودع ما کدر پر عمل کرو ۔ بعض ان آیات و احادیث کے جواب مین یہہ کہتے ہین کہ جس بیعت کا ان آیات و احادیث مین ذکر ہے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مخصوص اور آپ کا خاصہ ہے عموماً مشروع نہین ہے ۔ اور یہہ بھی وہ کہتے ہین کہ مشروع تو تھی لیکن پیچھے کر منسوخ ہو گئی ہے انکے جواب مین (بوجہ محض فہمایش نہ بطور مباحثہ) ہم کہتے ہین کہ اول تو یہہ دونون دعوی (دعوی نسخ و دعوی خصوصیت) ایسے متنافی و باہم منافی دعوے ہین کہ ایک دوسرے کا جواب ہو سکتا ہے ۔ دعوی نسخ دعوی خصوصیت کا یون جواب ہو سکتا ہے ۔ کہ منسوخ کہنا سابق مشروعیت عام کا اقرار کرنا ہے کیونکہ جو امر عموماً مشروع نہو وہ عموماً منسوخ نہین ہو سکتا ۔ اور یہہ عین دعوی خصوصیت کا ابطال اور صاف اقبال ہے کہ وہ امر جسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مخصوص کہا گیا ہے آنحضرت صلعم سے مخصوص نہ تھا بلکہ عام تھا ۔

دعوی خصوصیت دعوی نسخ کا یون جواب ہو سکتا ہے کہ ایک فعل کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مخصوص کہنا اسکے عام مشروعیت سے انکار کرنا ہے ۔ اور یہہ اسکے عین عدم منسوخیت کا اقرار کرنا ہے ۔ منسوخ وہ تب ہوتا ۔ جب اُسکو عام مشروع مانا جاتا ۔ اور خاص آنحضرت صلعم کے حق مین تو اسکے نسخ کا دعوی ہی نہین کیا گیا ۔ عام لوگون کے حق مین منسوخ بتایا گیا ہے ۔

میرے بہائی ثانی انصاف کرین تو اسی اپنے تناقض کے سبب اپنے دعاوے سے دست بردار ہو جاوین - اور ایک دعوی کو دوسرے کا جواب سمجھ لین **ثانیاً** اس دعوی نسخ وخصوصیت پر کوئی دلیل قائم نہین ہوئی - اسمہ باتفاق اُمت محمدیہ جب تک کسی امر مشروع کے نسخ وخصوصیت پر کوئی دلیل ثابت نہو - اسکی عام مشروعیت سے انکار کرنا اور اُسکو مخصوص یا منسوخ کہنا جائز نہین ہے - مدعی نسخ وخصوصیت اپنے مخالف کو یہہ نہین کہہ سکتا کہ عدم نسخ وعدم خصوصیت پر وہ کوئی دلیل پیش کرے - اس لیے کہ باتفاق علماء اسلام بلکہ سائر ادیان اصل نصوص شرعیہ مین عدم نسخ ہے - اور نسخ ایک امر عارضی وطاری ہے جسکا ثبوت دلیل پر موقوف ہے ایسا ہی عدم خصوصیت احکام شرعیہ مین اصل ہر کسی امر کی خصوصیت ثابت ہونے کے لیے دلیل مستقل ہونا ضروری ہے چنانچہ **قسطلانی وغیرہ** علماء نے بتصریح بہت جگہہ اپنی تصانیف مین بیان کیا ہے کہ عدم خصوصیت اصل ہے اور خصوصیت دلیل ثابت ہوتی ہے -

الاصل عدم الخصوصیة (قسطلانی ص ۴۳-۵)
الخصوصیة لاتثبت الا بدلیل " ص ۹۶-۲ -

الحاصل اس باب مین بار ثبوت مدعی نسخ وخصوصیت پر ہے - مدعی عدم نسخ وعدم خصوصیت کے لیے کسی امر مین ورود نص کافی دلیل ہے - فریق ثانی ہمارے ان قواعد کو مانتے نہین - اسلیے وہ اپنے دعاوے نسخ وخصوصیت پر کچھ کچھ دلائل پیش کرتے ہین -

ایکی عمدہ اور **قوی دلیل** (جس سے وہ کبھی نسخ نکالتے ہین کبھی خصوصیت ثابت کرلیتے ہین) یہ ہے - کہ یہہ بیعت توبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سوائے خلفاء راشدین وغیرہ صحابہ وتابعین سے نہین کی

ایک دلیل ان کی (جس سے وہ صرف خصوصیت نکالتے ہین) یہہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو اپنے اس فعل کی ترغیب نہین دلائی - اور اس باب مین قولی حدیث نہین آئی جسمین یہہ بیان ہو کہ خلفاء راشدین وغیرہ صالحین لوگون سے بیعت توبہ لیا کرین -

یہہ دلیل تو محض نکمی ہے چندان لائق بحث وجواب نہین ہے - کیونکہ اس دلیل کی

بنا ان اصول پر ہے کہ فعل نبوی لائق اقتدا نہین جب تک کہ اسکے ساتھہ قول بہی شاہد و موید نہو سنت نبوی (جو واجب الاتباع ہے) کی تقسیم قولی۔ فعلی۔ تقریری مین بہی بحث ہے۔ اور یہہ اصول کافہ علماء اسلام محدثین و اصولیین کے مخالف ہین۔ اور صریح نصوص کتاب و سنت اسکے مکذب ہین۔

پہلی دلیل کا جواب فریق مثبت یہہ دیتا ہے کہ خاص بیعت توبہ و تقوے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء راشدین نے بھی لی ہے۔ یہہ جواب صحیح ہو تو پھر کوئی جھگڑا باقی نہین رہتا۔ مگر مین اس جواب کو صحیح نہین سمجھتا چنانچہ بمقام غلطیان مین اسکی تفصیل کرونگا۔ اس لیئے میرے نزدیک اسکا جواب یہہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے قول یا فعل ثابت ہو جانیکے بعد ہمکو اس امر کی حاجت نہین ہے۔ کہ ہم اسکے موافق کسی کا عمل تلاش کرین آنحضرت صلعم کا قول و فعل بنفسہ خود حجت ہے۔ جو امر آنحضرت صلعم کے قول یا فعل سے ثابت ہو۔ جب تک کوئی دلیل (جو ثبوت و دلالت مین اسکے مساوی ہو) اسکے نسخ و خصوصیت پر قائم نہو وہ واجب العمل ہے۔ گو اسپر عمل کرنیوالا مشرق و مغرب مین کوئی نظر نہ آوے اور ہمکو وہ متروک و مہجور معلوم ہو۔ اسمین ہمکو یہہ سمجھنا چاہیئے کہ نفس الامر مین ضرور کوئی نہ کوئی اس سنت کا قائل و عامل ہوگا گو ہمکو اسکا علم نہین۔

امام نووی نے شرح مسلم مین حدیث صیام ستہ شوال کی شرح مین فرمایا ہے۔

ودلیل الشافعی وموافقیه هذا الحدیث الصحیح الصریح واذا ثبتت السنة لا تترک لترک بعض الناس او اکثرهم او کلهم

(شرح مسلم)

امام شافعی اور اسکے ہم خیالون سے۔ (جو صیام ستہ شوال کے قائل ہین) یہہ حدیث دلیل ہے اور جب حدیث صحیح ہو تو اسکو بعض لوگون یا تمام لوگون کے ترک کردینے سے چھوڑا نجاوے

اور حافظ ابن القیم نے فرمایا ہے چنانچہ القاطین مین منقول ہے کہ متابعت کا مصدر اسکا نام ہے کہ آن حضرت صلعم

ان تجرید المتابعة ان لا یقدم علی ماجاء

کے بات پر کسی کی بات اور رای کو مقدم نکیا جاوے

به الرسول صلی الله علیه وسلم قول احد ولا رأیه کائنا من کان وما کان بل ینظر فی صحة الحدیث اولا فاذا صح نظر فی معناه ثانیا فاذا تبین له لم یعدل عنه ولو خالفه من بین المشرق والمغرب ومعاذ الله ان تتفق الامة علی ترك ماجاء به نبینا صلی الله علیه وسلم بل لا بد ان یکون فی الامة من قال به ولو خفی علیك فلا تجعل جهلك بالقائل به حجة علی الله تعالی ورسوله صلی الله علیه وسلم فی ترکه بل اذهب الی النص ولا تضعف واعلم انه قد قال به قائل قطعا ولکن لم یصل الیك علم هذا مع حفظ مراتب العلماء وموالاتهم واعتقاد حرمتهم وامانتهم واجتهادهم فی حفظ الدین وضبطه - (ایقاظ)

کوئی بات ہو۔ او کسیکی ہو۔ بلکہ پہلے صحت حدیث کو دیکھا جاوے پھر اگر صحیح ہو تو اُسکے معنے کو خیال کیا جائے۔ جب وہ معلوم ہو چکے تو اس سے عدول نکیا جاوے۔ اگرچہ مشرق سے مغرب تک کے لوگ اسکے مخالف ہوں۔ اور خدا کی پناہ ہے کہ تمام امت ترک حدیث پر اتفاق کرلے۔ یہہ کبھی نہوگا۔ بلکہ کوئی نہ کوئی امت مین اسکا قائل ہوگا۔ اگرچہ تجھپر اُسکا حال چھپا رہا۔ اور تیرا نہ جاننا اس قائل کو اللہ کے سامنے اس حدیث کے ترک کرنیمین سند نہین ہوسکتا ہے۔ پس حدیث کی طرف جا۔ اور ہمت نہ ہارے اور جان لی کہ کوئی نہ کوئی اسکا قائل ہوگا۔ اگرچہ تجھے اُسکا علم نہین۔ اور باوجود تیرے اس عمل بالحدیث و ترک اقوال علماء کے ان علماء کی محبت و تعظیم مراتب اور اُنکی امانت و اجتہاد کا اعتقاد دور نہین ہوتا۔

اسکے مقابلہ میں فریق ثانی یہہ کہتا ہے۔ کہ اصول حدیث مین کسی حدیث کے خلاف پر اجماع پایا جانا اسکے منسوخ ہونیکی دلیل سمجھا گیا ہے۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ بات اس اجماع کی نسبت کہی گئی ہے۔ جو واقعی اجماع ہو۔ اور سند صحیح سے ثابت ہو۔ نہ ادعائی اور خیالی اجماع کی نسبت جسکا ہر کوئی محض اپنی لاعلمی سے مدعی ہو جاتا ہے۔ وہ جب کسی اپنے خیالی مسئلہ کی نسبت اپنے خیال کے مخالف کسیکو نہین پاتا تو جھٹ اس مسئلہ مین کہدیتا ہے لم ادر فیه خلافا فصار اجماعا۔ یعنی اس مسئلہ مین کسی کا خلاف نہین پایا پس یہہ اجماع ہوگیا۔ ایسے دعوی

اجماع تو قائل کی لا علمی کی دلیل سمجھا جاتا ہے نسخ حدیث کی دلیل اسکو کوئی محدث و اصولی نہین سمجھتا۔ **حافظ ابن القیم** نے اعلام الموقعین مین کہا ہے (چنانچہ صالح بن محمد فلانی

وكانت فتاواه رضي الامام احمد رحمه مبنية على اصول خمسة احدها النصوص فاذا وجد النص اي الكتاب او السنة افتى بموجبه ولم يلتفت الى ما خالفه ولا من خالفه كائنا من كان الى ان ذكر امثلة لذلك ثم قال ولم يكن يقدم على الحديث الصحيح عملا ولا رأيا ولا قياسا ولا قول صاحب ولا عدم علمه بالمخالف الذي يسميه كثير من الناس اجماعا ويقدمونه على الحديث الصحيح قد كذب احمد من ادعى الاجماع ولم يبتنع تقديمه على الحديث الثابت وكذلك الشافعي ايضا نص في رسالته الجديدة على ان ما لم يعلم فيه الخلاف لا يقال له اجماع ولفظه ما لا يعلم فيه الخلاف فليس اجماعا وقال عبد الله بن احمد بن حنبل سمعت يقول ابي يقول ما يدعي فيه الرجل الاجماع فهو كذب على من ادعى الاجماع فهو كاذب لعل الناس اختلفوا ما يدريه ولم ينته اليه فليقل لا نعلم الناس اختلفوا هذه دعوى

نے ان سے نقل کیا ہے) امام احمد کے فتوے پانچ اصول پر مبنی ہین۔ ایک نصوص۔ ان کا قاعدہ تھا کہ جب کوئی نص (آیت یا حدیث) کسی مسئلہ مین ملجاتے تو اسکے موافق فتوے دیتے۔ اور اسکے مخالف قول اور اسکے قائل کی طرف کچھ التفات نکرتے۔ خواہ کوئی ہو۔ اور کیسی ہی بات اسنے کہی ہو۔ اسکے بعد حافظ ابن القیم نے چند مثالین (جنمین امام احمد نے اجلہ صحابہ (خلفاء راشدین وغیرہ) کے اقوال مخالفہ کا لحاظ نہین کیا۔ اور حدیث کے موافق فتوے دیا ہے ذکر کین۔ اسکے بعد فرمایا ہے۔ امام احمد حدیث صحیح پر کسی عمل اور رای و قیاس کو مقدم نکرتے۔ اور نہ کسی صحابی کے قول کو اور نہ کسی کے عدم علم مخالف کو جسکا بہت لوگ اجماع نام رکھ لیتے اور اسکو حدیث صحیح پر مقدم کرتے ہین امام احمد نے اس شخص کو جو ایسے اجماع کا دعوے کرے اور اسکو حدیث صحیح پر مقدم کر دیوے یا زبان پر لاوے جھوٹا کہا ہے۔ ایسا ہی امام شافعی اپنے رسالہ جدیدہ مین تصریح بیان کیا ہے کہ اگر اسمین

بشر المريسي والاصم ولكن يقول ولكن لا نعلم الناس اختلفوا ولم يبلغني ذلك هذا لفظه ونصوص رسول الله صلى الله عليه وسلم عند الامام احمد وسائر ائمة الحديث اجل من ان يقدم عليها توهم اجماع مضمونه عدم العلم بالمخالف ولو ساغ تعطلت النصوص وساغ لكل من لم يعلم مخالفا في حكم مسئلة ان يقدم جهله بالمخالف على النصوص فهذا هو الذي انكره الامام احمد والشافعي من دعوى الاجماع لا ما يظنه بعض الناس انه استبعاد لوجوده - (الايقاظ)

کسی کو علماء کا اختلاف معلوم نہو۔ اسکو اجماع" نہین کہا جاتا ہے۔ انکے بعینہ یہہ الفاظ ہین ما لا نعلم فیہ الخلاف فلیس اجماعاً (جسکا ٹھیک ترجمہ وہ ہے جو ہم بیان کرچکے ہین) امام احمد کے بیٹے عبد اللہ نے کہا ہے۔ مینے اپنے باپ (امام احمد) سے سنا آپ فرماتے جو ایسے اجماع کا دعوی کرتا ہے وہ جھوٹا ہے۔ شاید لوگون کا اسمین اختلاف ہو جسکا علم اسکو نہین پہنچا۔ اسکو یون بولنا چاہیے مجھے معلوم نہین۔ کہ لوگون کا اسمین اختلاف ہے یہہ بشر مریسی اور اصم کا دعوی ہے۔ ولیکن یون کہین کہ لوگون کا اسمین اختلاف ہو۔ مجھے معلوم نہین ہے۔ یہہ امام احمد کے الفاظ ہین۔ اور انکے اور باقی سبھی امامون کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اس سے بلندتر ہے۔ کہ اسپر اجماع کے وہم وگمان کو جسکا مضمون صرف مخالف کے حال سے لاعلمی ہے مقدم کیا جاوے۔ اگر یہہ امر جائز ہو۔ تو احادیث بیکار ہوجاوین۔ اور ہر ایک کو جو کسی کو اپنے خیال کے مخالف نجانتا ہو یہہ جائز ہوجاے کہ اپنی لاعلمی کو حدیث پر مقدم کرے۔ امام احمد اور شافعی نے اسی قسم کے اجماع کی تسلیم سے انکار کیا ہے۔ نہ یہہ کہ انہون نے وجود اجماع کو بعید سمجھا ہے۔ جیسا کہ بعض لوگون کا خیال ہے۔

وحين نشأت هذه الطريقة تولدت عنها معارضة النصوص بالاجماع المجهول وفتح باب دعواه

امام ابن القیم فرماتے ہین (چنانچہ فلانی نے نقل کیا ہے) کہ جب یہہ طریق (لاعلمی کو اجماع بنا کر احادیث کے مقابلہ مین پیش کرنا) پیدا ہوا۔ تو اس سے نامعلوم اجماعون سے احادیث کا مقابلہ شروع ہوا۔ اور اس دعوی کا دروازہ کھلا

وصار من لم يعرف الخلاف من المقلدين اذا احتج عليه بالقرآن والسنة قال هذا خلاف الاجماع وهذا هو الذي انكره ائمة الاسلام وعابوا من كل ناحية على من ارتكبه وكذبوا من ادعاه۔ (الحافظ)

جب مقلدین مذاہب کے سامنے قرآن و حدیث سے استدلال قائم ہوئے۔ تو وہ یہہ کہنے لگ گئے کہ یہہ حدیث تو اجماع کے مخالف ہے۔ یہی اجماع (خیالی و وہمی) ہے جس سے ائمہ اسلام نے انکار کیا ہے۔ اور ہر طرف سے اسکے دعوی کرنے والون پر انہون نے عیب لگایا۔ اور ان کو جہوٹا کیا ہے۔

شاید ہمپر **فریق** ثانی یہہ **اعتراض** کرے۔ کہ عدم نقل و عدم ثبوت کو تو علماء نے بہت سے مواضع مین سند ٹھہرا لیا ہے۔ اور بہت سے احکام کی مشروعیت اس عدم النقل کی دستاویز سے مان لیا ہے۔ (دور نجاؤ اپنے ہی اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۴ کو دیکھ لو۔ پھر تمنے عدم علم و ثبوت عملیت بعد حضرت رسالت صلعم کو کیون بے اعتبار کر دیا۔ اسکا **جواب** یہہ ہے کہ اولاً تو یہہ دعوی عدم نقل و عدم ثبوت اس شخص سے زیبا ہے۔ جو ائمہ نقل سے ہو۔ یا وہ جو جس زمانہ کا حال وہ بیان کرے اسکے قریب قریب ہو۔ جس شخص کو متون صحاح ہی عبور نہو اور وہ زمانہ صحابہ و تابعین سے بارہ سو برس پیچھے پیدا ہوا ہو۔ اسکا یہہ کہنا کہ فلان امر زمانہ صحابہ و تابعین مین ثابت نہین کیونکر لائق سند ہے۔

ثانیاً۔ اس عدم نقل کا اعتبار اس محل مین ہے۔ جہان صاحب شریعت سے کچھہ ثابت نہو اور ایک امر کی مشروعیت و عدم مشروعیت کا حال نص سے معلوم نہو۔ اس محل مین جب کوئی دلیل مشروعیت نہین ملتی تو ناچار بحکم برائۃ اصلیہ عدم اصلی اور عدم نقل اور عدم ثبوت کی طرف مراجعت کی جاتی ہے۔

اور اسمقام مین (جہان بحث ہے) تو نص صریح مشروعیت پر موجود ہے۔ اور جس محل سے ہمکو اسمقام مین بحث ہے ان مین نص صریح ایک امر کی مشروعیت پر پائی جاتی ہے اس امر کا ابطال و نفی اس قاعدہ سے ثابت کرنا۔ اور اسپر عدم وجدان

وعدم نقل کو دلیل ٹھہرانا کب جائز ہے - یہان تو یہہ عدم نقل و عدم وجدان و عدم ثبوت ایک مثبت دلیل کے مقابل ہے - اور اسکے مفاد سنیت کے برخلاف ہے - اسلئے اس کا اعتبار جائز نہین ہے -

اس بات کو عام فہم طور پر یون بیان کیا جا سکتا ہے کہ علماء نے عدم نقل و عدم وجدان دلیل کا اعتبار تو کیا ہے - مگر اس محل مین جہان کوئی نص پائی نہ جاوے - اور اس باب مین کوئی حکم نص سے معلوم نہو - یہہ نہین کہا کہ کسی نص (قرآن و حدیث) پر عمل کرنا اس نص کے موافق کسی شخص کے عمل کرنے پر موقوف ہے - اور وہ عمل تلاش سے نہ ملے - تو یہہ نہ ملنا اسکے معدوم ہونے اور موجود نہونے پر کافی دلیل ہے - **بالجملہ** نص صریح کے خلاف اور مقابلہ مین عدم اصلی اور عدم نقل اور عدم وجدان - اور عدم ثبوت لائق اعتبار نہین ہے - اس **بات** کو بہی ہمارے بہائی ناقی سوچین - اور انصاف سے اسمین غور کرین - تو اس سے بہی جھگڑا طی ہو سکتا ہے -

اب میرے خیال مین اور نافین کی تصانیف مین ایسا کوئی عذر لائق لحاظ باقی نہین رہا - جس سے آیات و احادیث بیعت توبہ سے بیعت کی سنیت و مشروعیت ثابت ہونے مین کوئی شبہہ پیدا ہو سکے - یہہ مقدمہ **اولی** کا ثبوت ہے - اب **دوسری** مقدمہ کا ثبوت دیا جاتا ہے

مقدمہ ثانیہ (بلحاظ نتائج و بمقتضائی تبدل اسباب و علل امر مشروع کو باطل نکر لینے) کے ثبوت پر دلیل یہہ ہے - کہ اگر بلحاظ نتائج و بمقتضائی تبدل علل و اسباب احکام مشروعہ باطل و بیکار کیا جاوے - تو شریعت محمدی مین کم سے کم ایک حکم بہی الہی باقی نہین رہتا - جو اس تعطل و تبدیل کا معرض نہو - دور نجاؤ نماز و روزہ ہی کو دیکہہ لو - اس سے بہی باوجودیکہ یہہ عمدہ شعائر اسلام سے ہین بد نتائج پیدا ہو سکتے ہین - اور ہو رہے ہین -

بہت نمازی ہین جو نماز سے بجز نمایش و ریا کچہہ مد نظر نہین رکہتے - جن کے حق مین

فویل للمصلین الذین ہم عن صلوتہم ساہون الذین ہم یراءون ویمنعون الماعون ۵

خدا تعالی نے فرمایا ہے اون نمازیون کے لیئے خرابی یا جہنم ہے جو اپنی نمازون سے غافل ہین اور ریا کرتے ہین۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کم من صائم لیس لہ من صیامہ الا الظمأ وکم من قائم لیس لہ من قیامہ الا السہر۔ (دارمی)

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بہت روزہ دار ایسے ہین جنکو اپنے روزہ سے بجز پیاس کے کچھ فائدہ نہین ہوتا)۔ اور بہت سے قائم اللیل (نمازی) ایسے ہین جنکو اپنے قیام سے بجز بیخوابی کچھ نہین پہنچتا۔

بہتیرے نمازی ایسے ہین جو نماز کو چوری و بدکاری کا ذریعہ بنالتے ہین۔ مسجد مین اس لیئے جاتے ہین۔ کہ جب امام اور اوسکے مقتدی سجدہ کو جاوین تب وہ لوگون کی جوتیان اور کپڑے اٹھا کر لیجاوین۔ یا وہ مسجد مین جا کر کسی عورت کو جو نماز کے لیئے آوے یا مسجد کے کوئین سے پانی بھرنے جاوے دام مین لاوین۔ اور ان نتائج کی برائی مخفی نہین ہے۔

بہت نمازی ہین جو نماز کو بے طور۔ اور خراب کرکے پڑھتے ہین جسمین وہ کئی گناہون کے مرتکب ہوتے ہین جیسے وقت مکروہ مین پڑھنا۔ رکوع سجود ایسا جلد و ناتمام کرنا۔ جسکی نسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم صاف آچکا ہے کہ ایسی نماز نماز نہین ہے۔

پھر کیا ان بدنتائج اور خرابیون کے لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہین۔ کہ نماز پڑھنا۔ اور روزہ رکھنا موقوف کیا جاوے۔ کیونکہ لوگ اس سے بدنتائج نکالتے ہین۔ اور انکو ایسے طور پر ادا کرتے ہین جس طور سے وہ مشروع نہین ہین۔ مین نہین جانتا کوئی مسلمان ایسے امر کو تجویز کرے۔ اور بلحاظ ان نتائج و تبدل صورت نماز کے موقوفی نماز کا حکم دے۔ اسی نظر سے علماء اسلام صحابہ کرام وغیرہ عظام نے بہت مواضع مین احکام مشروعہ کو نہین بدلا۔ اور نہ اوٹھایا۔ باوجودیکہ ان احکام کا وہ حال نرہا تھا۔ جو ابتداء مشروعیت کیوقت انکا حال تھا۔ اور ان کا سبب مشروعیت۔ اور اسکا نتیجہ بھی بدل چکا تھا۔ آس کی

نظیرین بہت ہین۔ مگر ہم بخوف طوالت اس مقام مین دو مثالین کے ذکر پر اکتفا کرتے ہین۔

اول مثال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہہ حکم ہے۔ کہ اگر عورتین جماعت کے لیئے مسجد مین جانا چاہین تو انکو نہ روکو۔ اس حکم کا سبب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کا تھا۔ اور اسکا نتیجہ اسوقت کا امن تھا۔ زمانہ حضرت رسالت صلعم کے بعد نہ وہ سبب تہا۔ نہ وہ نتیجہ عورتون مین وہ بیدینی کی باتین مروج ہوگئین جو مسجدون مین جانے سے ان کو مانع تہین۔ اور مسجدون مین جانے سے نتیجہ فساد پیدا ہونے کا خوف پیدا ہوگیا۔ تب صحابہ کرام نے اس حکم کو بلحاظ اس بد نتیجہ کے نہ اُوٹھایا۔ اور حضرت عائشہ رضہ نے صاف فرما دیا کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود بذات شریف ہوتے اور عورتون کی ان باتون کو دیکھتے تو انکو مسجدون سے روک دیتے۔

> لو ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رای ما احدثت النساء لمنعہن المساجد کما منعت نساء بنی اسرائیل (مسلم ص ۱۸۳)

صاحب دراسات نے کہا ہے۔ کہ اس قول سے حضرت عائشہ رضہ نے جتایا ہے کہ ایک امر مسنون کو اسکی وجہ بدل جانے کے سبب اوٹھا دینا شارع ہی سے مخصوص ہے۔ اور یہہ اس حکم شرع کو منسوخ کرنا ہے آپکے سوای اور کوئی شخص جرات نہین کرسکتا۔

> افادت ان الحکم بتبدیل السنۃ عند زوال العلۃ مخصوص بالشارع صلی اللہ علیہ وسلم وانہ فی معنی النسخ فلا یقدم علیہ احد
>
> (دراسات ص ۵۹)

اس بیان کی زیادہ تفصیل بنقل احادیث و اقاویل ہم اشاعۃ السنہ نمبر ۱۲ جلد ۲ مین کر چکے ہین۔ اس لیئے اسمقام مین اسکا اعادہ نہین کرتے۔ اور نہ یہہ ہماری عادت ہے۔

دوسری مثال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حج مین رمل کرنے کا حکم ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے (جب آپ حدیبیہ کے دوسرے سال مکہ مین عمرہ کرنے کو آئے اور مکہ مین مشرکین تھے) فرمایا کہ بوقت طواف رمل کرو۔ یعنی پہلوانون کی طرح اکڑ اکڑ اور زور دکھا کر چلو۔

اس حکم کی وجہ یہہ تھی - کہ مشرکین مکہ (جو انکو بخار کے مارے ہوئے سمجھتے تھے) انکو حقارت سے نہ دیکھین - **حضرت عمر** کا وقت آیا تو انھون نے فرمایا کہ اب ہمکو اس رمل سے کیا کام ہے خدا نے مشرکین کو تو ہلاک ہی کر دیا ہے پھر فرمایا یہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کا فعل ہے ہم اسکو چھوڑنا پسند نہین کرتے

قال عمر ما لنا وللرمل وانما کنا رائینا المشرکین قد اهلکهم الله ثم قال صنعه رسول الله صلی الله علیه وسلم فلا نحب ان نترکه

(بخاری ص ۲۱۸)

اس قول مین حضرت عمرؓ نے بھی یہی جتایا ہے کہ گو اس حکم کا سبب اور نتیجہ جو بوقت مشروعیت اس حکم کے پایا گیا تھا - اب پایا نہین جاتا - مگر ہم اس حکم کو اس لحاظ سے بدل اور اوٹھا نہین سکتے - اس مثال کی تفصیل احادیث و اقاویل اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۲ مین ہو چکی ہے - ان دو مثالون سے امید ہے ناظرین کو یقین ہوگا کہ نتائج و اسباب کی نظر سے احکام مشروعہ کو بدلانا یا اوٹھانا جائز نہین ہے - اس بیان سے بیعت کی مشروعیت و سنیت کی دلیل قائم و ثابت ہوئی

اب دیا **جواب** فریق ثانی کی اس **بدگمانی** کا کہ اکابر مشائخ و اولیاء اللہ بھی اس بیعت مسنونہ پر نہ تھے - وہ سبھی خطا کار دکاندار تھے - اور ان منکرات و زیادتیون کے مروج رہے جنکی برائی ثابت ہو چکی ہے - سو اس مقام مین ہم اس سے زیادہ نہین دے سکتے کہ یہہ عام بدگمانی بلاوجہ ہے ان مشائخ مین ایسے متبعین و متشرعین بھی گذرے ہین جو ان زیادتیون کے مروج نہین ہوئے - اور اگر کسی خاص شخص کے قول یا فعل مین کوئی امر زائد از سنت پایا جاتا ہے تو اسمین نیک گمان بھی ہو سکتا ہے کہ اسنے یہہ امر بحالت ضرورت اور ایسی صورت سے کیا ہے جس سے اسپر الزام خلاف شریعت یا بدعت عائد نہین ہو سکتا چنانچہ مولانا محمد اسمٰعیل علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا ہے - جو ص۱۲ مین منقول ہوا -

یہہ گذارش خدمت فریق ثانی مین آخر کلام ہے جس سے عام مسلمانون سے خطاب پورا ہوا -

اب **خاص** اس فرقہ اہل اسلام کی خدمت مین جو موحدین **متبعین سنت** کہلاتے ہین

کچھہ گذارش کیا جاتا ہے

یہہ عام گفتگو جو بیعت پیری و مریدی کی نفی و اثبات مین بضمن خطاب عالم اہل اسلام ہے علی اسکو بہی اس گروہ کی دونون فریق نافی و مثبت اپنے خطاب مین سمجھہ لین۔ اور سچ پوچھو تو اکثر باتین اس گفتگو کی ان ہی حضرات کی ہین۔

علاوہ بران فریق نافی کی خدمت مین یہہ التماس ہے اگر ہمارے یہان اثبات سنیت بیعت سے انکی تسلی نہو۔ اور بیعت کے مسنون و مشروع ہونے مین انکو شبہ باقی رہتا ہے تو اس شبہ کا وہ موازنہ و اندازہ فرما دین۔ اور اسکے موافق ہمکو وقعت دین اگر وہ شبہ ثبوت و یقین مین نص (آیت و حدیث) بیعت سے ہموزن و مساوی ہے۔ تو وہ اس شبہ کو آیت و حدیث بیعت کا ناسخ یا نسخ کی دلیل ٹھہرا دین۔ ورنہ یہہ انصاف فرما دین کہ ایک ضعیف و کمزور شبہہ آیت یا حدیث کا ناسخ و مبطل عمل کیونکر ہو سکتا ہے۔

ہمنے مانا کہ بیعت توبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی صحابی یا تابعی سے پائی نہین گئی۔ مگر یہہ امر اس بات کے یقین کا مثبت کہان ہو سکتا ہے۔ کہ وہ منسوخ ہو چکی تھی۔ شاید ان عذرون اور سببون سے جو حضرت شاہ **ولی اللہ** نے **قول جمیل** مین بیان فرمائے ہین متروک ہوئی ہو۔ اور اگر وہ سبب سب کے سب ضعیف و نا قابل اعتبار ہین تو بہی ممکن ہے کہ اسکے متروک ہونے کا کوئی اور سبب قوی و لائق اعتبار ہو جسکو ہم اور آپ لوگ نہین جانتے۔

کیا فریق نافی اس بات کا یقین رکھتے ہین کہ صحابہ و تابعین مین اس بیعت کے متروک ہونے کا بجز اسکے منسوخ یا آنحضرت صلعم سے مخصوص ہو جانے کے کوئی اور سبب نہ تھا۔ اور اس یقین پر وہ مباہلہ کر سکتے یا کوئی حلف† مغلظ اٹھا سکتے ہین۔ جیسے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنیت فعل بیعت پر مباہلہ کرنے اور حلف اٹھانے کو ہم اور وہ حاضر ہین۔

اگر وہ ایسا یقین نہین رکہتے جسپر وہ مباہلہ کر سکین یا حلف اٹھا سکین تو پھر خدا کو اور رسول کو

---

† جیسے حلف بالطلاق جو محدثین صحیح بخاری کی صحت پر تجویز کرتے ہین۔

اور روز قیامت کو سامنے رکھ کر کہین کہ اس بی یقینی و بی اطمینانی پر انکا ایک حکم قرآنی (جسکا قرآن سے ثابت ہونا مانتے ہین) کو منسوخ کہنا حلال ہے؟ - اور نسخ شریعت شیہ سے جائز ہے - اور کیا انکے بقیہ مذاہب کے (جنمین وہ اکثر اہل مذاہب کے مخالف ہین - اور ان کے سبب وہ عام مسلمانون سے علیحدہ ہوگئے ہین) بنا ر ایسے اصول پر قائم ہے؟ -

اور اگر وہ دل سے یقین سے اس بیعت کو منسوخ و مخصوص نہین جانتے - صرف ان آفات و بدعات کے سبب جو اکثر خاندانون - اور بیعت خانون مین اسوقت پائی جاتی ہین - اس بیعت سے منع کرلیتے ہین تو اسکے مقابلہ مین اس بات کو سوچ لین کہ ایک امر مشروع و ثابت کو بلحاظ ایسے نتایج کے مٹیا میٹ کرنا جائز ہے - کیا جو نتایج بد نماز مین نکلتے ہین جو اوپر بیان ہوئے انکی نظر سے نہ وہ روک سکتے ہین - اگر وہ ایسا ہی کرینگے تو انمین اور نجدیون مین کیا فرق رہیگا جو اکثر احکام و اخبار ثابتہ و محققہ کو (صرف اس نظر سے کہ لوگ اس سے بد نتیجہ نکالینگے اور دین اسلام مین خرابی ڈالینگے) نہین مانتے - اور صاف کہتے ہین کہ یہہ حکم شریعت مین وارد نہین ہے یہہ تو مفسرین یا محدثین وغیرہ علماء اسلام نے از خود گھڑ لیا ہے -

اور فریق مثبت کی خدمت مین یہہ التماس ہے - کہ وہ اس سنت بیعت کو سنت مسواک کرنے یا آنکھ مین سرمہ لگانے یا اپنے آپ توبہ و استغفار کرنے پر فوقیت نہ دین اور اسکو مناط و مدار حصول احسان عبادت و کمال عرفان قرار نہ دین - اور اسکو ایسی سنت مؤکدہ جو مستمرہ نہ ٹھہراوین - جیسے اذان - و اقامت - و جماعت مستمرہ چلی آتی ہے اور اسمین اون خصوصیات سمجہیں کو جو خاندانی پیرون مین چلی آتی ہین - جیسے باپ کے مرے بیٹے کو اسکی جگہہ گدی پر بٹھانا - یا تمام خاندان مین کسی ایک کو پیر مغان بنا بیعت کے لیئے مخصوص کرنا - باوجودیکہ علم مین تقوے مین اس سے بڑہکر یا اسکے برابر اور بہی جو ہون - اور لوگون کو اسکی بیعت و اطاعت کے لیئے اہتمام سے دعوت کرنا - جیسے خلیفہ وقت یا امام کی اطاعت کی طرف دعوت کا اہتمام کیا جاتا ہے (باقی آئندہ)

صفحہ آئندہ لائق ملاحظہ شائقین اتباع سنت ہے جو اسکی ملاحظہ سے محروم رہا وہ خیر کثیر سے محروم رہا

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ

نمبر سوم — جلد ششم

معہ

ضمیمہ متضمن مسائل مذہب محدثین اہل السنۃ

بابت ماہ جمادی الاولی سنہ ۱۳۰۰ھ مطابق ماہ مارچ سنہ ۱۸۸۳ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

درجات مراتب قیمت		تفصیل خریداران بشرح مراتب	قیمت سالانہ	
درجہ	مرتبہ		بابت رسالہ	بابت ضمیمہ
۱	اخص قیمت	اسلامی ریاستون کے نواب اور رئیس	للعہ	سے
۲	خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عام اغنیا و لائبریری و سوسائٹی ہا	عہ	ے
۳	عام قیمت	متوسط اہل وسط	ے	[illegible]
۴	رعایتی قیمت	کم وسط جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نرکھین اور رسالہ پیشگی داخل کرین	ے	۱۲ر
۵	للّٰہی قیمت	بیوسعت جو دس روپیہ ماہواری کی آمدنی نرکھین مگر علمیت رکھین اور اشاعت کرین	ثواب آخرت	دعاء خیر

(۲) ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ نہ ملیگا (۳) خط و کتابت و ارسال زر مہتمم کے نام سے پورے عنوان و نشان مندرجہ ذیل سے ہونی چاہیئے اور ارسال زر بجز منی آرڈر یا ہنڈوی کے کسی صورت سے نہو ورنہ مہتمم ذمہ وار نہوگا۔

اعلان عام

بعض خریداران اشاعۃ السنہ سے بعض لوگ ہماری دوستی و رشتہ جتا کر قیمت اشاعۃ السنہ وصول کر لیتے ہین اور وہ ہمکو نہین پہنچاتے اسلئے ہم عام اعلان دیتے ہین کہ کسیکو (ہمارا بھائی کیون نہ کہلاوے) ہمارا رشتہ یا نام سنکر کوئی ہمارا روپیہ نہ دے براہ راست ہمکو پہنچاوے۔ جو اس کا خلاف کریگا وہ اپنے روپیہ کا خود ذمہ وار ہوگا۔

ابو سعید محمد حسین مہتمم اشاعۃ السنہ

(لاہور محلہ سید مٹھا)

اشتہار

ایک رسالہ مسئلہ قراءۃ فاتحہ خلف الامام [illegible]

[illegible]

اشتہار

[illegible]

تحفۃ الطالبین [illegible]

جواب شکایت

ہمارے دوست شاکی ہین کہ مدت سے رسالہ اچھا نہین چھپتا اور نہ اچھا لکھا جاتا ہے اور نہ کاغذ اچھا لگایا جاتا ہے مین بس شکایت کو بدل مانتا ہون اور ان سے زیادہ ان امور کا شاکی ہون مگر اسمین سخت مجبور و معذور ہون اکثر لوگون سے صدق و صفائی معاملہ اوٹھ گئی ہے جدھر دیکھو الا ماشاء اللہ جھوٹ و بدعہدی نظر آتی ہے ہمارے پرانے کاتب پرنٹر وعدہ خلافی و بدعہدی کرتے ہین تو دوسرے کاتب و پرنٹر ڈھونڈتے ہین پھر عین وقت پر اچھا کاتب پرنٹر نہین پاتے لاہور مین کم سے کم (ہمارے علم مین) پچاس کاتب ہونگے مگر خوشخط اونمین سے دو ہی شخص ہین۔ مطبع بھی بہت ہین مگر اچھا چھاپنے والے اور معاملہ کے سچے کم ہین جب کاتب پرنٹر ہمکو اچھا نہین ملتا تو ہم کاغذ بھی ویسا ہی ان ہی کا ہمجنس لگاتے ہین اسمین ہمکو کفایت شعاری ہرگز مد نظر نہین ہے آیندہ ہم اسکے پختہ انتظام مین کوشش کرینگے انشاء اللہ تعالی بالفعل تو ناظرین صورت سے قطع نظر کرکے صرف معانی ہی کیطرف توجہ کرین اور یہہ دیکھین مضامین کیسے عمدہ مذہب و معاشرت کے مفید نکلتے ہین۔

شیخنا مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی

اور

اتباع سنت

ہمارے دیار ہند مین اتباع سنت کا بیج تو حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب قدس اللہ سرہ نے بویا ہے۔ اور اسکو پانی حضرت مولانا محمد اسمعیل شہید علیہ الرحمۃ نے دیا جب وہ درخت سرسبز و بارور ہوا تو بقیۃ السلف حجۃ الخلف شیخنا سید محمد نذیر حسین محدث (متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ) نے اسکا پھل اکناف عالم (ہند سندھ و عرب و عجم) مین تقسیم کر دیا۔ اب شائقین اتباع جابجا وہ پھل کہاتے ہین اور ان محسنون کا شکر و احسان مانتے ہین۔

جناب شاہ صاحب کی تخم ریزی سے یہہ مراد ہے کہ آپنے اپنی بابرکت تصانیف (حجۃ اللہ البالغہ

(جسکی نظیر زمانہ خلف مین تو کیا سلف مین بہی کم پائی جاتی ہے) انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ انصاف۔ عقد الجید وغیرہ جنکی تعداد دو سو سے زیادہ ہی) مین مسائل اتباع سنت کو درج کیا جسکو چند علماء نے پڑہا اور محفوظ رکہا اور انسے اسکا اظہار و اشتہار عام نہو سکا۔

حضرت مولانا شہید کی **آبیاری** سے یہہ مراد ہے کہ انہون نے ان مسائل کا عملاً و قولاً بذریعہ تصانیف ہندی فارسی و مواعظ حضری و سفری شرقاً و غرباً اشتہار و اظہار عام کیا جب وہ درخت انکی آبیاری و تربیت سے نشو و نما پا کر بارآور ہوا تو حضرت شیخنا و مولانا السید السند نے اسکے پہل کو اکناف عالم مین تقسیم کر دیا جس سے مراد یہہ ہی کہ اون مسائل مندرجہ کتب شیخین کو ہندوستان و پنجاب وغیرہ بلاد کے گہر گہر مین پہنچایا اور ہزارہا دن اشخاص سے عمل بالحدیث کرایا منجملہ وجوہ کے وسائل اشاعت سے **ایک** تو شبانہ روزی اوقات مین درس و تقریر ہے جس سے صدہا علماء فیضیاب ہوئے اور ہوتے ہین اور وہ آگے اپنے بلاد و اوطان مین جا کر ان مسائل کو پہیلاتے ہین۔ **دوسرے** آپکا ان کتب و رسائل شیخین وغیرہ محدثین و اہل اتباع کو ہندی مین ترجمہ کرانا اور ان ہی کے اسلوب و اصول پر اور تصانیف جدیدہ خود کرنا اور اپنے شاگردون سے کرانا اور انکو کمال سعی و اہتمام سے خود چہپوانا اور عام لوگون مین شائع کرنا۔

آن دنون آپنے ایک کتاب* **بحر ذخار بجواب انتصار** تالیف مولوی ارشاد حسین صاحب رامپوری جو بجواب معیار انہون نے تالیف کیا تہا آپنے اخص تلامذہ سے تصنیف کرایا اور اسکو چہپوایا ہے اسکے سوا کئی اور رسائل (جیسے رسالہ **قرأۃ** فاتحہ الامام خلف امام بخاری اور رسالہ **رفع یدین** امام بخاری اور کتاب التوحید محمد بن عبد الوہاب اور رسالہ **طلاق ثلثہ** وغیرہ) ترجمہ کرا کر چہپوائی ہین تہوڑے دن ہوئے کہ کتاب **معیار الحق** جو ملک ہند مین عمل بالحدیث کے عام اشاعت کا قوی سبب ہے آپکے اہتمام سے دوبارہ چہپکر شائع ہو چکی ہے۔

الغرض آن دن آپکا اسی اہتمام تدریس و تقریر و تحریر و تشہیر مسائل اتباع سنت

ط.ص ۱۷۵۲۱ صفحہ ۳۰ رستے

مین گذرتا ہے بڑا خوش نصیب ہی جو آپکی صحبت سے فیضیاب ہوا۔ پہر وہ جسنے آپکے انفاس قدسیہ وکلمات طیبہ سے فائدہ اوٹھایا۔ مبارک ہین جو آپکی تمنائی جمال رکہتی ہین اور یہہ شعر ورد کرتے ہین ؎ وہ صورتین الٰہی کس ملک بستیان ہین۔ جنکے جمال دیکہنیکو آنکہین ترستیان ہین۔ شائقین اتباع سنت سے جو استطاعت رکہین اونکی خدمت مین حاضر ہوکر اونسے بالمشافہ فیضیاب ہون۔ اور جو یہہ طاقت نہ رکہین وہ اُنکے مولفہ یا اُنکے زیر نظر و اہتمام مطبوعہ کتب ورسائل کو خرید کر مطالعہ مین لاوین۔ وہ کتب ورسائل دہلی سے بذریعہ جناب ممدوح ملسکتی ہین۔

تفصیل قیمت مع محصول ڈاک

نام کتاب	قیمت	محصول	نام کتاب	قیمت	محصول
البحر الذخار	عصہ	۲ر	رسالہ امام بخاری در قرأت رسالہ بخاری فی رفع یدین	۶ر	ار
کتاب التوحید مع ترجمہ محمد بن عبد الوہاب	۴ر	/۔	رسالہ طلاق ثلثہ	۳ر	/۔

معیار الحق ۱۲ عـہ/ مع محصول

فہرست تفصیل آمدنی زر قیمت وچندہ ممبران بابت ماہ ۵ سنہ ۹۶ تا ۹۷ء جسکا نمبر سابق مین وعدہ دیا گیا تھا

فہرست آمدنی کے پہلے چند امور کا تمہید کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے (۱) اس فہرست مین ہر ایک کا (ممبر ہو خواہ خریدار) وہ روپیہ دکہایا گیا ہے جو سنہ ۹ تک آیا خواہ اسمین آیندہ کی پیشگی بہی شامل ہو خواہ اسمین گذشتہ کا روپیہ بہی رہگیا ہو۔ ناظرین تعجب نکرین کہ بعض ممبرونکا روپیہ کم کیون آیا ہے۔ اور بعض خریدارونکا ممبرون سے بڑہ کیون گیا۔ (۲) اس مقام مین ہم ہر ایک شخص کی آمدنی کی تفصیل اس سے زیادہ طور کر چکے ہین کر نہین سکے جسکو اپنے روپیہ کی اس سے زیادہ تفصیل منظور ہو وہ بذریعہ خط درخواست کرے ہم اسکے روپیہ کی تفصیل کردین کس مہینے مین آیا اور کس مہینے کی بابت تہا اور اسکا نمبر رسید کیا تہا ایسے بسیط حسابکی گنجایش دیگی (۳) متفرق ممبرونکی رقم متفرقات مین درج کی گئی اور جو ممبر آخر سنہ ۹ تک ممبر نہین رہے عام خریدار بن گئے انکی آمدنی عام خریدارون مین دکہائی گئی ہے (۴) خریدارونکی کم سے کم پانچ روپیہ کی رقم کی تفصیل بتائی گئی ہے اس سے کم رقم ہر شہر کو متفرقات مین درج اور ایسا خریدار ایک شہر مین ایک ہی تہا اسکی رقم کل شہرون کے متفرقات مین دکہائی گئی ہے۔

اور جنکی خریداری حساب سنہ ۹ کے بعد بہی جاری ہے اونکا پانچ روپیہ سے کم روپیہ بہی جو سنہ ۹ تک آیا دکہایا گیا ہے

فہرست اسامی وار چندہ یا قیمت دہندگان

ممبران بلا لحاظ ردیف حروف تہجی

نمبر شمار	نام چندہ دہندہ	مقام	تعداد [illegible]	سنہ [illegible]	کیفیت
۱	شیخ غلام نبی صاحب ٹھیکہ دار	وزیر آباد	ماصہ	سنہ ۸۸ تا ۹۱ء	
۲	حافظ بہاؤ الدین	لاہور	[illegible]	ایضاً	
۳	منشی لعل شاہ	〃	[illegible]	〃	
۴	منشی فضل دین	〃	[illegible]	〃	
۵	مولوی محمد غضنفر	〃	[illegible]	〃	
۶	منشی محمد اسحاق	〃	[illegible]	〃	
۷	منشی کرم الٰہی	〃	[illegible]	سنہ ۹۱ء	
۸	سید جلال الدین	[illegible]	[illegible]	سنہ ۸۸ و ۹۱ء	
۹	حافظ محمد یوسف	امرتسر	[illegible]	سنہ ۸۸ تا ۹۱ء	
۱۰	مولوی محمد یسین	جلپور	[illegible]	سنہ ۸۸ و ۹۱ء	
۱۱	منشی عالم حاسب اوورسیر	[illegible]	[illegible]	〃	اب چندہ [illegible] نہیں
۱۲	مولوی محمد حسن	لودیانہ	[illegible]	سنہ ۸۸ و ۹۱ء	
۱۳	منشی سعد اللہ	〃	[illegible]	سنہ ۸۸ تا ۹۱ء	
۱۴	منشی محمد کلارک	ملتان	[illegible]	سنہ ۸۸ و ۹۱ء	
۱۵	حاجی عبد الرحیم سوداگر	انبالہ	[illegible]	سنہ ۹۱ء	
۱۶	منشی محمد سعید نقشہ نویس	راولپنڈی	[illegible]	سنہ ۸۸ تا ۹۱ء	
۱۷	منشی شہاب الدین اوورسیر	〃	[illegible]	〃	اب تک [illegible] نہیں
۱۸	مرزا مبارک بیگ	[illegible]	[illegible]	سنہ ۸۸ و ۹۱ء	[illegible] نہیں
۱۹	مولوی بہادر علی	[illegible]	[illegible]	〃	اب امرتسر [illegible]
۲۰	محمد ابراہیم دارو غہ	[illegible]	[illegible]	〃	

خریداران بلحاظ ردیف حروف تہجی مقامات

نمبر شمار	نام قیمت دہندہ	مقام	تعداد [illegible]	سنہ [illegible]	کیفیت
		الف			
۲۱	شیخ محمد حسن مدرس	امرتسر	[illegible]	سنہ ۸۸ تا ۹۱ء	سابق لودیانہ [illegible]
۲۲	فتح علی شاہ	〃	[illegible]	〃	
۲۳ سے ۳۱	متفرقات	〃	[illegible]	سنہ ۸۸ تا ۹۱ء	
۳۲	شیخ محمد حنیف سوداگر	اجمیر	[illegible]	سنہ ۸۸	
۳۳	سیٹھ عزیز الدین	آگرہ	[illegible]	سنہ ۹۱	
۳۴	مولوی محمد بشیر	اکبر آباد	[illegible]	سنہ ۸۸	اب بھوپال میں ہیں
۳۵	محمد امام خان مالگذار	آرہ ضلع [illegible]	[illegible]	سنہ ۹۱	
۳۶	شیخ محمد بخش خان	انبالہ	[illegible]	〃	
۳۷	منشی عبد اللہ مدرس	اٹھور ضلع لودیانہ	[illegible]	سنہ ۸۸ تا ۹۱ء	
		ب			
۳۸	صاحبزادہ نور الحسن	بہاولپور	[illegible]	سنہ ۸۸ و ۹۱ء	
۳۹	سید حافظ محمد سورتی	〃	[illegible]	〃	
۴۰	حکیم محمد احسن	〃	[illegible]	سنہ ۸۸	
۴۱	منشی عبد الکریم	بمبئی	[illegible]	سنہ ۹۱	
۴۲	منشی حاکم علی	بہاولپور	[illegible]	〃	
۴۳	مرزا کریم علی	بنارس	[illegible]	سنہ ۸۸ و ۹۱ء	
۴۴	نور محمد	بنگلور [illegible]	[illegible]	سنہ ۹۱	
۴۵	عبد الکریم قیموری فروش	انبالہ ضلع [illegible]	[illegible]	سنہ ۸۸ تا ۹۱ء	
۴۶	منشی محمد عمر	〃	[illegible]	سنہ ۸۸ و ۹۱ء	
۴۷	محمد جمیل	〃	[illegible]	〃	

نمبر شمار	نام معہ ولدیت و عہدہ	نام مقام	تعداد روپیہ	تاریخ وصول	کیفیت	نمبر شمار	نام معہ ولدیت و عہدہ	نام مقام	تعداد روپیہ	تاریخ وصول	کیفیت
۴۸و۴۹	متفرقات	بٹالہ	صہ ۸ر	سنہ ۹۷و۹۸		۷۲	شیخ محمد امیر مدرس	پاک پٹن	صہ	سنہ ۹۸	اب ملتان میں ہیں
۵۰	محمد سعدی	بسیر ضلع گورداسپور	ے	سنہ ۹۸				ج			
۵۱	جلال الدین	〃	ے	〃		۷۳	مولوی نصر اللہ بیگ	جبل پور	عہ ۸ر	سنہ ۹۷و۹۸	
۵۲	الٰہی بخش	〃	ے	〃		۷۴	حاجی محمد اسمٰعیل	〃	عہ	〃	
۵۳	مولوی عبدالرحیم	بہاکروشئی ضلع چاندہ	لعہ	سنہ ۹۷و۹۸		۷۵	میر سید علی صاحب تحصیلدار	〃	ے	سنہ ۹۷	اب الہ آباد سیول لائن میں ہیں
		پ				۷۶	شیخ رحمت اللہ	جہلم	صہ	سنہ ۹۸	اب ہوشیارپور میں ہیں
۵۴	منشی محمد حسن	پٹیالہ	عہ	سنہ ۹۷و۹۸		۷۷	حاجی بدر دین	جالندہر	لعہ ۸ر	سنہ ۹۷و۹۸	
۵۵	حاجی کریم بخش	〃	ے	سنہ ۹۷	انکا حساب اب تک جاری ہے	۷۸	مولوی نور الدین حکیم ریاست	جموں	صعہ	سنہ ۹۷و۹۸	
۵۶	حاجی گل محمد	〃	عہ	سنہ ۹۷و۹۸				خ			
۵۷	مولوی محمد یوسف	〃	عہ	〃		۷۹	مولوی فتح الدین	خوشاب ضلع شاہ پور	ے	سنہ ۹۷	
								د			
۵۸	شیخ محمد الیاس	〃	ے	سنہ ۹۸		۸۰	چوہدری محمد نعیم	ڈسکا ضلع سیالکوٹ	لعہ ۸ر	سنہ ۹۷و۹۸	
۵۹	ڈاکٹر فیض محمد صاحب	〃	عہ	سنہ ۹۷و۹۸		۸۱	مولوی عبد الغفار	〃	ے	سنہ ۹۸	
۶۰	سید محمد حکیم	〃	عہ	〃		۸۲	میاں محمد عمر علاقہ بند	دھیلے	ے	سنہ ۹۷و۹۸	
۶۱	مولوی امام الدین	〃	عہ	〃		۸۳	مولوی شہود الحق	〃	عہ ۸ر	〃	اب پٹیالہ میں ہیں
۶۲	مولوی احسن شاہ	〃	ے ۸ر	سنہ ۹۷		۸۴	محمد اکبر و عبد العزیز	〃	عہ	〃	
۶۳	محمد ابراہیم	〃	ے	〃		۸۵	عبد الغفار	〃	ے ۸ر	〃	اب میانوالی میں ہیں
۶۴	خلیفہ محمد حسن صاحب وزیر اعظم ریاست	〃	عہ	سنہ ۹۷و۹۸		۸۶	مولوی شمس الحق	〃	عہ		
۶۵	حیات شاہ	پیلودہ ضلع [illegible]	عہ ۱۴ر	سنہ ۹۶تا۹۸		۸۷و۸۸و۸۹	متفرقات	〃	صہ ۱۴ر	سنہ ۹۷	
						۹۰	حافظ علی اصغر	دیالوان	ے	سنہ ۹۷	
۶۶	حافظ عبداللہ	پانی پت	عہ	سنہ ۹۷و۹۸		۹۱	پیر جی خدا بخش	ڈیرہ دون	صعہ	سنہ ۹۷و۹۸	
۶۷	مولوی فضل الرحمن	پٹنہ	عہ	سنہ ۹۷		۹۲	منشی جعفر خان	〃	معہ	〃	
۶۸	مولوی سید احمد حسین	〃	عہ	〃		۹۳	منشی عبد الغفار	〃	معہ	〃	
۶۹	مولوی محمد حسن	〃	ے	〃	شرح نمبر ۵	۹۴	منشی بہادر علی	روپڑ	لعہ ۸ر	سنہ ۹۷تا۹۸	
۷۰	منشی سید رضا حسین	〃	عہ	〃		۹۵	عظیم الدین مستری	〃	عہ ۸ر	〃	
۷۱	مولوی جلال الدین صاحب	پیرکوٹ ضلع گوجرانوالہ	عہ	سنہ ۹۷و۹۸		۹۶	منشی برکت علی	〃	لعہ	〃	

نمبر شمار	اسمائے خریداران وغیرہ	مقام	رقم وصولی	تاریخ وصولی	کیفیت
۹۷	شیخ غلام نبی	روپڑ	صعہ ۸/	سنہ ۹۶ تا ۹۷	
۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰	متفرقات	″	لعہ	″	
۱۰۱	چوہدری امیر خان ویلدار	راہون ضلع جالندھر	سے	سنہ ۹۷	
۱۰۲ و ۱۰۳	متفرقات	″	سے	سنہ ۹۷	
۱۰۴	مولوی عبد الحکیم	رنگپور	عصہ	″	بشرح نمبر ۵ ص
۱۰۵	میاں ولی محمد چوہدری شتران	راولپنڈی	عہ ۸	سنہ ۹۷ و ۹۸	[illegible]
۱۰۶	منشی محمد جمیل	″	لوعہ ۸/	سنہ ۹۶ تا ۹۷	
۱۰۷	میاں عمر دین سوداگر	″	لعہ ۸/	سنہ ۹۷ و ۹۸	
۱۰۸ و ۱۰۹	متفرقات	″	سے	سنہ ۹۷ و ۹۸	
		س			
۱۱۰	میاں غلام دین	سوجانپورہ	سے	سنہ ۹۸	
۱۱۱	ولیداد خان مالگذار	سیہوند ضلع جبلپور	عہ ۸/	سنہ ۹۷ و ۹۸	
۱۱۲	ڈاکٹر عبد الحکیم	سہارنپور	۸/	سنہ ۹۷	[illegible]
۱۱۳	سید عبد الکریم	ساگر	سے	[illegible]	
۱۱۴	قاضی کریم اللہ	″	للعہ	سنہ ۹۷	
۱۱۵	محی الدین خان سوداگر	سیکاکل ضلع گنجام	عا	سنہ ۹۷	بشرح نمبر ۵ ص
		ش			
۱۱۶	مولوی احمد شفیع ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ	شاہپور	سے	سنہ ۹۷	
		ع			
۱۱۷	شیخ عبد الرحمن	عدن	لعہ	سنہ ۹۷ و ۹۸	
		ف			
۱۱۸	مولوی محمد اسحاق	فرید آباد ضلع دہلی	لعہ	سنہ ۹۷	

نمبر شمار	اسمائے خریداران وغیرہ	مقام	رقم وصولی	تاریخ وصولی	کیفیت
		ک			
۱۱۹	ابراہیم مدرس	کپورتھلہ	للعہ	سنہ ۹۶ تا ۹۷	
۱۲۰	سید غلام قادر شاہ	کوٹلہ مالیر	ملوعہ	سنہ ۹۷	
۱۲۱	چوہدری غلام احمد	کاٹھ گڑھ	صہ	سنہ ۹۶	
۱۲۲	مولوی رحمت اللہ	کپورتھلہ	للعہ	سنہ ۹۷ و ۹۸	
۱۲۳	محمد امام خان	کانہواڑہ ضلع سیونی	للعہ	″	
۱۲۴	میاں کریم بخش سوداگر	کانپور	لعہ	سنہ ۹۷	
۱۲۵	حاجی عبد اللہ سیٹھ	کوچی بندر	سے	″	
۱۲۶	منشی عبد اللطیف	کھتولی ضلع مظفرنگر	للعہ	سنہ ۹۷	
۱۲۷	قاضی عبد الرحیم	کرنول صوبہ مدراس	للعہ	سنہ ۹۷ و ۹۸	[illegible]
۱۲۸	مولوی احمد حسن مدرس	کرنول	سے	″	
۱۲۹	میر حسن علی ڈاکٹر	کارنجہ ضلع امراؤتی	عہ	سنہ ۹۶ تا ۹۷	
		ل			
۱۳۰	منشی محمد عمر	لودہانہ	سے	سنہ ۹۷ و ۹۸	
۱۳۱	شہاب خان کتب فروش	″	للعہ ۱۲/	سنہ ۹۶ تا ۹۷	
۱۳۲	میر نجات اللہ	″	لعہ	سنہ ۹۷ و ۹۸	
۱۳۳	منشی محمد مقیم	″	سے ۱۲/	سنہ ۹۶ تا ۹۷	
۱۳۴	منشی محمد تقدس	″	للعہ ۸/	سنہ ۹۶ تا ۹۷	
۱۳۵	منشی عبد الستار	″	لعہ ۸/	سنہ ۹۷	
۱۳۶	منشی الہٰ بخش سب اوورسیر	″	لعہ	سنہ ۹۷ و ۹۸	

نمبر شمار	[illegible]	نام مقام	[illegible]	[illegible]	کیفیت
۱۳۵ تا ۱۴۲	متفرقات	لودہانہ	ـے ۶	سنہ ۷۷ تا ۷۹	
۱۴۳	منشی عمر بخش ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ	لودہراں ضلع ملتان	ـے	سنہ ۸۰	
۱۴۴	منشی محمد حیات محرر چونگی	؍؍	صہ	سنہ ۸۰	
۱۴۵	منشی فتح محمد	لاہور	عہ ۸/	سنہ ۷۷ تا ۷۹	
۱۴۶	منشی محمد شاہ مختار	؍؍	عہ	سنہ ۷۷ و ۷۹	
۱۴۷	کرم بخش زرگر	؍؍	لعہ ۸/	سنہ ۷۷ تا ۷۹	
۱۴۸	مولوی برکت علی وکیل	؍؍	لعہ ۸/	سنہ ۷۷ و ۷۸	
۱۴۹	خلیفہ رجب دین	؍؍	ـے	سنہ ۷۷ تا ۷۹	
۱۵۰	منشی عبد الحق	؍؍	ـے ۸/	سنہ ۷۸ و ۷۹	
۱۵۱	شیخ محی الدین کتب فروش	؍؍	صہ	؍؍	
۱۵۲	منشی جلال الدین	؍؍	صہ	سنہ ۷۷ و ۷۸	
۱۵۳	۱۰ امتیاز علی مثل خوان	؍؍	ـے	سنہ ۷۹	
۱۵۴	منشی محمد علی	؍؍	ـے	سنہ ۸۰	
۱۵۵ تا ۱۶۸	متفرقات	؍؍	للعہ	سنہ ۷۷ تا ۷۹	
		م			
۱۶۹	بابو الہی بخش	ملتان	سے	سنہ ۷۸ و ۷۹	
۱۷۰	منشی ناصر نواب	بانوکی مٹر	سے ۸/	سنہ ۷۷ تا ۷۹	اب مظفرگڈہ میں ہیں
۱۷۱	مولوی محمد بخش	موکل ضلع فیروزپور	سے	سنہ ۷۸ و ۷۹	
۱۷۲	منشی علاء الدین شواہری	مظفرگڈہ	ـے	سنہ ۸۰	بشرح نمبر ۵
۱۷۳	منشی کریم بخش اکسٹرا اسسٹنٹ	؍؍	ـے	۸۰	
۱۷۴	مولوی محمد نور الدین مدرس	مظفرگڈہ	عسہ ۱۰/۶/	سنہ ۷۷ تا ۷۹	اب علی پور میں ہیں

نمبر شمار	[illegible]	نام مقام	[illegible]	[illegible]	کیفیت
۱۷۵	دین محمد نائب اشرف	مظفرگڈہ	ـے	سنہ ۷۹	اب جالندہر میں ہیں بشرح نمبر ۵
۱۷۶	محمد مستری	؍؍	ع	؍؍	
۱۷۷	منشی محبوب عالم	میرپور مہاجن ن	لعہ	سنہ ۷۷ و ۷۸	
۱۷۸	محمد امیر بیگ	نجف گڈہ	صہ ۸/	سنہ ۷۹	
۱۷۹	میاں محمد سعید	نور محل	لعہ	سنہ ۷۷ و ۷۸	
۱۸۰	حکیم محمد دلاور خان	ناگپور	عسہ	سنہ ۷۷ و ۷۹	اب امرتسر میں ہیں
۱۸۱	علیم الدین عرف مولو میاں	؍؍	ـے	سنہ ۷۹	
۱۸۲	بادشاہ میاں	؍؍ و	ـے	سنہ ۷۹	
۱۸۳	شیخ محمد حیات کتب فروش	وزیرآباد صہ	صہ	سنہ ۷۷ و ۷۸	
۱۸۴	منشی احمد حسین انسپکٹر	ہوشیارپور	سے	سنہ ۷۸ و ۷۹	
۱۸۵	مولوی الہی بخش وکیل	؍؍	للعہ	سنہ ۷۷ تا ۷۹	
۱۸۶ تا ۱۹۹	متفرقات مختلف مقامات بہوپال پٹیالہ جہلم ڈیرہ دون سکندرآباد ملتان مئو ملووال ضلع فیروزپور ناگپور جوگر ضلع مرشدآباد مظفرگڈہ ہزارہ جے پور وغیرہ		۱۳/		

بقیہ پیری مریدی

اور فریق مثبت کی خدمت مین التماس ہے کہ وہ اس سنت بیعت توبہ کو معمولی سنتون (جیسے کنگھی مسواک کرنا یا آنکھ مین سرمہ لگانا یا آپنے آپ توبہ استغفار کرنا) پر ترجیح و فوقیت نہ دین اور اسکو ایسے موکد و استمراری سنتون سے (جنکے عمل و التزام کی آنحضرت سے تاکید اور انکے ترک پر وعید و تشدید وارد ہے) شمار نکرین اور اسکے ترویج و التزام کے لئے وہ اہتمام و تداعی نکرین جو اِس قسم کی موکد سنتون مین کیجاتی ہے اور اسکو مناط احسان و مناط حصول کمال عرفان قرار نہ دین اور اسمین وہ ان خصوصیات رسمیہ کو جو خاندانی بیعت خانون و پیرون مین مروج چلی آتی ہین (جیسے باپ پیر ہو تو بڑے بیٹے کو اوسکی جگہ گدی پر بٹھانا یا کسی اور شخص کو تمام خاندان سے پیر مغان بناکر بیعت کے لئے مخصوص کر دینا - باوجودیکہ علم مین تقوی مین اُس سے بڑھکر یا اوسکے برابر اُس خاندان یا اوسکی منتسبین مین اور اشخاص موجود ہون اور اِس سجادہ نشین کا سجادہ نشینی کے بعد خود بیعت و استرشاد سے مستغنی ہو جانا پیر ہوکر پھر کسیکا مرید نہ بنا اور کسی صالح متقی کے ہاتھ پر (اُس سے افضل یا اُسکے برابر کیون نہو) بیعت توبہ نکرنا یا بیعت لینے کے وقت خاص خاص اذکار و ادعیہ (جو اس موقع بیعت پر آنحضرت سے مروی نہین (جیسے پہلے کلمہ شہادت پڑھانا پھر سورۃ فاتحہ و علی ہذا القیاس) طالب کو پڑھانا وغیرہ وغیرہ کو ایسے طور پر دخل نہ دین جس سے ان خصوصیات و قیود کا اس موقعہ پر اس ہیئت مخصوصہ سے دین و مسنون ہونا سمجھا جاتا ہے ۔

ان خصوصیات کی نسبت جو ہمارا اعتقاد ہے وہ ہم نمبر سابق مین بصفحہ ۴۸ بیان کر چکے ہین جسکا خلاصہ یہ ہے کہ نہ ہم ان خصوصیات کو اصل سنت و مناط عرفان جو

ہین اسلئے دوبارہ لکھی گیئن ہین کہ اس مضمون کی عبارت سابق مین کچھ کاتب سے تغیر واقع ہوا ہے اور کچھ اپنی

طرف سے بڑھانا مناسب معلوم ہوا ناظرین صفحہ اخیر نمبر سابق کی (۹) سطرون کو محو کرین اور منسوخ سمجھین

احسان جانتے ہین نہ انکو مطلقاً بدعت و ناجائز خیال کرکے انسے بالکل انکاری ہین بلکہ انکی تسلیم و انکار مین ہم بین بین (بیچا بیچ) مین ہین اور شرف و فائدہ و تاثیر صحبت اہل اللہ اور اس فائدہ و تاثیر کی نظر سے انکی خصوصیت ملازمت کو تو ہم اس بیعت اور اسکے خصوصیات مذکورہ سے جداگانہ ہی سمجھتے ہین اور اس سے کسی وجہ سے انکاری نہین ہین۔

اس التماس کے جواب مین شائد ہمارے بہائی مثبتین یہ کہین کہ ہم اس سنت بیعت کو مسواک و اذان و اقامت و جماعت سے بڑہکر موکد نہین سمجھتے اور نہ اسکو مناط حصول احسان و کمال عرفان خیال کرتے ہین اور نہ ان خصوصیات کو جو ہمارے معمولہ بیعت مین پائی جاتی ہین ہم دین سمجھتے ہین۔ ان خصوصیات کی نسبت ہمارا وہی اعتقاد ہے جو تمہارا اعتقاد ہے اسکے جواب مین یہ التماس ہے کہ اگر انکا اس بیعت اور اسکے خصوصیات کی نسبت دلی اعتقاد یہی ہے تو نہایت خوشی کی بات ہے ؎ چشم ما روشن دل ما شاد ولیکن انکے بعض اقوال و افعال اس اعتقاد کے مخالف ہین اور وہ عام لوگون کو یہ بتا رہے ہین کہ یہ لوگ اس بیعت کو معمولی سنتون سے بڑھکر واجب العمل والاہتمام اور مناط عرفان و مدار ایمان جانتے ہین اور ان خصوصیات کو بہی وہ دین سمجھہ رہے ہین اور وہی اقوال و افعال فریق ثانی کی وحشت و تشدد کے باعث اور باہمی تفرقہ و نزاع کے موجب ہو رہے ہین اگر میرے بہائی دلی اعتقاد وہی رکھتے ہین جو بیان ہوا تم ہے۔ تو حسبۃً للہ و نصیحۃً لخلق اللہ و جمعاً لکلمۃ اللہ ان اقوال و افعال کو اس اعتقاد کے موافق و مطابق کرین۔ مین پہلے ان اقوال و افعال کو بیان کرتا ہون پہر انکی اس اعتقاد اور نفس الامر سے مخالفت ظاہر کرونگا پہر انکی وجہ موافقت و مطابقت اس اعتقاد سے عرض کرونگا ؎ گر قبول افتد زہے عز و شرف

بیان افعال واقوال مذکورہ

(۱) اس بیعت توبہ مین وہ اسقدر تاکید و ضرورت کے مدعی اور اسکے اہتمام و تداعی مین ساعی ہین کہ اسقدر تاکید و اہتمام و تداعی استمراری و موکد سنتون (مسواک اور اذان جماعت وغیرہ) مین کوئی مسلمان نہین کرتا ۔

(۲) وہ اس بیعت کو مثل بیعت خلافت و امامت قرار دیتے ہین جسکے شان مین صاف آنحضرت کا ارشاد وارد ہے کہ جس کی گردن مین کسی امام کی بیعت نہین ہے وہ جاہلیت (یعنی کفر کی) موت مرتا ہے

من مات ولیس فی عنقہ بیعۃ مات میتۃ جاہلیۃ
صحیح مسلم صـ ۱۲۸ جلد ۲

اور اسی نظر سے آنحضرت کے اصحاب کرام نے وصال نبوی کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رض کی بیعت خلافت کو آنحضرت کی تجہیز و تکفین پر مقدم کیا اور اسمین ایکدن کا وقفہ روا نہ رکھا چنانچہ حدیث بخاری سے جو عنقریب منقول ہوگی ناظرین کو واضح ہوگا طرفہ یہ کہ وہ بیعت خلافت صدیق اکبر وغیرہ خلفاء کو بھی بیعت توبہ بتاتے ہین اور ذکر خلافت کو اسی بیعت توبہ کا ایک جزوی اور ضمنی امر قرار دیتے ہین۔

(۳) وہ اس بیعت توبہ کو ایک ایسے شخص سے مخصوص کرتے ہین جو تمام ہمعصرون سے افضل ہوا اور بناءً علیہ پیر و سجادہ نشین کو پیری و سجادہ نشینی کے بعد دوسرے کی بیعت سے مستغنی سمجھتے ہین اور بجواب اس اعتراض فریق نافی کی کہ بیعت لینے والا خود بھی تو گناہ کرتا ہے وہ کیون اپنے گناہون سے دوسرے کے ہاتھ پر توبہ نہین کرتا وہ کہتے ہین کہ پیغمبر خدا نے لوگون سے بیعت کرائی اور خود کسی کے ہاتھ پر کیون نہ توبہ کی ۔ جسکا **صاف** یہ مطلب ہے کہ جیسے آنحضرت صلعم سے کوئی افضل موجود نہ تھا جسکے ہاتھ پر وہ گناہون سے

(معاذ اللہ) توبہ کرتے ویسے ہی پیرجی سے کوئی افضل نہین ہوتا جسکے ہاتھ پر وہ بیعت کرین - یا یون کہو کہ جیسے آنحضرت صلعم افضل ہونے کے سبب بیعت سے مستغنی تھے ویسے ہی پیرجی (بزعم خود یا باتفاق مریدان) افضل ہونے کے سبب بیعت غیر سے مستغنی ہین -

(۴) وہ ان خصوصیات رسمیہ کے اثبات کے لئے قران و حدیث کو ہاتھ مارتے ہین اور اُنکا داخل دین ہونا بزعم خود آیات و حدیث سے ثابت کرتے ہین -

گدی نشین مقرر و مخصوص کرنے کے ثبوت مین وہ اون **آیات** کو پیش کرتے ہین جنمین یہ ذکر ہے کہ حضرت **موسی** علیہ السلام نے کوہ طور جانے کے وقت ہارون علیہ السلام کو خلیفہ کیا (جسکے مطابق آنحضرت صلعم نے جنگ تبوک مین جانے کے وقت حضرت علی مرتضی کو خلیفہ کیا تھا) اور حضرت زکریا علیہ السلام نے خدا سے اپنا وارث چاہا تھا - اور حضرت سلیمان علیہ السلام داوٗد علیہ السلام کے وارث ہوئے - اور صحابہ کرام کے اِس **فعل** کی سند لاتے ہین کہ اُنہون نے آنحضرت کے بعد صدیق اکبر کو گدی پر بٹھایا اور آپنے حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنایا انکے بعد صحابہ نے حضرت عثمانؓ و حضرت علی مرتضیؓ کو انکا جانشین کیا -

اور بوقت بیعت خاص خاص اذکار و ادعیات پڑھانے کے ثبوت مین اُن آیات و احادیث کو پیش کرتے ہین جنمین یہ ذکر ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے اظہار یا اقرار اسلام کیا اور **آنحضرت** نے کلمہ لا الہ الا اللہ کو **افضل الذکر** فرمایا اور خداوند تعالے نے حضرت موسی علیہ السلام کو اس کلمہ پڑھنے کا حکم دیا آنحضرت صلعم نے سورہ **فاتحہ** کو تمام سورتون قرانی سے افضل فرمایا -

انکے اِس **استدلال** پر جو یہ **اعتراض** وارد ہوتا ہے کہ ان آیات و احادیث مین خاص اِس موقعہ پر ان اذکار کی خصوصیت کہان پائی جاتی ہے - اسکے **جواب** مین

وہ بہت سے آثار پیش کرتے ہین جنسے وہ بزعم خود یہ ثابت کرتے ہین کہ جو امر آنحضرت سے ثابت ہو (گو اسپر مداومت یا اسمین کوئی وقتی یا عددی خصوصیت آنحضرت سے ثابت نہو) اسمین وقتی یا عددی خصوصیت اپنی طرفسے لگالینی بدعت نہین ہے بلکہ موجب ثواب و قربت ہے - اس **جواب مین** اُنہون نے نہ صرف خصوصیات بیعت کو دین بنایا ہے - بلکہ جملہ خصوصیات رسمیہ (فاتحہ خوانی سوم چہلم عرس مولود وغیرہ جنکو اُنکے اصول مذہب بدعت ٹہراتے ہین اور اسی سبب سے وہ عام مسلمانون سے علیحدہ سمجھے جاتے ہین اور وہابی کہلاتے ہین) کو بہی دین بنادیا ہے -

اور **پیرجی کے بیعت نہ لینے** (نہ دینے) سے **خصوصیت** پر جو دلیل وہ پیش کرتے ہین وہ نمبر ۳ مین بیان ہوچکی ہے -

ان لوگون سے ان **اقوال و افعال** کے سرزد ہونے کو کوئی انکا معتقد و مقلد بیجا سمجھے تو پہلے ان ہی حضرات سے دریافت کرکے انکی تصدیق کرے مجھے امید ہے کہ وہ ان اقوال و افعال سے انکاری نہونگے -

اور اگر وہ انسے صاف طور پر یا بتاویل انکاری ہون تو انکا رسالہ جو فی الحال فریق نافی کے مقابلہ مین اُنہون نے تالیف کیا ہے مواضع ذیل سے ملاحظہ فرماوین -

اس رسالہ کے صفحہ نمبر ۱۷ مین ہے "اتنا ہی نہین جانتا کہ مسئلہ بیعت ان مسائل مین سے ہے جو خصوصیت رکھتے ہین ساتھ افضل اور بہتر کے جیسے خلافت - امارت - قضا - امامت - ان کامونکے واسطے ایک ہی شخص مقرر ہوتا ہے یہ نہین ہوسکتا کہ ہر ایک امام یا خلیفہ یا قاضی بنجائے" -

اور اسکے صفحہ ۲۲ مین ہے تو دیکھو آنحضرت و خلفاء اور تمام اصحاب کے تعامل سے ثابت ہوتا ہے کہ بیعت ایسے شخص کے ہاتھ پر چاہئے جو اپنے وقت مین تقوی و دیانت و صلاحیت کی وجہ سے اپنے ہمعصرون مین فضیلت رکہتا

ہو رسول اللہ صلعم کی حیات مین آپ افضل بہتر تھے اُنکے بعد ابو بکرؓ ازان بعد عمرؓ اون سے پیچھے عثمانؓ اور علی رضی اللہ عنہم اور بہ سبب فضیلت اُنکی کے دوسریکے ہاتھ پر بیعت نہین ہوتی تھی ۔ الا نیابتہً اور تعامل انکا بمنزلہ علامات و تمیز کی ہے اور اسکے صفحہ نمبر ۱۹ مین ہے یہ دعوی (بعد وفات رسول اللہ صلعم صحابہ کرام کا بیعت کے لئے کسیکو مقرر نکرنا) غلط ہے صحابہ کرام نے اوّل ابو بکرؓ صدیق اون کے بعد عمرؓ فاروق ازان بعد حضرت عثمان انسے پیچھے علی مرتضی رضی اللہ عنہم کے ہاتھ پر بیعت کی گیا مصنف کو خلفائے راشدین کی خلافت اور بیعت سے بھی انکار ہے دیکھو سب مفسرین اس آیت کریمہ کو ومن کفر بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون یعنی پس جس شخص نے انکار کیا بعد اسکے پس وہی ہین فاسق منکران خلافت خلفاء اربعہ کے حق مین وعید بتلاتے ہین اب مصنف یہ کہیگا جو یہ بیعت قبول خلافت کی تہی یعنے عہد اسبات کا کہ ہم بغاوت نکرینگے اسکے جواب مین ہم روایات کتب حدیث پیش کرتے ہین اہل انصاف کو معلوم ہوجاویگا کہ حق بجانب کسکی ہے صحیح بخاری مین ہے کہ عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے بوقت خلافت خلیفہ سوم بمشورت صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت عثمانؓ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کردیا اور بیعت کے وقت یہ کہا ابایعک علی سنۃ اللہ وسنۃ رسولہ والخلیفتین من بعدہ یعنی مین تیری بیعت کرتا ہون کتاب خداو سنت رسول وطریقہ شیخین پر اور امام احمد کی روایت مین ہے ابایعک علی کتاب اللہ وسنۃ رسولہ وسیرۃ ابی بکر وعمر مین تیری بیعت کرتا ہون اوپر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور طریقہ ابو بکر اور عمر کے ۔ جس بیعت کا ان روایتون مین ذکر ہے یہ بیعت تقوی ہے خلافت وغیرہ امور شرعیہ سب اسمین داخل ہین اور عبد الہ بن حنظلہ امیر مدینہ نے وقعۃ الحرہ مین لوگون سے ساتھ مرنیکے بیعت لی یہ قصہ بخاری مین موجود ہے اور یہ بیعت بیعت خلافت کے سوا

اور ہی بیعت تہی۔ ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور۔

اور اسکے صفحہ ۷۷ مین بجواب اس اعتراض فیض تابعی کو کہ پیر خود کیون نہین کسیکی بیعت کرتا۔ کہا ہے مشایخ مین سے ایسا کوئی نہین جس نے دوسرے کے ہاتھ پر توبہ نہ کی ہو اپنے شیخ کے ہاتھ پر سب توبہ کیا کرتے ہین اگر ایسا ہی اعتراض کا شوق ہے تو یہ کہو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگون سے بیعت کرائی اور خود کسی کے ہاتھ پر توبہ کیون نہ کی دیکھو ترک اور انکار سنت کا یہ نتیجہ ہے جو آپکے منہ سے ایسے کلمات نکلتے ہین جنسے انبیاء علیہم السلام کی جناب مین بے ادبی لازم آتی ہے لئن لم یہدنا ربنا لنکونن من القوم الضالین

اور اسکے صفحہ ۷۵ مین بجواب اس قول مخاطب کے کہ بلا وجہ مرجح ایک شخص کو خاندان سے بیعت کے لئے مخصوص کر لینا ہندؤن کی رسم ہے۔ کہا ہے جسکو آپ ہنود کی رسم کہتے ہو وہ سنت انبیاء ہے جب موسی علیہ السلام کوہ طور کو جانے لگے تو ہارون علیہ السلام سے فرمایا اخلفنی فی قومی واصلح ولا تتبع سبیل المفسدین تو میرا نائب رہیو میری قوم مین اصلاح رکہنا اور مفسدون کی پیروی نکرنا حضرت خاتم المرسلین نے جب غزوہ تبوک کی تیاری کی تو علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد کیا انت منی بمنزلہ ہارون من موسی تو مدینہ مین رہ تو ہمارا جانشین ہے جیسے ہارونؑ اپنے بہائی موسیٰؑ کا (بحالت سفر) جانشین تہا۔ انبیاء عظام دعا کرتے کہ اے پروردگار ایسی اولاد دے جو ہمارے نائب اور لوگون کے پیشوا ہووین فہب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من ال یعقوب زکریا علیہ السلام نے دعا کی تو مجہے کام سنبہالنے والا دے جو وارث ہو میرا اور خاندان یعقوبؑ کا اور اللہ جلشانہ خبر دیتا ہے وورث سلیمان داود سلیمان علیہ السلام اپنے باپ داؤد کے وارث ہوئے واضح ہے کہ

مراد اس وراثہ سے نبوت اور امامت ہے کہین روافض کیطرح مال ومتاع سے تاویل نہ کرنا اور اصحابہ کرام نے بعد انتقال پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ابوبکرؓ صدیق کو گدی پر بٹھلایا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے زندگانی مین عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر فرما گئے ایسے ہی عثمانؓ وعلی رضی اللہ عنہ باتفاق صحابہ جانشین ہوگئے"۔

اور اسکے صفحہ ۱۱ و ۱۲ مین خصوصیات اذکار بیعت کے ثبوت کے لئے کہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسلمت للّٰہ رب العالمین کہا اور بلقیس نے اسلمت مع سلیمان للّٰہ رب العالمین کہا اور خدا تعالے نے کہا ہے کہ یا ایہا الذین امنوا امنوا باللّٰہ ورسولہ اور آنحضرت رکوع وسجود مین بک امنت وبک اسلمت فرمایا کرتے اور آنحضرت نے فرمایا ہے افضل الذکر لا الٰہ الا اللّٰہ اور آنحضرت نے سورۂ فاتحہ کو اعظم سورۃ فی القرآن فرمایا ہے۔

اور صفحہ ۸۸ مین کہا ہے کہ اگر ایک امر آنحضرت سے ثابت ہو جاوے مگر اسکی مداومت اور اسکا شمار اور اسکے وقتون کی خصوصیت ہمین ثابت نہو تو اوسکو خاص اوقات مین معین عدد کے موافق ہمیشہ عمل مین لانا بدعت نہوگا پھر اسپر اپنے چند آثار ذیل سے استدلال کیا ہے۔

(۱) آنحضرت نے فرمایا ہے خدا کو پیارا وہ عمل ہے جسکو ہمیشہ کیا جاوے۔

(۲) ایک شخص ہمیشہ سورۂ فاتحہ کے اور دوسری سورۃ کے ساتھ سورۃ اخلاص کو ملا لیا کرتا تھا آنحضرت نے اسکا سبب پوچھا اوسنے عرض کیا کہ مجھے یہ سورت پیاری لگتی ہے آنحضرت نے فرمایا اسکی محبت تجھے بہشت مین داخل کریگی۔

(۳) بلالؓ وضو کے بعد ہمیشہ دوگانہ پڑھتے آنحضرت اسپر مطلع ہوتے تو اس سے منع کیا۔

اسی قسم کا ایک اثر اور بلال سے اور ایک اثر حضرت عائشہؓ سے نقل کیا پہر کہا
اور بعض اوقات کی فضیلت شارع سے ثابت ہے اگر کوئی شخص واسطے ذکر اور حمد
اور تسبیح کے اُن وقتون کو مقرر کرے تو بیشک افضل ہوگا اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے
فسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب پس پاکی بیان کر ساتھ حمد رب اپنے کے
پہلے سورج کے نکلنے سے اور پہلے چہپنے کے ومن اللیل فسبحہ وادبار السجود اور
رات کو پس تسبیح کر اوسکی اور بعد نمازون کے اس قسم کی بہت آیتین اور حدیثین
ہین اگر کوئی شخص ان وقتون کو افضل اوقات سمجہہ کر کوئی ورد یا ذکر پڑہیگا تو
کہو اوسنے کون سی بُرائی کری شارع کیطرف سے مطلق ذکر آلہی کی ہدایت ہے
اور یہ شخص بہی ذکر کرتا ہے“

یہ **اقوال وافعال** مذکورہ کا **عام ثبوت** ہے۔ اب ایک خاص ثبوت
(جسکو زیادہ تر تعلق امر اول سے ہے) پیش کیا جاتا ہے جب ان حضرات کے شیخ
(پیر) نے (جو ہمارے بہی شیخ تہے اور ہمارے خیال مین (واللہ حسیبہ) واقعی
لائق بیعت واسترشاد تہے اور ان قیود وخصوصیات رسمیہ سے (جنکو اُن کی
جانشین اب دین سمجہنے لگے ہین مبرا وآزاد تہے حتے کہ وہ اشغال متاخرین
صوفیہ کو جنکو ہم حسب تفصیل و شرط منقولہ صفحہ ۵۴ مباح بلکہ بعض حالات مین افضل
سمجہتے ہین بالکل ترک کرچکے تہے جب ہم انکے سامہنے مولانا محمد اسمعیل شہید
علیہ الرحمۃ کی عبارت منقولہ صفحہ ۵۴ پیش کرتے اور اُن اشغال کا مطلقاً بدعت
نہونا ثابت کرتے تو آپ جواب مین فرماتے ”دعا کن“ یعنے دعا کرو خداتعالی
مجہے یہ بات سمجہا دے اور میرے دل مین اسکا اثر پیدا کرے اور جب کبہی آپ
کسیکو سورہ فاتحہ پڑہنے کا حکم دیتے تو اوسکے بیان تعداد مین صاف فرماتے
کہ چہل و یکبار یا کم یا زیادہ اس قسم سے اور بہت باتین مشہور ومعروف ہین جو

انکی آزادی ان قیود رسمیہ سے ثابت کر رہی ہین) اس جہان سے انتقال کیا تو ان لوگون نے انکی گدی پر انکے بڑے بیٹے کو (باوجودیکہ علم مین انسے افضل اور ظاہری دینداری و پرہیزگاری مین انکے برابر اور لوگ انکی اولاد اور منتسبین و معتقدین مین موجود تھے) بٹہا کر انسے بیعت کی اور اپنے اس فعل کو صحابہ کے اس فعل سے کہ انہون نے آنحضرت کے وصال کے متصل بلا توقف حضرت صدیق اکبر کی بیعت کی تہی تشبیہ دے اور یہہ بات بذریعہ مراسلات اپنے تمام منتسبین و معتقدین خاندان مین شائع کی اور ان مراسلات مین صاف یہ بات لکھدی کہ یہہ ہمنے وہ کام کیا ہے جو آنحضرت کے اصحاب نے آنحضرت کی رحلت کی بعد فوراً کیا اور اسین کو آنحضرت کی تکفین و تجہیز پر بہی مقدم کیا تہا لوگون کو چاہئے اس بیعت کی طرف جلد توجہ کرین اور خاص کر اس فرمان مین جو میرے نام آیا تھا یہہ حکم بھی درج تھا کہ آپ اس مضمون کو اپنے ماہواری رسالہ (اشاعة السنہ) مین شائع کر دین ۔

اس فرمان و مراسلت مین انہون نے گویا یہ جتا دیا تہا کہ یہ بیعت وہی بیعت ہے جو صحابہ نے صدیق اکبر کے ہاتھ پر کی تھی اور اسکے ترک پر صاف وعید آچکی ہے جو اس بیعت سے مختلف رہیگا وہ جہنمی ہوگا اور کافر کی موت مریگا ۔

اس بیان مین بہی کسی انکے مقلد و معتقد کو شک ہو تو وہ فرمان نکالکر ملاحظہ کرکے دیکھ لے کہ اسمین اس بیعت کو بیعت صدیقی سے تشبیہ دی ہے یا نہین اور اپنے اس فعل پر فعل صحابہ اور انکی تعجیل اور تقدیم البیعة علی التجہیز والتکفین کی شہادت پیش کی ہے یا نہین ۔ اور جسکے پاس وہ فرمان پہنچا ہو وہ انکی اور خاص معتقدین ساکنین لاہور ۔ وزیرآباد ۔ پنڈی وغیرہ سے دریافت حال کرے اور جسکی طبع سلیم اور عقل مستقیم ہے اور وہ متعصبانہ اعتقاد و محبت سے خالی

ہے وہ ان ہی عبارت سے جو اسمقام مین منقول ہوئی ہین اس فعل کی تصدیق نکال سکتا ہے۔ **مینے ایک مخبر صادق** (جو فریق مثبت کے معتقدون اور آشناؤن سے ہے) سے یہہ **بھی** سنا ہے کہ جب یہہ فرمان راولپنڈی مین پہنچا تو فریق نافی کے ذریات و معتقدین نے اسپر بڑا اچرچا کیا اور باہم رنج و اختلاف واقع ہو گیا آخر فریق نافی نے رفع اختلاف و تنازعہ کی یہ صورت تجویز کی کہ گدی نشین صاحب اسبات کا اعلان کر دین کہ اس بیعت توبہ مین ہماری خصوصیت نہین ہے جو شخص جس صالح شخص کے ہاتھ پر چاہے بیعت کرے فریق مثبت نے اونکی یہہ بات نہ مانی۔ یہ **بات بھی** دل لگتی ہے اور اس مخبر کی خبر صحیح معلوم ہوتی ہے جبکہ وہ بیعت کو مثل بیعت خلافت بلکہ اسکا عین یا کل جانتے اور اسکو ایک شخص افضل العصر سے مخصوص سمجھتے اور بناءً علیہ وہ ایک شخص کو افضل الدہر قرار دیکر مخصوص مقرر کر چکے ہین تو پھر وہ دوسرے کے ہاتھ پر بیعت کو کسطرح تجویز کر سکتے ہین۔

یہہ انکے اقوال و افعال کا بیان و ثبوت ہے **اب انکا اس اعتقاد و نفس الامر سے مخالف ہونا ثابت کیا جاتا ہے۔**

اس **اعتقاد** سے تو ان اقوال و افعال کی **مخالفت ظاہر** ہی ہے کیونکہ ان لوگون کا اس بیعت توبہ کو مثل بیعت خلافت بلکہ اسکا عین یا کل اور خلافت کے اسکا ایک جز ٹھیرانا اور اسکو بیعت خلافت کیطرح ایک ہی شخص افضل العصر سے (جو دوسرے کی بیعت سے ممنوع یا مستغنی ہو) مخصوص کرنا اور اوس کی ترغیب و ترویج کے لئے اسقدر اہتمام و تداعی کرنا اور اوسکی خصوصیات کا قرآن و احادیث سے ثبوت پیش کرنا صاف بتاتا ہے کہ یہ لوگ اس بیعت کو معمولی سنتون (مسواک اذان اقامت) سے بدرجہا بڑھ چڑھکر واجب العمل و مدار احسان و عرفان بلکہ مناط نجات و ایمان جانتے ہین اور اسکی خصوصیات کو دین سمجھ رہے ہین اور یہ باتین **نفس الامر**

اور حق کے بہی مخالف ہین کسی آیت یا حدیث یا اثر صحابی مین ان باتون کا اثر و ثبوت پایا نہین جاتا ۔ اور جو کچھہ انکے ثبوت مین فریق مثبت نے اپنے رسالہ مین بیان کیا ہے ۔ اسکی **نسبت** مین یہہ تو نہین کہہ سکتا (اور بدگمانی نہین کرتا) کہ انہون نے عمدہ جہوٹ کہا ہے اور لوگون کو دہوکہ دیا ہے ۔ ولیکن یہ **یقیناً جانتا اور کہتا** ہون کہ اسمین انہون نے **خود دہوکہ کہایا ہے** ۔ جسکا سبب اقامت سلسلہ بیعت کی محبت اور کسیقدر علوم رسمیہ الیہ (نحو ادب اصول وغیرہ) سے ناواقفیت بہی ہے ۔

بیعت توبہ کے مثل یا عین بیعت خلافت ہونے اور اسکے ایک افضل کے ساتہہ مخصوص ہونے پر جو ان لوگون نے دلیل پیش کی ہے اور اسپر بڑا فخر اور حصول نورانیت کا دعوے کیا ہے اور اپنے خصم کو ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور کا مصداق بتایا وہ اس دعوے کی دلیل ہرگز نہین ہوسکتی حضرت عثمانؓ اور صدیق اکبرؓ کی بیعت خلافت پر ہوئی تہی وہ بیعت توبہ متنازعہ فیہا ۔ ہرگز نہ تہی ۔

چونکہ حضرت عثمانؓ کی بیعت کو حضرت صدیق اکبر کی بیعت سے تشبیہ دیگئی ہے اور اسکی نسبت پارہ حدیث متمسکہ فریق مثبت مین یہہ بات کہی گئی ہے کہ مین تجہہ سے صدیق اکبر و عمر فاروق کے طریق و سیرت پر بیعت کرتا ہون اسلئے مناسب ہے کہ پہلے حضرت ابوبکر صدیق کی بیعت کو ذکر کیا جاوے پہر حضرت عثمان کی بیعت کا بیان ہو **ناظرین اہل انصاف** کو خود معلوم ہوجائیگا کہ وہ بیعت خلافت ہے یا بیعت توبہ کا بہی اسمین کوئی نام و نشان و اثر و سراغ پایا جاتا ہے ۔

پس واضح ہو کہ صحیح بخاری مین بصفحہ (۱۰۰۹) حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم فوت ہوئے تو ہمارا یہہ حال تہا کہ انصار ہمارے مخالف ہوگئے

كان من خبرنا حين توفى الله نبيه صلى الله عليه وسلم ‎| اور وہ سب کے سب بنی ساعدہ کی نشستگاہ

ان الانصار خالفونا واجتمعوا باسرهم في سقيفة بني ساعدة وخالف عنا علي والزبير ومن معهما واجتمع المهاجرون الى ابي بكر فقلت لابي بكر يا ابا بكر انطلق بنا الى اخواننا هولاء من الانصار فانطلقنا نريدهم فلما دنونا منهم لقينا منهم رجلان صالحان فذكرا ما تمالا عليه القوم فقالا اين تريدون يا معشر المهاجرين فقلنا نريد اخواننا هولاء من الانصار فقالا لا عليكم الا تقربوهم اقضوا امركم فقلت والله لناتينهم فانطلقنا حتى اتيناهم في سقيفة بني ساعدة فاذا رجل مزمل بين ظهرانيهم فقلت من هذا قالوا هذا سعد بن عبادة فقلت لهم ماله قالوا يوعك فلما جلسنا قليلا تشهد خطيبهم فاثنى على الله بما هو اهله ثم قال اما بعد فنحن انصار الله وكتيبة الاسلام وانتم معاشر المهاجرين رهط وقد دفت دافة من قومكم فاذا هم يريدون ان يختزلونا من اصلنا وان يحضنونا من الامر فلما سكت اردت ان اتكلم وكنت قد زورت مقالة اعجبتني اريد ان اقدمها

مین اکٹھی ہوئی اور حضرت علی و زبیر اور اونکے ساتھ والے بھی ہمسے ہٹ رہے یا مخالف ہوئے مہاجرین ابوبکر کے پاس جمع ہوکر آئے مینے ابوبکر سے کہا کہ ہم اپنے بہائی انصار کیطرف چلین جب ہم قریب پہنچے تو دو نیک آدمی ہمکو ملے اور انصار کے اتفاق رائے سے (ہمارے خلاف پر) خبر رسان ہوئے پہر وہ بولے تم کہان جاتے ہو ہمنے کہا اپنے بہائیون انصار کے پاس جاتے ہین وہ بولے تمکو انکے پاس جانا مناسب نہین تم اپنا کام کرو مین بولا بخدا ہم تو ضرور جاوینگے پہر ہم چلکر نشست گاہ بنی ساعدہ مین پہنچ گئے جب ہم تہوڑی دیر ٹہرے تو ان مین ایک شخص تقریر کرنیکو کہڑا ہوا اور بولا کہ ہم خدا کے انصار ہین اور اسلام کا لشکر اور تم لوگ مہاجرین صرف چند آدمی ہو جو اپنی قوم سے نکلکر یہان آبسے ہو اب تم ہماری جڑہ کاٹنا اور ہمکو حکومت سے خارج کرنا چاہتے ہو جب وہ چپ ہوا تو مین کچہ کہنے لگا جو مینے سوچ رکھا تھا مین اسکو ابوبکر کے آگے بیان کرنا چاہتا تھا کہ ابوبکر نے مجھے روک دیا۔ اور خود جواب دینا

بین یدی ابی بکر و کنت اداری منہ بعض الحد فلما اردت ان اتکلم قال ابوبکر علی رسلک فکرھت ان اغضبہ فتکلم ابوبکر فکان ھو احلم منی واوقر واللہ ماترک من کلمۃ اعجبتنی فی تزویری الا قال فی بدیہتہ مثلہا او افضل منہا حتی سکت فقال ماذکرتم فیکم من خیر فانتم لہ اھل ولن یعرف ھذا الامر الا لھذا الحی من قریش ھم اوسط العرب نسبا و دارا وقد رضیت لکم احد ھذین الرجلین فبایعوا ایہما شئتم فاخذ بیدی وبید ابی عبیدۃ بن الجراح وھو جالس بیننا فلم اکرہ مما قال غیرھا کان واللہ ان اقدم فتضرب عنقی لا یقربنی ذلک من اثم احب الی من ان اتامر علی قوم فیہم ابوبکر اللھم الا ان تسول لی نفسی عند الموت شیئا لا اجدہ الآن فقال قائل من الانصار انا جذیلہا المحکک وعذیقہا المرجب

شروع کیا بخدا جو کچہہ مینے سوچ رکہا تھا ابوبکر نے اسکی مثل یا اس سے بہتر فی البدیہہ کہدیا۔ آپنے فرمایا کہ جو تمنے اپنی بہتری بیان کی ہے بیشک تم اسکے اہل یعنے لائق ہو مگر سرداری و امارت تو بجز قریش کسیکا حق نہین ہے (یہان حضرت عائشہؓ کی روایت مین جو بصفحہ (۵۱۸) بخاری مین مروی ہے یہ لفظ بہی وارد ہے کہ امیر ہم (قریش) سے ہو اور وزیر تم (انصار) سے حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ مین پسند کرتا ہون کہ تم لوگ ان دونون (میرا اور ابو عبیدہ بن الجراح کا ہاتھ پکڑکر کہا) کی بیعت کرو انکی اس کلام سے بجز اس لفظ کے (جسمین میری بیعت کا ذکر تھا) کوئی لفظ مجہے برا معلوم نہین ہوا مجہے اپنا گنہگار ہوکر مارا جانا اس سے پیارا و پسند تھا کہ مین اس قوم کا سردار ہون جسمین ابوبکر ہو شائد مرتیے وقت میرا نفس مجہے اسکا خلاف پسند کرادے انہین ایک شخص (حباب بن المنذر) ابوبکر کے جواب مین پہلے ایک ایسا فقرہ بولا جسکے لازمی[*] معنے یہ ہین کہ مین تجربہ کار اور

---

[*] اصل لغوی معنے اسکے یہ ہین وہ کہونٹا ہون جس سے اونٹ کہجلاتا ہے اور وہ شاخ خرما جسکے گرد ٹہیک یا باڑ لگائی جاتی ہے۔

منا و منکم امیر یا معشر قریش فکثر اللغط و ارتفعت الاصوات حتی فرقت من الاختلاف فقلت ابسط یدک یا ابا بکر فبسط یدہ فبایعتہ و بایعہ المہاجرون ثم بایعتہ الانصار و نزونا علی سعد بن عبادہ فقال قائل منہم قتلتم سعد بن عبادہ فقلت قتل اللہ سعد بن عبادہ

(صحیح بخاری صفحہ ۱۰۰۹)

میری رائے باوقار ہے پہر بولا ایک امیر تم مین ہو اور ایک ہم مین سے پہر اسپر مجلس مین غل ہو گیا اور آوازون کا شور مچا حتے کہ مجہے خوف اختلاف پیدا ہو گیا پس مینے ابوبکر سے کہا ہاتھ پہلاؤ مین تمہاری بیعت کرتا ہون انہون نے ہاتھ پہلایا مینے انکی بیعت کی پہر مہاجرین نے بیعت کی انکے بعد انصار نے ہمنے اسمین سعد عبادہ پر سبقت کی (کیونکہ وہ خود طالب خلافت تھا) ایک شخص انمین سے بولا بخدا تمنے سعد کو قتل کر دیا۔ مینے کہا خدا نے اسکو قتل کیا۔

اسمین جو حضرت علی وغیرہ کے ہٹ رہنے کا ذکر ہوا ہے یہ صرف چھ مہینے تک (تا حیات حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا) تہا اسکے بعد حضرت علی مرتضیٰ رض نے حضرت ابوبکر کو گہر مین بلایا اور اپنی شکایت کا اظہار کیا اور پہر بیعت کا وعدہ دیا اور دوسرے دن مجلس عام مین اسکا ایفا کیا (دیکہو صحیح بخاری صفحہ ۶۰۹ وغیرہ)

یہ بیعت صدیق اکبر ہے ناظرین اسکو (غور سے نہ سہی) سرسری نظر سے دیکہکر کہین کہ یہ بیعت خلافت و امارت تہی یا کسی خاص گناہ سے یا عام گناہون سے توبہ کی بیعت تہی۔ اور جبکہ بیعت عثمانی اسی بیعت کے طریق پر ہوئی اور اسکی نسبت یہ بات کہی گئی۔ ابایعک علی سنۃ الخلیفتین تو پہر وہ بیعت خلافت ہوگی یا بیعت توبہ سمجہی جاویگی۔

اب حضرت عثمان رض کی بیعت کو ذکر کیا جاتا ہے۔ صحیح بخاری مین صفحہ ۹۲۳

حضرت عمرؓ کے زخمی ہونے اور قریب وفات ہوجانیکا حال عمرو بن میمون سے نقل کر کے فرمایا ہے کہ لوگون نے آپ سے کہا آپ وصیت کرین کسیکو اپنا خلیفہ یا جانشین مقرر کرجاوین آپنے فرمایا مین اس امر خلافت کا مستحق ان چھہ شخصونسے (جنسے جناب رسول خدا صلعم راضی گئے ہین) زیادہ کسیکو نہین پاتا اور ان چھہ کے یہ نام بتائے حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ حضرت زبیرؓ حضرت طلحہؓ۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف پہر یہہ فرمایا کہ یہ میرا بیٹا عبداللہ بہی حاضر ہے پر اسکا اس خلافت مین کچہہ حق نہین ہے یہ بات اپنے بیٹے کی تسلی کے لئے کہدی پہر فرمایا یہہ سرداری سعدؓ کے لئے ہوئی تو وہ اسکے لائق ہے ورنہ جوکوئی امیر ہو وہ سعد سے اپنی امارت مین کچہہ کام لیوے مینے اسکو (حکومت کوفہ سے) اسکی نالائقی یا خیانت کی سبب نہین ہٹایا تہا اور فرمایا مین اس خلیفہ کو جو میرے بعد ہو پہلے مہاجرین کی نسبت وصیت کرتا ہون کہ وہ انکا حق پہچانے اور انکی حرمت نگاہ رکہے اسی قسم کی اپنی اور وصیتین کین جب آپ فوت ہوئے اور مدفون ہوچکے تو وہ چہہ اشخاص جمع ہوئے۔ عبدالرحمن بن عوف نے

فقالوا اوص یا امیر المومنین استخلف قال ما اجد احق بهذا الامر من هولاء النفر او الرهط الذین توفی رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو عنهم راض فسمی علیا وعثمان والزبیر وطلحة وسعدا وعبد الرحمن بن عوف وقال یشهدکم عبد الله بن عمر ولیس له من الامر شیء کهیئة التعزیة له فان اصابت الامرة سعدا فهو ذاک والا فلیستعن به ایکم ما امر فانی لم اعزله من عجز ولا خیانة وقال اوصی الخلیفة من بعدی بالمهاجرین الاولین ان یعرف لهم حقهم ویحفظ لهم حرمتهم واوصیه بالانصار خیرا الذین تبوءوا الدار والایمان من قبلهم ان یقبل من محسنهم وان یعفی عن مسیئهم واوصیه باهل الامصار خیرا فانهم ردء الاسلام وجباة المال وغیظ العدو وان لا یوخذ منهم الا فضلهم عن رضاهم واوصیه بالاعراب خیرا فانهم اصل العرب ومادة الاسلام ان یوخذ من حواشی اموالهم ویرد علی فقرائهم واوصیه بذمة الله وذمة رسوله صلی الله علیه وسلم

ان سطرون کا ترجمہ غیر متعلق

ان یوفی لہم بعہدہم وان یقاتل من
وراءہم ولا یکلفوا الا طاقتہم فلما
قبض خرجنا فانطلقنا نمشی فسلّم عبد اللّٰہ
بن عمر قال یستاذن عمر بن الخطاب قالت
ادخلوہ فادخل فوضع ہنالک مع صاحبیہ
فلما فرغ من دفنہ اجتمع ہؤلاء
الرہط فقال عبد الرحمن اجعلوا امرکم
الی ثلثۃ منکم قال الزبیر قد جعلت
امری الی علی فقال الطلحۃ قد جعلت امری الی عثمان فقال سعد
قد جعلت امری الی عبد الرحمن بن عوف فقال لہ
عبد الرحمن ایکما تبرّأ من ہذا
الامر فنجعلہ الیہ واللّٰہ علیہ
والاسلام لینظرنّ افضلہم فی نفسہ
فاسکت الشیخان فقال عبد الرحمن
افتجعلونہ الیّ واللّٰہ علیّ ان لا
آلو عن افضلکم قالا نعم فاخذ بید
احدہما فقال لک قرابۃ من رسول
اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم والقدم
فی الاسلام ما قد علمت فاللّٰہ
علیک لئن امّرتک لتعدلنّ ولئن امّرت
عثمان لتسمعنّ ولتطیعنّ ثم خلا بالآخر

فرمایا کہ یہ چھہ آدمی اپنا اختیار تین شخصونکی سپرد
کردین یعنی انکا ساختہ پرداختہ منظور کرلین
حضرت زبیر بولے کہ مینے اپنا اختیار حضرت علی کے
سپرد کیا حضرت طلحہ بولے مینے اپنا اختیار حضرت
عثمان کو دیا حضرت سعد بولے مینے اپنا اختیار
عبد الرحمن بن عوف کو حوالہ کیا پہر عبد الرحمن
بن عوف نی فرمایا جو تم دونون سی اس کام (یعنی
خلافت) سے دست بردار ہوگا ہم یہہ کام (امیر
مقرر کرنا) اوسکی سپرد کرینگے اسپر خدا تعالی اور
اسلام ضامن یا گواہ ہے اس شخص کی ذاتی
بزرگی کو دیکہا جائیگا یعنی کسی قرابت وغیرہ خارجی
استحقاق کا لحاظ نہ کیا جائیگا یہ سنکر حضرت عثمان
وحضرت علی خاموش ہو رہے پہر حضرت عبد الرحمن نے
فرمایا کہ تم دونون اس امر کا مجہے اختیار دیتے ہو؟
مین واللہ تم دونون سے جسکو افضل جانونگا اسکی
تقرری سے قصور نکرونگا وہ بولے ہان ہمنے تم کو
اختیار دیا پہر آپ نے حضرت علی مرتضی کا ہاتھ
پکڑا اور انسے کہا کہ جو آپ کو آنحضرت سے قرابت
اور اسلام مین قدامت حاصل ہے وہ مین
جانتا ہون تمسے خدا کی قسم یا اسکا عہد لیا جاتا ہے
کہ اگر مین تمکو امیر بناؤن تم عدل کروگے اور اگر

فقال له مثل ذلک فلما اخذ المیثاق قال ارفع یدک یا عثمان فبایعه فبایع له علی وولج اهل الدار فبایعوه

(بخاری ص ۵۲۵)

مین حضرت عثمان کو امیر بناؤن تو تم انکی اطاعت کروگے ایسا ہی حضرت عثمان کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا پہر حضرت عثمان کو کہا آپ ہاتھ اٹھاوین اور انسے بیعت کی اور حضرت علی نے بھی بیعت کی پہر لوگ بہی یہان داخل ہوئے اور انہون نے بیعت کی -

اسی واقعہ اور اسی آخری موقعہ کا حال صحیح بخاری مین مسور بن مخرمہ سے یون منقول ہے

قال المسور طرقنی عبد الرحمن بعد ہجع من اللیل فضرب الباب حتی استیقظت فقال اراک نائما فواللہ ما اکتحلت ہذہ اللیلۃ الثلثۃ بکثیر نوم انطلق فادع الزبیر و سعد افدعوتہما لہ فشاورہما ثم دعانی فقال ادع لی علیا فدعوتہ فناجاہ حتی ابہار اللیل ثم قام علی من عندہ وہو علی طمع وقد کان عبد الرحمن یخشی من علی شیئا ثم قال ادع لی عثمان فدعوتہ فناجاہ حتی فرق بینہما المؤذن بالصبح فلما صلی الناس الصبح واجتمع اولئک الرہط عند المنبر فارسل الی من کان حاضرا من المہاجرین والانصار وارسل الی امراء الاجناد وکانوا وافوا تلک

انہون نے کہا عبدالرحمن بن عوف کچھ رات گئی میرے پاس آئے اور دروازے کو کھٹکا یا مین جاگا تو بولے کہ تو سو رہا ہے - بخدا مین تین شب سے کم سویا ہون جا زبیر و سعد کو بلا انکو مین بلا لایا تو انسے انہون نے کچھ مشورہ کیا پہر کہا حضرت علی کو بلا مینے انکو بلایا تو انسے آپنی خلوت مین باتین کین - یہانتک کہ آدہی رات گذر گئی - حضرت علی وہان سے چلے گئے اور وہ حصول خلافت کے متوقع تھے اور حضرت عبدالرحمن بہی انسے کچھ ڈر رکہتے - پہر فرمایا عثمان کو بلا پہر انسے کانا پہوسی کرتے رہے یہانتک کہ نماز فجر کے موذن نے ان دونون کو جدا کیا - جب فجر کی نماز ہو چکی اور لوگ جمع ہو گئے تو حضرت عبدالرحمن بن عوف نے خطبہ پڑہا پہر فرمایا اما بعد علی مینے لوگون کے حال کو دیکھا وہ

الحجۃ مع عمر فلما اجتمعوا تشهد عبد الرحمن ثم قال اما بعد یا علی انی قد نظرت فی امر الناس فلم ارهم یعدلون بعثمان فلا تجعلن علی نفسک سبیلا فقال ابایعک علی سنۃ اللہ و رسولہ والخلیفتین من بعدہ فبایعہ (ای لعثمان) عبد الرحمن وبایعہ الناس المہاجرون والانصار وامراء الاجناد والمسلمون (بخاری ص ۱۰۷۰)

حضرت عثمان کے برابر کسیکو نہین سمجہتے (یعنے اس خلافت کے استحقاق مین) پس آپ اپنے جی عثمان کے امیر مقرر کرنیسے برا نہ مناوین پہر عثمان سے کہا مین تجہسے خدا تعالی کے حکم کے موافق اور آنحضرت اور انکے بعد دونون خلیفون کے طریق پر بیعت کرتا ہون یعنے جیسے انکی بیعت ہوئی تہی ویسی ہی اور اس طریق پر مین تیری بیعت کرتا ہون پہر مہاجرین انصار اور تمام مسلمانون اور لشکر کے سردارون نے بیعت کی

اس قصہ بیعت عثمانی مین بہی اول سے آخر تک اسی خلافت و امارت کا جہگڑا ہے اور بجز خلافت کسی عمل تقوی یا کسی معصیت سے توبہ کا اسمین ذکر و اثر و نام و نشان نہین ہے جسکو اصل محل انعقاد بیعت ٹہرایا جاوے اور بیعت خلافت کو اسمین داخل یا اسکا جزو قرار دیا جاوے جیسا کہ فریق مثبت نے بڑے زور و شور سے دعوی کیا ہے۔

اس دعوی مین ان لوگون نے سخت غلطی کہائی ہے اور یہ بات سمجہ لی ہے کہ لفظ علی سنت اللہ و رسولہ اس حدیث مین ابایع کے متعلق ہے جیسا آیۃ یبایعنک علی ان لا یشرکن باللہ یبایعن کے متعلق ہے اور سنت اللہ و سنت رسولہ و سنت الخلفاء سے جملہ احکام و شرائع اسلام (نماز روزہ ادا کرنا یا حج قیام پڑہنا زنا و شراب سے بچنا وغیرہ وغیرہ) مراد ہین جنمین خلافت کا ماننا بہی داخل ہے۔ حالانکہ اس حدیث مین لفظ علی سنت اللہ و سنت رسول اللہ الخ ابایعک کا متعلق اور اسکا صلہ نہین ہے۔ اسکا صلہ محذوف علی الخلافۃ او علی الامارۃ ہے اور یہ لفظ علی سنت رسول اللہ الخ اسکے محذوف کے

متعلق ہو کر اس متعلق محذوف کی صفت یا حال ہے۔ تقدیر عبارت یون ہو ابایعک علی الخلافۃ علی سنت اللہ وسنت رسولہ الخ جسکے معنے یہہ ہین کہ مین آپکی خلافت پر بیعت کرتا ہون جو خدا کے حکم اور آنحضرت اور اون کے خلفاء کے طریق کے موافق ہے۔

اس حذف و تقدیر پر اگر وہ ہمسے کوئی قرینہ یا دلیل پوچھتے ہین تو اس سے بڑھکر کیا قرینہ و دلیل بکار ہے کہ اس بیعت مین اور بیعت صدیقی مین اول سے آخر تک اسی خلافت و امارت کا جھگڑا ہے اسیکا انصار کو دعوے تھا اور اسی کی نسبت اُنھون نے یہ کہا تھا منا امیر و منکم امیر اسی کی خصوصیت کا قریش سے صدیق اکبر کو دعوے اور انصار کے لئے اسکی تجویز سے انکار تھا۔ اسی سے حضرت علی مرتضی رض چھ مہینے تک مختلف رہے۔ اسیکی جناب ممدوح حضرت عثمان رض کے وقت طالب ہوئے۔ اسی کے سعد بن ابی وقاص وغیرہ عثمان رض کے لئے عبدالرحمن بن عوف کے پاس سفارشی ہوئے اسی سے سعد بن عبادۃ ناراض و خفیف ہو گئے آخر صدیق اکبر رض و عثمان رض کے لئے اسکی تسلیم پر اتفاق ہوا پھر اسکے سوا اور لفظ ابایع کا متعلق اور بیعت و اقرار کا اصل محل اس حدیث مین اور کونسا عمل دیا امر ہو سکتا ہے کیا وہان عمل کتاب وسنت یا عمل شرائع اسلام نماز روزہ ادا کرنے اور یا حی یا قیوم پڑھنے یا شراب و زنا سے بچنے مین کوئی جھگڑا اٹھا تھا؟ کیا صدیق اکبر رض یا عثمان رض کو منکرون سے اسی عمل و اتباع کے اقبال کرانیکا مطالبہ تھا کیا۔ حضرت علی یا انصار کو اسی کی تسلیم سے ایک مدت تک انکار رہا تھا جسکا آخر صدیق اکبر رض و حضرت عثمان کے ہاتھ پر انہون نے اقرار کیا۔

جس شخص کو حدیث و عربیت و نحو کی خوشبو [illegible] لگی ہو وہ بھی یہی سمجھیگا [illegible] تجویز کریگا اور اس حدیث مین علی سنت اللہ وسنت رسولہ کو متعلق [illegible]

ابا ایک کا نہ کہیگا اور نہ تمام شرایع اسلام کے تسلیم کو اصل محل مقصود عقد بیعت قرار دیگا فریق مثبت سے تعجب ہے کہ اس ڈبل اور فاش غلطی پر وہ فخر اور ناز کرتے ہین اور حصول روشنی کے مدعی ہین ۔ اور اپنے خصم و مقابل (نافی) کو خدا کی طرفسے خالی از نور بتاتے اور آیہ ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور کا مصداق بتاتے ہین ۔

ایسے طعن اور تشنیعات انکے رسالہ مین انکے مقابل کی نسبت اور بہت ہین جو ہمکو اور ہر منصف ثالث کو بہت ناگوار معلوم ہوتے ہین ایسی باتین اگر فریق نافی (جو انکے زعم مین نور سے خالی ہے) کرتا تو چندان محل تعجب نہوتا صوفیون اور نورانیون سے ایسے کلمات فاخرانہ کا صدور سخت تعجب کا محل ہے ہم ثالث ہین ۔ فریقین خصوصاً فریق نافی سے کوئی خاص نسبت و تعلق موافقت یا مخالفت نہین رکھتے ۔ اسلئے ہم ایسی باتون کو نہ صرف آج کسی خاص سبب سے بلکہ پہلے دن سے (جبکہ وہ رسالہ فریق نافی کے جواب مین تیار ہوا اور ہمکو کسی جگہ سے بتمام لعدلہ سنایا گیا تھا) برا سمجھتے ہین اور نصیحۃً و حسبۃً فریق مثبت کی ان باتون پر نکتہ چینی کرتے ہین وہ یا انکے مقلد اسکو دوستی سمجھین خواہ دشمنی خیال کرین ۔

اس بحث و بیان سے امید ہے کہ کس و ناکس کو (بشرطیکہ وہ فریق مثبت کا طرفدار یا مقلد نہو) معلوم ہوگا کہ فریق مثبت کی دلیل سے بیعت صدیقی و عثمانی کا عین بیعت نور ہونا ثابت نہین ہوتا ۔ رہا بیعت توبہ کا مثل بیعت خلافت ہونا اور ایک شخص افضل سے مخصوص ہونا سو بہی اس دلیل سے ثابت نہین ہوتا ۔ بیشک صحابہ کرام نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عثمانؓ کو اپنے وقت کے لوگون سے افضل اتقا ہی و

خلافت مین افضل سمجھکر انکو بیعت خلافت کے لئے مخصوص کیا مگر یہ ثابت و متحقق ہوچکا ہے کہ اس بیعت مین بیعت توبہ کا کوئی دخل و تعلق و اثر و نام و نشان نہین پایا جاتا اور اگر بیعت توبہ کو بیعت خلافت پہ قیاس کیا جاتا ہے اور پیرجی کو امام و خلیفہ وقت کی نظیر سمجھا جاتا ہے تو اولاً یہ امر مسلک فریق مثبت کے مخالف ہے وہ قیاس کو کب مانتے ہین کہ یہان قیاس کرسکین۔ ثانیاً یہ قیاس قیاس مع الفارق ہے بیعت توبہ اور بیعت خلافت اور پیرجی اور خلیفہ و امام وقت مین بہت سے وجوہ فارق موجود ہین۔

(۱) بیعت خلافت مین امام کا قریش سے ہونا شرط ہے حدیث مین صاف الائمة من قریش (صحیحین بالمعنی) آچکا ہے کہ امام (خلیفہ وقت) قریش سے ہو جسکی دستاویز سے حضرت ابوبکرؓ نے انصار کے اس قول کو ایک امیر ہم مین سے ہو ایک تم سے رد کیا تھا چنانچہ بصفحہ (۸۰) گذرا بخلاف بیعت توبہ کہ اسمین پیرجی کا قریش سے ہونا شرط نہین بلکہ اگر جولاہہ دھنیا تیلی دیندار و پرہیزگار ہو تو اسکے ہاتھ پر بھی بیعت جائز ہے۔

ہماری اس بات سے خاندانی پیر تو (یقین ہے) برا مناوینگے اور اسکو اپنی توہین و طعن خیال کرینگے (جسکا ہمارے نیت و کلام مین دخل و شائبہ بھی نہین) مگر فریق مثبت جنسے ہمارا خطاب ہے تو خدا کے لئے انصاف کرین اور ہمکو حلفاً بتاوین کہ کیا وہ دیندار پرہیزگار جولاہہ تیلی کے ہاتھ پہ بیعت توبہ کو جائز نہین رکھتے اگر جائز رکھتے ہین تو پھر بیعت توبہ کو مثل بیعت خلافت کس منہہ سے اور کس معنے سے کہتے ہین۔؟

(۲) بیعت خلافت تو (بشرطیکہ امام* موجود ہو) فرض بلکہ جزو ایمان ہے جسکے شان مین صاف آچکا ہے کہ جسکی گردن مین امام کی بیعت نہو وہ کافرونکی موت مرتا ہے چنانچہ بصفحہ (۱۷) منقول ہوچکا ہے اور بیعت توبہ کو تو یہ لوگ *بظاہر صرف سنت بتاتے ہین اور قرآن وحدیث مین بھی ہم اسکے وجوب یا شرط ایمان ہونے پر کوئی دلیل نہین پاتے۔

ہمنے سنا ہے کہ اطراف پنڈی وملتان وغیرہ جات کے معتقد پیری و مریدی اسی حدیث کو بیعت توبہ کی دلیل ٹھہراتے ہین اور اسیکی دستاویز سے فرماتے ہین کہ جو کسی کا مرید نہین وہ کفار کی موت مرتا ہے۔ یا وہ شیطان کا مرید ہے چنانچہ صفحہ (۲۵ نمبر ۲) مین انکا قول منقول ہوچکا ہے مگر اس اعتقاد و قول کے ساتھ پھر انکا جولاہون اور تیلیون کے ہاتھ بیعت کرنا محل تعجب ہے۔ اس امام کے لئے تو قریش سے ہونا ضروری ہے چنانچہ فارق اول کے بیان گذرا۔ اور پھر انکا ایک وقت مین کئی پیرون اور کئی خاندانون کو بیعت لینے کے لئے قرناً بعد قرن اور بطناً بعد بطن اجازت دینا اور سب کو پیر و امام برحق سمجھنا زیادہ تر تعجب کا محل ہے کیونکہ ایک امام کے ہوتے دوسرے امام کی تو بیعت کرنی جائز نہین بلکہ موجب قتل ہے چنانچہ فارق سوم مین اسکا بیان آئیگا۔

(۳) خلیفہ وقت کا روئے زمین کے لئے ایک ہونا ضروری ہے اور جب ایک خلیفہ کی بیعت خلافت ہو جاوے تو پھر اسکے بعد کسی مسلمان کو کسی دوسری

---

* شرط موجودگی اسلئے لگائی گئی ہے کہ بحالت عدم موجودگی امام کوئی ترک بیعت خلافت سے گناہگار نہین ہوتا ہم اسمین ایک مستقل فتوے لکھ چکے ہین جو عنقریب درج رسالہ ہوگا۔ وہ حضرات شیعہ کے جواب مین ہے جو سنیون کو اس فرض کا تارک بتاتے ہین۔

* بظاہر اسلئے کہا گیا ہے۔ کہ ان کے اعتقاد و اقوال ہمنے بحث نہین کی ہے۔ اسکے وجوب یا جزو ایمان سمجھنے مردا

اذا بویع لخلیفتان فاقتلوا الاخر منهما
(صحیح مسلم صـ ۱۲۸)

بیعت جائز نہین ہے اور اگر کوئی دوسرے امام کی بیعت کرے تو وہ باغی ہوتا ہے اور حدیث صحیح مین اسکے قتل کا حکم آچکا ہے - اور یہہ امر مشائخ مین آجتک کسی مسلمان نے تجویز نہین کیا سلفا وخلفا ایک ہی وقت مین ایک ہی ملک مین متعدد مشائخ طریقت ہوئے اور بلا انکار لوگ ان سب کی (کوئی کسیکی کوئی کسیکی) ہاتھہ پر بیعت توبہ کرتے چلے آتے ہین اور اطلاق نصوص کتاب وسنت (جنمین بیعت توبہ کا ذکر ہے) بہی اس امر کا مجوز ہے کہ جس شخص صالح اور جتنے صالحین کے ہاتھہ پر جتنے دفعہ کوئی چاہے توبہ کرے صبح کو احمد کے ہاتھہ پر شام کو محمود کے - وعلی ہذا القیاس -

اور غالباً فریق مثبت کا بہی یہ دعوی تو نہوگا (گو انہون نے بن سمجہے بے سوچے افضل العصر کا بول دیا ہے) کہ تمام جہان اور روئے زمین کیلئے ایک ہی پیر کا مخصوص ہونا ضرور ہے اسکے سوائے دوسرے کے ہاتھہ پر کوئی بیعت کرے تو وہ واجب القتل ہے اگر ہمارا یہہ نیک گمان انکی نسبت صحیح ہے اور انکا یہہ اعتقاد (جو بیان ہوا ہے) نہین ہی تو پہر وہ کس معنے کر اور کس منہہ سے کہتے ہین کہ بیعت توبہ مثل بیعت خلافت ایک شخص افضل العصر سے مخصوص ہے اور اگر انکا یہی اعتقاد ہے جو ظاہر الفاظ سے مترشح ہوتا ہے تو مین نہین سمجہتا کہ سلف سے خلف تک بجز (آج کل کے عوام اور رسمی دوکاندارون کے) کوئی مسلمان اس اعتقاد مین انکا شریک ہوا اور اس اعتقاد کے ساتھہ انکو اہل سنت واہل استقامت کہنا جائز ہو۔

میرے بہائی (جو موحدین ومتبعین سنت کہلاتے ہین) آیۃ مخالف غلو کو (جسمین یا اهل الکتاب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی الله الا الحق (النسآء) ارشاد ہے کہ دین مین زیادتی نکرو او م خدا پر بجز حق کچھہ نہ کہو) - غور سے پڑہین اور خدا سے ڈرین - ایک ایسی کام کو جسکو ادنے مسلمان پرہیزگار کر سکتا ہی وہ کام نہ بتاوین جو رسالت اور نیابت رسالت اور ولایت کبری اور امامت عظمی سے مخصوص ہے اور اسکو دنیا بہر مین بجز ایک نائب الرسالت کوئی کر نہین سکتا - باقی آئندہ

صفحہ ۹ سے لایق ملاحظہ ناظرین اخبار کوہ نور نمبر ۴۶ جلد ۳۳ مطبوعہ ۲ جون ۱۸۸۳ء

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر چہارم — جلد ششم

معہ

ضمیمہ متضمن مسائل مذہب محدثین اہل السنۃ

بابت ماہ جمادی الثانیہ سنہ ۱۳۰۰ھ مطابق ماہ اپریل ۱۸۸۳ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

درجات و مراتب قیمت		تفصیل خریداران بشرح مراتب	قیمت سالانہ	
درجہ	مرتبہ		بابت رسالہ	بابت ضمیمہ
۱	اعلیٰ قیمت	اسلامی ریاستون کے نواب اور رئیس	للعہ	ے
۲	خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ وعلماء اغنیا ولا ئبریری سوسائٹی ہا	عہ	سے
۳	عام قیمت	متوسط اہل وسط	ے	عصہ ۸
۴	رعایتی قیمت	کم وسط جو دس پیسہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نہ رکھیں اور رسالانہ پیشگی داخل کریں	سے	۱۲
۵	للٰہی قیمت	بہ وسعت جو دس پیسہ ماہواری کی آمدنی نہ رکھیں مگر علمیت رکھیں اور اشاعت کریں	ثواب آخرت	دعاخیر

(۲) ضمیمہ سالانہ علیحدہ نہ ملیگا (۳) خط و کتابت و ارسال زر یکم جولائی ۱۸۸۳ء سے تا اطلاع ثانی پورے پورے عنوان و نشان مندرجہ حاشیہ پر ہونا چاہیے اور ارسال زر بذریعہ منی آرڈر یا ہنڈی وہی کے کسی صورت ہو ورنہ مہتمم ذمہ دار نہو گا

دفعہ دوم

اعلان عام

بعض خریداران اشاعۃ السنہ سے بعض لوگ ہماری دوستی و رشتہ جتا کر قیمت اشاعۃ السنہ وصول کر لیتے ہیں اور وہ ہمکو نہیں پہنچاتے اسلئے ہم عام اعلان دیتے ہیں کہ کسیکو ہمارا بھائی کیوں نہ کہلاوے ہمارا رشتہ یا نام لیکر کوئی ہمارا روپیہ نہ دے براہ راست ہم کو پہنچا دے۔ جو اسکا خلاف کریگا وہ اپنے روپیہ کا خود ذمہ دار رہیگا ہم نے سنا ہے کہ بعض لوگ ہماری طرف سے جعلی خط لوگوں کو دکھا کر ہمارے احباب خریداران رسالہ سے روپیہ وصول کرتے ہیں انکی اطلاع و اعلام کیلئے یہ اعلان بارہ جاری ہوا

راقم ابو سعید محمد حسین از لاہور محلہ سید مٹھہ

مطبع مصطفائی لاہور مطبوعہ

اشتہار

ہم کو تین استادوں کی ضرورت ہے۔ ایک معلم فارسی و حساب وغیرہ کی جو کم سے کم مڈل کی جماعت کو بخوبی پڑھا سکے اور سرکاری مدارس میں اس جماعت کو پڑھا چکا ہو یا نارمل سکول یا ٹریننگ کالج کی سند امتحان رکھتا ہو۔

اسکی تنخواہ بالفعل دس روپیہ ماہوار ملیگی اور اگر کسیقدر (اوسط دو گھنٹہ یومیہ) اشاعۃ السنہ کی نقل مسودہ وغیرہ کاموں میں مدد دے گا تو اسکے عوض میں پانچ روپیہ علاوہ ملینگے

دو استاد کتب درسیہ عربیہ معقول و منقول کی جو شرح ملا و قطبی سے اوپر کتابیں پڑھا چکے ہوں یا پڑھا سکیں ان دونو صاحبوں کو بالفعل بیس بیس روپیہ ماہوار نقد معہ کھانے کے ملینگے۔ اور اگر کھانا اپنا کھاویں تو پچیس پچیس روپیہ نقد۔ انمیں سے ایک صاحب ہندوستان میں صوبہ بہار کے قریب کام دینگے۔ دوسرے پنجاب میں لہذا مناسب یہ ہے کہ ہندوستان میں کام دینے کے لئے کوئی صاحب ہندوستانی صوبہ بہار یا ممالک مغرب و شمال کے باشندہ ہوں۔ اور پنجاب کے لئے ہندوستانی خواہ پنجابی کوئی صاحب ہوں۔

جو صاحب درخواست کریں وہ اپنی اسانید امتحان یا کارگذاری کے نقول بھی درخواست کے ساتھ بھیجیں۔ اور پہلے صاحب (معلم فارسی) اگر اشاعۃ السنہ کے کام میں مدد دینا چاہیں تو اپنی خوشخطی بھی دکھاویں۔

مژدہ

شائقین دین کو مژدہ ہو کہ اندنوں ایک کتاب ہدایت نصاب بستان العارفین فقیہ ابی اللیث سمرقندی مترجم ہو کر دہلی مطبع فاروقی میں زیر اہتمام میر محمد معظم صاحب [illegible] صاحب [illegible] نے [illegible] ایک تریاق اکبر ہے جس کی قیمت [illegible] دوسرا [illegible] دو دون [illegible] قیمتی [illegible] مفید ہیں اور [illegible] کی ضرور [illegible] کارآمد ہیں ریاست پٹیالہ [illegible] طالب [illegible] راقم احقر [illegible] ریاست پٹیالہ

مالک مطبع طبع ہو رہی اسکا طبع و ترجمہ عالی ہمتی و دریا دلی جناب مستغنی عن الالقاب نواب **محمد عنایت خان صاحب** بہادر رئیس مالیر کوٹلہ پنجاب سے ہوا ہے۔ جنکی ہمت قلب و توجہ خاطر قدیم سے اشاعت علم کیطرف متوجہ رہی ہے و تالیف کرنے اور اوروں سے تصنیف کرانے کا آپ کو نہایت شوق ہے۔ چنانچہ ناظرین اخبار پر انکی یہ حالت مخفی نہین ہے۔ ایکدو دفعہ مجھے انکی مجلس مین شریک ہونے کا اتفاق ہوا۔ مینے انکی مجلس مین (جبتک رہا) مسائل علمیہ کا ذکر و استفسار اور باتون کی نسبت زیادہ پایا۔ یہ امر امرا و اہل دول سے نہایت مستغرب و مغتنم ہے خدا تعالے انکے خیالین برکت دے اور اِس شوق کو روز افزون کرے۔ اس کتاب کے شائقین کو چاہئے کہ جناب ممدوح کے حقمین عروج و ترقی دینی و دنیاوی کے لئے دعا کرین۔ اور اِس کتاب کی قیمت کا تصفیہ میر معظم مہتمم مطبع سے کرین۔ یا ہم پرچہ آیندہ مین اگر وہ کتاب تمام ہوگئی اس سے اطلاع کرینگے۔

نواب صاحب بھوپال اور انکی بابرکت تالیفات

اِس نامور و ہر دلعزیز جامع ریاست دینی و دنیوی نے دین اسلام کے فروع و اصول مین بزبان عربی و فارسی و ہندی اسقدر تصنیفات کی کہ ادق مسایل دین جنسے خواص علما بھی کم مطلع تھے۔ اب اکثر عوام و اوساط الناس جاننے لگ گئے ہین۔ ہندوستان و پنجاب بلکہ عرب مین کوئی ایسی جگہہ نہوگی یا کم ہوگی۔ جہان کوئی اہل علم ہو یا علم کا ذکر و اثر ہو اور جناب ممدوح کی کوئی تصنیف وہان نہو۔ اسی نظر سے بعض علماء وقت نے انکو اِس صدی کا مجدد قرار دیا ہے اور اِنکے حقمین یہ کہا ہے۔

مجدد العلم فی هذا الاوان وقد   انقذ الناس من بدع واشراک

اسوقت مین علم کا مجدد ہے۔ جسنے لوگون کو بدعت و شرک سے چھوڑایا

مشتہر العلم فی بدوٍ وفی حضرٍ منصل لدم الفجار سفاک

جنگلوں اور بستیوں میں علم پھیلانے والے فاسقوں کا تیر قلم سے خون بہانے والے

مفسر الذکر بالقول المبین فقد علا بہ فوق اعلام واملاک

قرآن کا واضح بیان سے تفسیر کنندہ جسکے سبب وہ بڑے بلند رتبہ والوں پر فوقیت لے گیا

ابدی لنا فی تالیف لہ ظہرت مقالۃ خاب منہا کل افاک

اسنے ہم کو اپنی تصانیف ظاہرہ میں ایسی باتیں کھول دیں جنسے ہر جھوٹا ٹوٹے میں رہا

مگر افسوس صد افسوس بعض اشخاص جنکو دین کیطرف **توجہ** نہیں یا یوں کہو کہ کم ہے اور کتب ومسایل سے مطلق آشنائی نہیں۔ یا یوں کہو کہ نہایت ہی کم ہے۔ جناب ممدوح کی تصانیف کی قدر نہیں کرتے اور وقتاً فوقتاً اپنے بیجا نکتہ چینیاں کرتے رہتے ہیں **اندنوں** ایک کتاب موسوم بہ "**اسلام ومسلمانان**" کسی صاحب مولوی محمد حسین **اغلب موہانی** نامی سابق اناچی ایڈیٹر اودہ اخبار نے تالیف کی ہے جسمیں انہوں نے مسلمانوں کے اسباب ترقی وتنزل کی بابت بسیط طور پر تفصیل کی ہے کہ اسکے اکثر مطالب جو بذریعہ اسکے ریویو کے ۳۲ صفحہ ہماری نظر سے گذرے ہیں۔ ہمارا بھی صاد ہے۔

اس کتاب میں انہوں نے نواب صاحب ممدوح کی تالیفات کا بھی ذکر کیا ہے اور گویا ان تالیفات کو اسباب تنزل حالت اہل اسلام کے اسباب سے شمار کیا ہے اور ان کی اور انکے مولف کی نسبت یہہ چند نالایق الفاظ تحریر کئے ہیں کہ۔ "یہ ایک اسلام کا عالم غت ربود اور اخبار بے سود تصنیفات کا مصنف ہوکر مذہبی مباحثہ* (موحدوں اور حنفیوں میں) اوقات ضایع کرتے اور فضول روپیہ صرف کرتے ہیں"۔

یہ انکے الفاظ اس کتاب کے ریویو منقولہ اخبار کوہ نور نمبر ۴۴ جلد ۳۴ مطبوعہ ۲ جون سنہ ۱۸۸۴ء سے

---

* یہ الفاظ جو بریکٹ (خطوط وحدانی) میں ہیں غالباً محرر ریویو کی طرف سے بطور تفسیر لکھے گئے ہیں۔ اور اگر یہ مولف کتاب کے الفاظ ہیں تو کمال تعجب کے مورد ہیں نواب صاحب کی تصانیف مدت العمر میں کوئی کتاب یا مسئلہ ایسا نہیں جسکو حنفیہ وموحدین کے مباحثہ سے خاص تعلق ہو جسکی تحقیق

ہمنے نقل کیے ہین اصل کتاب کو ہمنے نہین دیکہا خدا جانے اسمین کہا گیا تہا یا بہتان اور یہانتک کہ جو بیان جناب ممدوح اور اونکی تصانیف کی نسبت مولف کتاب سے سرزد ہوئی ہین یہہ الفاظ کتاب مذکور جو اس ریویو مین منقول ہین سراسر غلط و محض خلاف واقع ہین۔ اور صاف بیقین دلاتے ہین کہ جس شخص کی قلم سے یہہ الفاظ نکلے ہین اُسنے نواب صاحب کی مصنفات کو خواب مین بہی نہین دیکہا۔

اُن تصانیف پر بدگمان کرنا۔ کہ وہ مذہبی مباحثہ حنفیہ و موحدین پر مشتمل ہین صریح خلاف واقع ہے۔ نواب صاحب کی کسی کتاب مین حنفی و شافعی یا وہابی و بدعتی یا شیعہ و سُنی کا مباحثہ پایا نہین جاتا۔ کوئی ہم کو اِنکی کسی کتاب مین اِس قسم کا ایک مباحثہ دکہادے تو ہم ہماری قدرت کے موافق جو انعام چاہے پاوے، کوئی مرد میدان ہے تو آوے۔

نواب صاحب کی کتاب تو درکنار اِس قسم کے مباحثے اُنکی زیر حکومت ریاست مین ہونے نہین پاتے کبھی کسینے۔ سنا ہوگا کہ جیسے دہلی مرادآباد و بریلی لکہنو بنارس لاہور امرتسر وزیرآباد۔ سیالکوٹ۔ فریدکوٹ وغیرہ بلاد پنجاب و ہندوستان مین مذہبی مباحثے حنفیہ و اہلحدیث و سُنی و شیعہ و وہابی و بدعتی کے ہوے ہین ویسا مباحثہ کبھی شہر یا ریاست بہوپال مین ہوا ہو یا اوس مضمون کا کوئی رسالہ نواب صاحب یا ریاست بہر مین کسی اور کیطرف سے نکلا ہو۔

ہان اوایل عمر مین اور زمانہ طالب العلمی کے قریب نواب صاحب نے ایک رسالہ مولود مروج کے مقابلہ مین لکہا تھا جسکا نام کلمۃ الحق الصریح فی رد المولد القبیح انہون نے رکہا تہا مگر اسوقت نواب صاحب کو یہہ کمال علمی و حکمت عملی حاصل نہ تہا۔ اسوقت انکا خیال و حال و قال اِس طرز مخاصمانہ سے ایسا مخالف ہوگیا ہے کہ اِس مخاصمانہ رسالہ کو انہون نے اپنی تصنیفات کے عداد سے نکال دیا۔ اور اپنی مصنفات کی فہرست سے خارج کردیا ہے اِس سے زیادہ واضح و روشن دلیل باہمی مناظرات سے نفرت و

دیکہو انکی فہرست مولفات جو کتاب منہج الوصول کے ساتھہ ملحق ہے ۱۲

کراہت پر کوئی دہبا لگا سکتا ہے جو نواب صاحب نے قایم کر دکہائی ہے۔

اس حالت مین نواب صاحب یا اُنکی تصنیفات کو مذہبی مباحثات حنفیہ واہلحدیث کی طرف منسوب کرنا خلاف واقع نہین تو کیا ہے ؟

اور ان **تصانیف کی نسبت** یہ کہنا کہ وہ انبار بے سود ہے یعنی اسکو مسلمانون کی قومی ترقی مین کچہہ دخل نہین ہے سراسر ناواقفی اور کم فہمی پر مبنی ہے۔ یہ بات بجز اس شخص کے جو مذہب کو قومیت کا جزء نہ سمجہتا ہو کوئی نہین کہہ سکتا اور ایسا سمجہنے والا نہ صرف اپنی ناواقفی ولاعلمی معنے قومیت سے ظاہر کرتا ہے بلکہ وہ اسبات کا بہی اظہار کرتا ہے کہ اسکو قومیت سے تعلق نہین ہے گو وہ قومی ترقی کا زبان سے خواہان ہو۔

جو قومی ترقی کے سچے اور دل سے خواہان ہین وہ خوب جانتے ہین کہ قومیت (یا نیشنلٹی) کو مذہب اور معاشرت دونو جزء سے ایسا تعلق ہے کہ ان مین سے ایک جزء بہی فوت ہو تو پہر وہان اطلاق لفظ قومیت کا محال ہو خواہ ان دونو جزء کو کوئی اسمین ایک سمجہے یا لازم وملزوم خیال کرے چنانچہ پرانے مسلمانونکا خیال ہے اور وہ اشاعۃ السنۃ جلد دوم وسوم وچہارم کے متعدد پرچون مین مفصل ومدلل بیان ہوچکا ہے۔ خواہ ایک کو دوسرے سے علیحدہ سمجہے جیسا کہ نیو فیشن کے مہذب مسلمانون کا خیال ہے اور وہ تہذیب الاخلاق کے پرچہ ۱ جمادی الثانیہ ۱۲۹۶ھ مین بیان ہوا ہے۔

ان دونو باہم مختلف خیالون کی اتفاقی شہادت سے قومی ترقی کا اطلاق اسی ترقی دنیاوی پر ہوسکتا ہے اور ہونا چاہیئے جسمین دنیاوی ترقی کے ساتہہ مذہبی ترقی بہی ہوئی ہو اور کم سے کم یہ کہ مذہب مین تنزل اور نقصان تو نہوا ہو۔ دیکہو اگر کوئی ہندو قوم یا شخص مسلمان ہوکر دنیاوی ترقی کرے بیرسٹر ایٹ لا ہوجاوے یا ہائی کورٹ کا جج بن جاوے تو اسکو کوئی عاقل یہہ نہین کہہ سکتا کہ اسنے قومی ترقی کی ہر کوئی

اسکو یہی کہیگا کہ اسنے اپنی قومیت سے خارج ہوکر دوسری قوم کو ترقی دی ہی۔ ایسا ہی اگر کوئی عیسائی (قوم یا شخص) مسلمان ہوکر یا مسلمان (قوم یا شخص) عیسائی بن کر دنیاوی ترقی کرے تو اسکو کوئی عاقل نہ کہیگا کہ اسنے قومی ترقی کی ہر کوئی یہی کہیگا کہ اسنے اپنی قومیت کو نقصان و تنزل میں پہنچاکر غیر قوم کو ترقی دے ہماری اس روشن دلیل کو کوئی نہ سمجھے تو سمجھ بوجھکر نمانے تو اسوقت کے نئے فیشن کے ترقی خواہان (جنکی قومی ترقی کو ہی اسوقت اکثر لوگ مانتے ہین) کی اسپر شہادت سن لے۔

انریبل سید احمد خان بہادر سی ایس آئی نے بہی ہمارے بیان کے قریب قریب ہی کہا ہے اور پرچہ تہذیب الاخلاق ماہ جمادی الاولی ۱۲۹۷ھ مین اپنے ناصح مشفق یا معترض کے اس سوال کہ اگر آپ کو ترقی قومی کا دعوے تہا تو آپنے ان مذہبی مسایل کو جنکو ترقی قومی مین کچہ دخل نہین (جیسے جن و ملایکہ یا آسمانون کا وجود) کیون چہیڑا صرف اشاعت مضامین ترقی تجارت حرفت و صناعت پر اکتفا کیا ہوتا کے جواب مین فرمایا ہے کہ قومی ترقی تب ہی ممکن و متصور ہے جبکہ ترقی معاشرت کے ساتہہ مذہب بہی باقی رہے ورنہ بصورت نقصان و تنزل مذہب ترقی معاشرت کو ترقی قومی نہین کہا جاسکتا۔ اور ان مسایل کا جنسے ہمنے تعرض کیا ہے ایسا حال ہے کہ اگر ہم انسے تعرض نکرین اور انکی اصل حقیقت بیان کرکے انکی حمایت نکرین تو علوم مغربیہ یورپ سے ان مسایل کو نقصان و صدمہ پہنچے اور مسلمانون کے اعتقاد مین اسلام کی طرف سے شک و تردد پیدا ہو اسلیے ہمنے ان مسایل کی حقیقت کو ایسے طور پر بیان کیا ہے کہ انکی طرف علوم مغربیہ کے ضرر و صدمہ کو راستہ نملے اور مسلمانون کے عقاید مذہبی مین فرق نہ آوے — جو ترقی قومی کا مانع ہے۔ یہ ہمنے خلاصہ کلام جناب معہ شرح بیان کیا ہے اور **اصل کلام**

بقدر ضرورت ذیل مین بضمن حاشیہ* نقل کردیا ہے۔ طالب تفصیل کلام اصل پرچہ تہذیب الاخلاق کیطرف مراجعت کرے۔

ہرچند آنریبل صاحب سے اس عمدہ اصول پر عمل نہین ہوا۔ اور نہ اس وعدہ کا ایفا ہوا انہون نے اسلام کے مسایل مذہبی مین ایسے طور پر دست اندازی کی ہے کہ اس سے دم نقد و بسر دست اسلام کو سخت نقصان پہنچا ہے اور بعض ایسے مسایل (جیسے وجود ملایکہ) مین دست اندازی کی ہے جنکو قیامت تک کسی علم مشرقی یا مغربی منطق یا فلاسفے سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہ تہا۔ آنریبل صاحب نے قبل از مرگ واویلا شروع کردیا یا آب ندیدہ موزہ از پا کشیدہ پر عمل کیا اور ان مسایل مین بے جا تعرض کرکے دم نقد اسلام کو نقصان پہنچایا۔ اسکی تفصیل معہ دلیل اشاعۃ السنۃ نمبر جلد ۸ مین ہوچکی ہے۔ ولیکن اس مقام مین ہم کو انکی عدم تعمیل و کارگذاری سے بحث نہین ہے یہ جو اصول انہون نے بیان کیا ہے وہ ہمارے بیان کا سراسر مصدق ہے۔ اتنی دور کیون جائین اپنے ہی مخاطب نکتہ چین مولف کتاب مسلمانان کی کلام کیون نہ دیکہین۔ انہون نے خود ترقی کرنی والی اقوام یوروپ کے پیروی کو صرف معاشرت سے مخصوص اور اسمین منحصر کردیا ہے اور مذہبی تقلید کو اس سے مستثنے فرمایا ہے۔ چنانچہ اخبار کے صفحہ ۶۹۸ کالم ۲ سطر ۲۱ مین

---

* وہ یہ ہے کہ گو ہمارے احباب معترض یا ہمارے مخالف ہم کو کافر و مرتد و زندیق و کرسٹان سمجہتے ہون لیکن مین اپنے تئین نہایت پکا مسلمان سمجہتا ہون۔ یہہ بہی میرا خیال ہے کہ مسلمانون مین جو قوم کا اطلاق کیا جاتا ہے وہ ملک یا نسل کے لحاظ سے نہین کیا جاتا بلکہ صرف مذہب کے سبب سے کیا جاتا ہے اور اسلیے کسی ملک و نسل کا آدمی ہو جب وہ مسلمان ہے تو ایک قوم ہے پس جب ہم قوم مسلمان کی ترقی اور بہبود و فلاح چاہتے ہین تو ہمپر فرض ہے کہ ہم اسمین بہی کوشش کرین وہ لوگ مسلمان رہین کیونکہ اگر مسلمان نہ رہین اور ترقی کرین تو وہ ترقی ہماری قوم کی ترقی نہ ہوگی۔

(تہذیب الاخلاق جمادی الثانی ۱۲۹۵ھ)

راقم ریویو نے الکلام* نقل کیا ہے جسکا ٹھیک ٹھیک مطلب یہ ہے کہ مذہب مین پیروی اقوام یوروپ جائز نہین ہے۔ کیونکہ اس سے مذہب کو نقصان پہنچتا ہے۔ جو ترقی قومی کے منافی ہے۔ یہ معلوم نہین ہوا کہ مذہب نے یہ بات کہکر دہ بات کیونکر کہی یہ بات بھول گئے یا وہ بے سوچے قلم سے نکل گئی۔ اور بشہادت اس بیان بابرہان اور باعتراف قومی ترقی خود انکے بلکہ انکے نکتہ چینان تصانیف نواب صاحب عالیشان یہ امر ثابت و محقق ہے کہ مذہبی ترقی بھی عمومی ترقی کا جزو ہے۔ اور قومی ترقی بدون ترقی مذہبی ناممکن و نامتصور ہے تو پھر اگر نواب صاحب ممدوح نے اپنی تصانیف مین بلکہ مذہب کو ترقی دی۔ اور مذہبی مسایل کی حفاظت و اشاعت کی تو انکی تصانیف انبار سے سوختنی کیونکر صحیح ہے اور انکو ترقی قومی اہل اسلام سے خارج و بے دخل ٹھہرایا گیا یعنی یہ کہنا ہے کہ مولانی صاحب انکی نسبت ایسے الفاظ ناملایم فرماتے ہین۔

اب رہا یہ امر کہ تصانیف نواب صاحب نے مذہبی ترقی کی ہے یا نہین اور ان تصانیف سے مذہبی مسایل کی حفاظت و اشاعت ہوئی یا نہین جبکہ انسے پہلے دینی تصانیف علماء سلف وخلف سے مذہبی ترقی و اشاعت ہوئی ہے۔ اسکا تصفیہ ہم عموماً ناظرین اور خصوصاً صاحبان نکتہ چین پر چھوڑتے۔ اور منجملہ تصانیف نواب صاحب دس بیس کتابونکا نام ایک نقشہ کے ضمن مین بتا دیتے ناظرین و حضرات نکتہ چین براے خدا دو چار برس لگاکر ان کتابونکا مطالعہ کرکے خود ہی ہم کو بتا دیتے کہ ان کتابون مین حمایت اشاعت و ترقی دین پائی جاتی ہے یا نہین اور اسکا نفع دین مین اون کتب مذہبیہ سے جو انسے پہلے تصنیف ہو چکی کچھ کم ہے یا انسے زیادہ؟

---

* مطلب صاحب مولانی نے مذہبی تقلید کو اس سے مستثنے کردیا ہے صرف معاشرت کی پیروی کو انسب بتایا ہے۔ کوہ نور جلد ۳۵ صفحہ ۶۹۸

نقشہ بعض مولفات نواب صاحب بھوپال سلمہ اللہ بالتوفیق الی الاقبال

نمبر	نام کتب	علم	زبان	کیفیت
۱	فتح البیان فی مقاصد القرآن	تفسیر	عربی	چار مجلد مین ہے کہ ہر ایک اسمین سے تقریباً ہزار ہزار صفحہ مین ہے صحت و سند مین سابقہ سب تفسیرون سے فایق ہے۔
۲	عون الباری شرح تجرید مختصر بخاری	حدیث	"	۸ مجلد مین ہی جو اکثر پانچ پانچ سو صفحہ مین ہی اسمین مقاصد صحیح بخاری کی جو قرآن کے دوسرے درجہ مین ہی حل کیا ہی۔
"	مسک الختام شرح بلوغ المرام	"	فارسی	گیارہ سو صفحہ مین ہی اسمین حدیث و مطالب فقہیہ کی عمدہ تحقیق ہی۔
۴	الاکسیر فی اصول التفسیر	تفسیر	"	۱۲۰ صفحہ مین ہی اسمین مسایل تفسیر اتقان و فوز الکبیر وغیرہ مولفات سلف و خلف کو عمدگی سے جمع کیا ہے
۵	منہج الوصول	اصول حدیث	"	۳۲۳ صفحہ مین ہی یہ کتاب اصول حدیث میں جامع کتاب ہی۔
۶	ہدایت السائل	فقہ حدیث	"	۳۴۵ صفحہ مین ہی اسمین ادق و معرکۃ الآراء مسایل فقہیہ کو بطور سوال جواب بیان کیا ہی
۷	اتحاف النبلاء	تاریخ	"	۴۴۴ صفحہ مین ہی اسمین ائمہ محدثین و فقہا رسے تاریخی حالات اور اُنکے مصنفات کو بیان کیا ہے۔
۸	افادۃ الشیوخ بمقدار الناسخ والمنسوخ	اصول تفسیر	"	۴۸ صفحہ مین ہی اسمین تمام ناسخ و منسوخ آیات و احادیث کو ایسی طرح پر ذکر کیا ہی کہ گویا دریا کو کوزہ مین جمع کیا ہی
۹	حصول المامول	اصول فقہ	عربی	۲۰ صفحہ مین ہی اسمین اصول فقہ کے مسایل کثرت سے وارد کیے ہین

نمبر	نام کتاب	علم	زبان	کیفیت
۱۰	روضہ ندیہ	فقہ حدیث	رر	۳۴۳ صفحہ مین ہی اسمین اون مسایل فقہیہ کو جو ظاہر حدیث کی موافق ہین معہ بیان اختلاف مذاہب مدلل کیا ہی۔
۱۱	حجج الکرامۃ	تاریخ	فارسی	۵۰۰ صفحہ مین ہی اسمین تاریخ کے علاوہ مسایل دینی بہی کثرت سی ہین۔
۱۲	ظفر اللاضی	فقہ	عربی	۱۶۰ صفحہ مین ہی اسمین ان احکام اسلام کا بیان ہی جنکی رعایت قاضیون پر واجب ہی۔
۱۳	ذخر المحتی	فقہ	عربی	۱۱۰ صفحہ مین ہی اسمین مفتیون کی لیے واجب الرعایت احکام اسلام [illegible]
۱۴	لقطۃ العجلان	تاریخ	عربی	۱۱۰ مین ہی اسمین تاریخی حالات کے علاوہ مسایل اسلامی کثرت سے ہین۔
۱۵	فتح المغیث	فقہ حدیث	اردو	اسمین اون مسایل فقہیہ کا بیان ہی جو حدیث سی ثابت ہین۔
۱۶	ریاض المرتاض	سلوک و تصوف قدیم	فارسی	۲۴۸ صفحہ مین ہی اسمین وہ سلوک بیان ہوا ہے جو کتاب وسنت سے ثابت ہے۔
۱۷	رحلۃ الصدیق	فقہ	عربی	۹۲ صفحہ مین ہی اسمین مسایل حج وعمرہ بیان ہوی ہین۔
۱۸	موائد العوائد	حدیث	فارسی	۲۵۴ صفحہ مین ہی اسمین مختلف مضامین کے احادیث کو بحذف اسناد وارد کیا ہی۔
۱۹	جنۃ فی الاسوۃ الحسنۃ بالسنۃ	اصول فقہ	عربی	۱۰۸ صفحہ مین ہی اسمین اتباع سنت وتقلید کے مسایل کو بلا خطاب خاص کسی شخص یا فرقہ کے بیان کیا ہی۔
۲۰	شرح الاعتقاد الصحیح	عقاید	عربی	۴۷ صفحہ اسمین اہل سنت کے عقاید قدیمہ کا بیان ہی۔

اس قسم کی اور ان مضامین کی کتابین مولفہ نواب صاحب اور بہت ہین جنکی تعداد ہمارے علم مین سو کے قریب ہے حضرات نکتہ چین ایمان و انصاف کو پیش نظر رکھکر کہین کہ کیا یہ کتابین

بے سود ہیں اور اہل اسلام کا انہین دینی فایدہ نہین ہے۔ ایسا کہین تو براہ مہربانی یہ بھی ہم کو بتا دین کہ انکے مقابلہ مین، اور کون سی کتابین سودمند ہین، جنسے مسلمانون کو دینی فایدہ ہوا۔ انسے کتب مولفہ نواب صاحب کا موازنہ و مقابلہ کیا جاوے گا۔ اور عام مسلمانون کو انکے مقابلہ مین انکا مفید و غیر مفید ہونے کا بتایا جاویگا۔

بالجملہ جو کچھ موہانی صاحب نے نواب صاحب کی تالیفات کی نسبت کیا ہے اسکو صحت و نفس الامر سے کچھ بھی تعلق نہین ہے ہم امید کرتے ہین کہ موہانی صاحب اس اپنی رائے کو واپس کرینگے بجرأت و حق پرستی حاصل ہو تو اسپر نظر ثانی تو ضرور کرینگے

(باقی آیندہ)

ریویو
ترجمان وہابیہ
پر

یہ کتاب نصیحت نصاب نواب صاحب بھوپال کی تصنیف ہے اسمین نواب صاحب ممدوح نے زمرۂ اہلحدیث رعایا گورنمنٹ انگلشیہ سے جو وہابیت سے متہم ہین کمال ہمدردی کی ہے اور یہ بات ثابت کر دی ہے کہ اہلحدیث ہندوستانی نہین نہ مذہبی اور لغوی معنے وہابیت (عبدالوہاب نجدی کا دین مین پیرو ہونا) انپر صادق آتے ہین۔ اور نہ پولیٹکل معنے (سرکار انگلشیہ کا باغی ہونا) انمین پائے جاتے ہین — مذہب مین تو وہ کتاب و سنت کے پیرو اور اسکی طرف منسوب ہین جہان سب مذاہب کا سلسلہ منتہی ہوتا ہے

اطاعت و عدم بغاوت سلطنت مین وہ ایسے سچے و ثابت قدم ہین کہ مسلمانون بلکہ کسی مذہب مین کوئی فرقہ یا شخص اس اطاعت مین انکے برابر نہین۔ کیا معنی وہ لوگ بغاوت گورنمنٹ جسکے تحت حکومت مین با امن اوقات بسر کرتے ہون بحکم

نصوص قرآن وحدیث حرام جانتے ہین اور اس اعتقاد کو اپنے مذہب کا جزو سمجھتے ہین اور یہ بات انکے سوائے کسی فرقہ اسلامی یا غیر اسلامی مین پائی نہین جاتی ہے ۔ گو بغاوت گورنمنٹ سب کے نزدیک جرم و ناجائز امر ہے ۔ ان لوگون کو وہابی (بمعنے لغوی و مذہبی خواہ بمعنے پولٹیکل و سرکاری) کہنا اون ہی لوگونکا کام ہے جنکو خود اصل مذہب (کتاب و سنت) کی پابندی اور سلطنت کی خیر خواہی حاصل نہین ہی ۔

اس کتاب مین ایک دیباچہ ایک مقدمہ چند فصول اور ایک خاتمہ ہے ہم اسکے دیباچہ کو اسمقام مین بعینہ نقل کرتا اور باقی کا ماحصل بیان کرتا اس غرض سے مناسب جانتے ہین کہ اس کتاب کی خوبی بحکم مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید ۔ خود اوسی سے ظاہر ہو ۔ جناب ممدوح شروع دیباچہ مین فرماتے ہین ۔

خدا کا نام بھی نام خدا کیا راحت جان ہے — عصائے پیر ہے تیغ جوان ہی حرز طفلان ہے
ہوائے نعت آنحضرت دل بیتاب الفت گیر — چراغ معرفت ہر چشم جان ہی جان ایمان ہے
رسول ہاشمی کے گیسوے مشکین پہ قربان ہون — کہ صبح فیض اس شام ہدایت سے نمایان ہی
مسلمان کی نظر مین دفتر سنت کا ہر نقطہ — دل دانش ہی نجم سعد ہی مہر سلیمان ہی
محبت آل و اصحاب نبی کی کیون نہ ہو لبریز — ہر ایک مہر ہدی ہی ماہ دین ہی نور عرفان ہی
نجات ابرار کی روز قیامت عدل سے ہوگی — گنہگاری ہماری سطح بخشش کا سامان ہی

گدائے کوچہ رحمت فدائے شاہد سنت
تابندہ امیر الملک صدیق الحسن خان ہے ،

سنو صاحب مجھکو کچھ ضرورت اس امر کی نہ تھی کہ مین یہ رسالہ لکھون اسلیے کہ جو بحث مذہبی مسلمانان ہند مین ایک مدت دراز سے بابت اوس مذہب وہابی سنی جاتی ہی اوسکی دہوم دہام خاص لوگ میان دو آب ہی مین رہی تھی لہذا اوسکا جنوب سے شمال ہند مین پایا پہونچ گیا خصوصاً ریاستہائے ہندوستانی مین کہ اہل ریاست

ہمیشہ ایسے حالات سے ابتک غافل و ناآگاہ ہین لیکن چند روز سے کہ ایک ملک کے آدمی اچھے برے دور دور سے دوسرے ملک مین آنے لگے تو وہ کاریگری اونکی کچھہ کچھہ اسجگہہ بھی ظاہر ہونے لگی اور نئی نئی بول چال سے تان تان لقب مذہبی بناکر جس سیدہی سادہے مسلمان کو چاہا ڈرا دہمکا کر اپنے مطلب کے واسطے بدنام کرنے لگے بھوپال کی رعیت اکثر ہندو ہے تھوڑے مسلمان جو شہر مین رہتے ہین دیسی ہون یا پردیسی اونمین ان پڑہے بہت زیادہ پڑہے بہت کم ہین وہ نابسی کی شدبد نوکری چاکری کے لئے جانتے ہین مذہبی بحث سے غافل و جاہل ہین چنانچہ یہی حال ہے کہ کبھی مباحثہ مذہبی تقریراً تحریراً اس جگہہ نہین ہوا اور نہ کبھی کوئی کتاب یا رسالہ کسی شخص نے کسی مذہب کے رد مین لکھا کوئی مذہب کیون نہو فرمانروایان بھوپال کو ہمیشہ آزادگی مذاہب مین کوشش رہی جو خاص منشا گورنمنٹ انڈیا کا ہے جیسے ابدین خود موسی بدین خود لیکن چند سال سے بعض نودولتان بداندیش متوسل ریاست نے جنکو خاص میرے سبب سے کسیقدر عروج حاصل ہوا ہے اور محسن کشی اونکا پیشہ آبائی ہے بفحوائے ؎

شوربختان بآرزو خواہند	مقبلان را زوال دولت وجاہ
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم	چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

مخبری وہابیت نسبت ریاست بڑے زور و شور سے کرکے حکام بالادست کا ناخوش کرنا مجھسے اپنی مطلب برآری کو چاہا چنانچہ ہنوز اسی خیال باطل مین دیوانے ہو رہی ہین اور جابجا عرضی فرضی بذریعہ ڈاکخانہ بھیجتے رہتے ہین اور طرح طرح کے مضامین نئے نئے قالب مین تراشے جاتے ہین۔ یہ ساری ہتھو حق اسلئے ہے کہ مجھکو کوئی نقصان کسیطرف سے جسطرح ہوسکے پہونچے لیکن جو سچا ہے اوسکو خدا ہر بلا سے بچاتا ہے اور جھوٹا اپنی سزا و جزا کو یہان وہان پہونچتا ہے

پس جب مینے دیکھا کہ یہ طوفان بے تمیزی طغیانی پر ہے اور بلاد ہندوستان انکا احوال جو سنا جاتا تھا تحقیق کیا تو معلوم ہوا کہ یہ سب ہیچ کے فقرے ہین ۔ دولت عالیہ برٹش نے اس معاملہ مین قدیماً و حدیثاً ہر جگہہ انصاف پر نظر رکھی ہے کسیجگہہ مجرد تہمت و افترا پر کارروائی خلاف واقع نہین فرمائی بلکہ اشتہار آزادی جاری کیئے اور سوائے باغیان دولت انگلشیہ کے فقط مذہب زید و عمر پر کبھی مواخذہ نہین کیا اور لائق حال ہر سلطنت کے بھی یہی ہے کہ جس کسی سے کسیجگہہ کوئی فتنہ اوٹھے اور اوسکے نزدیک اسباب بغاوت پائے جاوین اور اوسکی کوشش فساد مین ملاحظہ ہو خواہ وہ وہابی عرفی ہو یا نہو اوس سے ضرور باز پرس کیجاوے اور جسکو دشمن اوسکے نجدی مشرب یا وہابی مذہب یا لامذہب یا اور کچھ ٹھہرادین اور وہ اس سے غافل اور بعید ہو اور اس سے بجز خیرخواہی کوئی امر بداندیشی و مخالفت کا کبھی پایا گیا ہو وہ بیشک ہوا خواہ دوستی و دوست ہے کیونکہ سب اہل تجربہ دیکھتے ہین کہ جب کوئی دشمن کسی شخص یا قوم کا ہوتا ہے اور کوئی قابو اوسکا اپنے مخالف پر نہین چلتا تو وہ اوسکو پردہ تہمت وہابیت وغیرہ مین دشمن گورنمنٹ ظاہر کرکے نقصان پہونچانا چاہتا ہے ۔ پھر کبھی اس پیچ سے بوجہ ناواقفیت بعض حکام داؤ اوسکا اوس غریب غافل مزاج پر چل جاتا ہے ورنہ غالباً نزدیک حکام معاملہ فہم کے وہ بھید و کید دشمن کا کھل جاتا ہے چنانچہ وقت تحقیقات ایسے مقدمات سرکار عالیہ برٹش کو یہ بات بخوبی ثابت ہوگئی ہے کہ اکثر مدعی کاذب اور مدعا علیہ صادق ہین ۔ ایک معاملہ اسی قسم کا حال مین سنا گیا تھا کہ جسکی تصدیق پھر اخبار پانیر سے بخوبی ہوگئی پرچہ ہشتم جنوری ۱۸۸۳ء روز دوشنبہ مین یہ عبارت لکھی گئی ۔

تجویز ذیل کہ جسکو گورنمنٹ ہند نے دفتر خاص مین جاری کیا ہے وہ بغرض اشتہار عام لکھی جاتی ہے کیفیات مقدمہ پر غور فرماکر اور نیز استفسار روداد مقدمہ از

گورنمنٹ بنگال و پنجاب و گورنر جنرل باجلاس کونسل مہربانی فرماکر فیصلہ کرتے ہیں کہ کل وہ وہابیان قیدی جنکی نسبت حکم سزائے حبس دوام بعبور دریائے شور قرار دیا گیا تہا اور جرم اونکا مدد جنگ مقابلہ گورنمنٹ سمجہا گیا تہا اور جنکی میعاد ابتک باقی ہے اب وہ قید سے رہا کئے جاتے ہیں اور اون سبکو واپسی وطن اجازت دیجاتی ہے الخ فقط پھر دوسرے پرچہ پاینر مطبوعہ یازدہم جنوری ۱۸۸۳ء میں یہ لکہا ہے کہ تجویز جدید جو رہائی قیدیان وہابی کی ہے اوسپر اخبار ہندو پیٹریٹ نے یہ رائے اپنی بیان کی ہے کہ گورنمنٹ ہند نے عمدہ مہربانی کے کام سے شروع سال کو ابتدا کیا ہے چنانچہ اس سے نہ صرف مسلمانان ہند نے خوشی کے ساتھ تجویز گورنمنٹ کو قبول کیا ہے بلکہ عامہ اہل سکنہ ہند نے گورنمنٹ کے اس کام پر خوشی ظاہر کی ہے اس کارروائی گورنمنٹ سے ظاہر ہے کہ ہند کی حکومت نہ فقط اچھی حکمرانی کو ظاہر کرتی ہے بلکہ موقع وقت کے ساتہہ کام کرتی ہے اور اس سے پیشتر جسکو تہوڑا زمانہ ہوا ہے جبکہ جنگ مصر پیش تہی اوسوقت بذریعہ تاربرقی لندن معلوم ہوا تہا کہ جناب لارڈ نارتہ بروک صاحب بہادر گورنر جنرل سابق ہند نے نسبت جملہ مسلمانان ہند کے خیرخواہ ہونا سلطنت برٹش کا ظاہر فرمایا ہے چنانچہ پاینر مطبوعہ شانزدہم اکتوبر ۱۸۸۲ء میں بابت اسپیچ یعنے تقریر انتظام ملکی جناب موصوف کے جو لندن سے ذریعہ تاربرقی ۱۳ اکتوبر کو پہونچے تہے یہ عبارت درج کی ہے۔

کل روز لارڈ نارتہبروک نے بمقام لورپول بڑی خوشی سے تقریر ذیل کو بیان کرکے ظاہر کیا کہ۔

ہندوستان کے عامہ مسلمانوں نے جو دلی خیرخواہی نسبت انگریزی کارروائی کے بمقدمہ جنگ مصر ظاہر کی ہے یہہ بڑی دلیل ہے کہ کل مسلمانان ہند دلی خیرخواہ گورنمنٹ انگریزی کے ہیں۔ اب اس سے زیادہ کسکی گواہی ہوگی اسبات پر کہ ہند

(باقی آیندہ)

بقیہ پیری و مریدی

نوٹ۔ قبل اسکے کہ مین مضمون کا بقیہ تہ قلم کرون مین اس امر کا اظہار ضروری سمجھتا ہون کہ جو کچھ مین آیندہ اس مضمون مین تحریر کرونگا وہ کسی فریق (نافی یا مثبت) کے جنسے میرا پہلے سے خطاب تہا) خطاب و جواب مین نہوگا۔ بلکہ وہ مستقل مضمون ہوگا جسمین فرضی سوالات کا جواب ہوگا اور سایل بہی کوئی شخص فرض قرار دیا جاویگا۔

پہلے مخاطبین سے قطع خطاب کی وجہ یہ ہے کہ جس غرض سے اون لوگونکو مخاطب کیا گیا تہا وہ غرض حاصل ہوگئی ہے لہذا اب اونکے خطاب و جواب کی حاجت نہین رہی **وہ غرض** یہ تہی کہ فریقین مسئلہ بیعت مین افراط و تفریط چہوڑدین اور حق متوسط کو مان لین **فریق نافی** تفریط نکرے اور بخوف و بلحاظ اون مفاسد کے جو بیعت مروجہ زمانہ حال مین پائے جاتے ہین اصل سنت بیعت سے انکاری نہو۔ اور فریق **مثبت** افراط نکرے۔ اور اس بیعت کو مرتبہ سنت سے نہ بڑہاوے اور اوسکو آسمان پر نہ چڑہاوے اور اسمین وہ ان خصوصیات رسمیہ کو جنکا بیان نمبر سابق مین (صفحہ ۱۷) وغیرہ ہوچکا ہے نہ لگادے سو بحمد اللہ پچہلے دو نمبرون کی اشاعت سے حاصل ہوگئی ہے فریق نافی نے تو صاف مان لیا اور یہ کہدیا ہے کہ اس باب مین جو کچھ آپنے ذکر کیا ہے ہم کو منظور ہے اور فریق مثبت نے بہی مضمون نمبر دوم کے اکثر مطالب سے اتفاق رائے ظاہر کیا ہے اور جو اسکے بعض مطالب مین انکو اختلاف رہا ہے اوسکو اونہون نے غیر ضروری اللحاظ و غیر مضر قرار دیا ہے اور مضمون نمبر سوم مین جن زیادتیون کو ہمنے انکے کلام کا منطوق یا مفہوم قرار دیا تہا اور اوسکی تائید مین بعض واقعات کو پیش کیا تہا ان زیادتیون سے انہون نے انکار کیا ہے اور انکار مین اسبات کا اقرار ہے کہ ان زیادتیون کو ہم (یعنے وہ لوگ) پسند نہین کرتے اور جو مسایل مع دلایل ان زیادتیون کے رد و جواب مین اشاعۃ السنۃ مین مذکور ہین

ان سے وہ بدل متفق ہین۔

ہم اس مقام مین دونون فریق کی تحریرات کو بالفاظہا بحذف زواید خارج از مطلب نقل کرتے ہین بعد اسکے ناظرین کو اپنی غرض کے حصول کا یقین دلاتے ہین مولوی ایک معزز مولوی صاحب نے جو سرگروہ فریق ثانی کے شاگرد و خواص مجلس سے ہین۔ اور ہمارے بھی دلی دوست خط ذیل لکھا۔ مکرمنا مولویصاحب

السلام علیکم۔ آپکا محاکمہ درباب اختلاف مسئلہ بیعت فریق ثانی کو بہمہ تن منظور ہے یعنی مبنی الانصاف پر ہے خداوند تعالے آپ کی قلم کو زیادہ تر جولانی دے۔ از طرف مولوی غلام علی صاحب بعد شکریہ السلام علیکم۔ ۸ جون ۱۸۸۳ء راقم بہادر علی خان عفی عنہ۔

پھر خاکسار نے مولویصاحب سرگروہ فریق ثانی سے بذریعہ خاص مراسلت بوساطت اپنے برادر کلانی شیخ محمد علیصاحب یہ امر دریافت کیا کہ مولوی بہادر علی خانصاحب نے جو لکھا ہے وہ واقعی آپکی رائے کے موافق ہے۔ اور اب آپ اصل بیعت کا مسنون ہونا تسلیم کرتے ہین۔ اور اسمین دعوی نسخ یا خصوصیت نہین کرتے؟ اسکے جواب مین مولویصاحب ممدوح نے یہ رقعہ خاص اپنی قلم سے ارقام فرماکر ارسال فرمایا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم بخدمت شریف برادر دینی مولوی محمد حسین صاحب السلام علیکم۔ اما بعد نوازشنامہ آنصاحب بدست شیخ محمد علیصاحب رسیدہ موجب مفاخرت شد این فقیر بسبب بیماری لاحقہ از طرف مقابل ہرکس برطرف شدہ است و ترک گفتگو مسایل حتی الوسع کردہ ہرچہ اشاعۃ السنۃ از مولوی بہادر علی صاحب شنیدہ روبروے ایشان پسندیدہ بلکہ کلمہ خورسندی بزبان بے اختیار جاری شد پس این حقیر از تحقیق حقیق آنصاحب خورسند است و بحق ایشان دعا خیر میکنند + الراقم ابو عبد اللہ قصوری

اِن مولویصاحب کا جو سالہا سال سے سنیت اصل بیعت سے انکاری تھے اور اسمین نسخ و خصوصیت کے مدعی تھے تحقیق و محاکمہ اشاعۃ السنۃ کو پسند کرنا

اور اصل سنت بیعت کو (بخلاف زوائد رسمیہ) مان لینا مولویصاحب کی عالی ہمتی و نیک نیتی کا ثبوت ہے اور کمال شکرگذاری کا محل ہے۔ ہم تہ دل سے مولویصاحب کے اس رجوع بتحقیق کے شکرگذار ہین اور مولویصاحب کے لئے دعا خیر کرتے ہین اور فریق ثالث کی خدمت مین برادرانہ التماس کرتے ہین کہ وہ بھی مولویصاحب کی اس عالی ہمتی و نیک نیتی کو مان لین اور انکی طرف سے کدورت دور کرین اور انکے شکریہ و دعا خیر سے دریغ نہ فرماوین۔

اور فریق ثالث کے ایک سرگروہ مولویصاحب نے جو رسالہ اثبات بیعت کے مصنف اور فریق ثانی کے خصم و مقابل ہین اپنے دستخطی رقعہ مین لکھا ہے۔

مکرمی مولوی محمد حسین صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پرچہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۲ جلد ۱۶ رسید تحقیق پیری و مریدی بفہم قاصر احقر در اکثر جا برنہج صواب افتاد جزاکم اللہ خیراً در دو سہ موضع قدرے اشتباہ است۔ ما رفع آن اشتباہ چندان ضروری نمیدانم کہ از لوازم نیست اختلاف جزئی چندان مضر نیست عبد الجبار عفی عنہ

وہی مولویصاحب اور انکے بڑے بھائی سجادہ نشین نے ایک اور خط جو پانچ صفحہ مین ہے لکھا ہے اور اسمین ان زیادتیون سے جو نمبر سوم مین بدست آویز انکے مفہوم یا منطوق کلام اور بشہادت بعض واقعات انکے نسبت بیان کئے گئے ہین انکار کیا ہے چونکہ وہ خط بہت طویل ہے اور بعض امور بحث طلب پر بھی مشتمل ہے اسلئے ہم اسکو بتمامہ و بالفاظہ نقل نہین کرسکتے اسکا ماحصل بقدر ضرورت بیان کرتے ہین اسمین وہ لکھتے ہین کہ ہم بیعت توبہ کو مثل بیعت خلافت نہین جانتے۔ اور اس بیعت کیلئے تمام عالم کے واسطے ایک شخص کو مخصوص نہین کرتے۔ بلکہ ایک شہر مین چند اشخاص کا بیعت لینا جائز سمجھتے ہین۔ اور جو ہمنے اپنے رسالہ کے

صفحہ ۲ مین بیعت توبہ کو مثل بیعت خلافت کہا ہے وہ بمقابلہ اس اعتراض منکرین بیعت کے (کہ بیعت توبہ سنت مستفیضہ ہے تو صحابہ آپس مین مانند السلام علیکم ہر ایک دوسرے سے کیون نہین کرتے تھے) کہا ہے جس سے ہمارے مراد یہ ہے کہ یہہ بیعت بعض اشخاص سے مخصوص ہوتی ہے ہر ایک کا کام نہین ہے جیسے نماز پڑہانے کی امامت یا محلہ کی چودہرایت وغیرہ - یہ مراد نہین کہ ایک شخص کے ہاتہہ پر بیعت کرنے سے دوسرے شخص کے ہاتہہ پر جو اس سے افضل یا اسکی مانند ہو بیعت کرنا جایز نہین - اور اس مضمون کا خط کہ ہمارے بیعت مثل بیعت خلافت ہے ہم مین سے کسی بہائی نے نہین لکہا + کسی مخالف نے بہ سبب عداوت یا کسی دوست نے فرط محبت سے ہمارے بے خبری مین لکہدیا ہو تو اسکا الزام ہمپر نہین ہوسکتا ''

پھر چند عبارات رسالہ فریق مثبت (جو نمبر سابق مین مشتول ہوئے ہین) قابل تاویل وانکار کو جگہہ نہین دیتے (چنانچہ ناظرین ان عبارات اور ہماری تقریرات پر مخفی نہین ہے) ولیکن حسبحالات مین وہ بیان کرتے ہین کہ ہماری نیت و مراد ان عبارات سے یہ نہین (جو ان عبارات کے ظاہر معنے سے سمجہی جاتی ہے) تو ہم کو اس لفظی بحث سے) کہ تمہارے ظاہری الفاظ مین تاویل وانکار کی گنجایش نہین کچہہ کام نہین ہے اور انکی نیت وارادہ کے تصدیق وتسلیم مناسب ہے۔ اس حسن ظنی وتسلیم کو ہمنے پہلے ہی ہاتہہ سے نہین دیا چنانچہ نمبر سابق کے صفحہ (۹۲) مین صاف تجویز کیا ہے کہ ان لوگون نے لفظ افضل العصر محض بیرجہی بے سوچے بن سمجہے بولدیا ہے اور اب بہی ہم کو اس حسن ظنی ونیک گمانی سے انکار نہین ہے - ہم اسبات کو تسلیم کرتے ہین کہ ان کا بیعت توبہ کو مثل بیعت خلافت کہنا اور بیعت ثانی کو بیعت توبہ قرار دینا اس نیت سے ہوا ہے

نہین ہے کہ بیعت تو بہ انکے نزدیک بیعت خلافت ہے جو بجز ایک شخص کے کسی دوسرے سے جائز نہین اور نہ اونکو اپنی بیعت مین خلافت کا دعوے ہے۔ یہ الفاظ بھی انکی قلم سے بے سوچے بن سمجھے نکل گئے ہین۔ اور یہ بھی جانتے ہین کہ وہ خطوط جنکے اجرا سے اب تک انکو انکار نہین ہے انکی لاعلمی و بے خبری سے جاری ہوئے ہین۔ بالجملہ فریقین کے ان تحریرات و بیانات نے ہم کو انکے مقابلہ سے ڈھیلا اور اسبات سے مستغنی کر دیا ہے کہ ہم آیندہ اونکو مخاطب کرین اور کسی بات مین اس بیعت کے متعلق انکا تعاقب کرین۔

اور اسباب مین آیندہ مستقل پہ بحث کرنے اور فرضی سوالات و مسائل مقرر کر کے جواب دینیکی وجہ یہ ہے کہ ہمارے زمانہ اور ہماری دیار مین ان دو فریق حجت متعین کے سوائے اور بہت لوگ ہین جو ان باتون کے قائل ہین اور ان خصوصیات رسمیہ و زیادتیون کو دین سمجھتے ہین شاید کوئی انمین سے وہی باتین پیش کرے جو ظاہر الفاظ عبارات مذکورہ سے (صحیح یا غلط طور پر) سمجھے جاتے ہین اسلئے مناسب ہے کہ ان باتونکا جواب دیا جاوے۔ نوٹ ختم ہوا ہے اب اصل مطلب کیطرف رجوع کیا جاتا ہے و باللہ التوفیق ؛

اگر کوئی مدعی مشروعیت خصوصیات رسمیہ بیعت یہ کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل العصر بلکہ سید البشر تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لوگون سے بیعت تو لیا کرتے اور خود کسیکے ہاتھ بیعت نکرتے تھے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پیر کا افضل ہونا ضروری و شرط بیعت ہے اور پیر کو پیر ہونے کے بعد دوسرے کے ہاتھ پر بیعت کرنا جائز نہین ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے افضل ہونے سے عام پیرون کے افضل ہونے کی ضرورت ثابت نہین ہوتی۔ اور عام پیرونکا قیاس سید البشر پر قیاس مع الفارق ہے ؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک

جنکو اصول فقہ سے واقفیت ہی وہ خوب جانتے ہین کہ فاعل یا فعل کی ذاتی خصوصیات بدون قراین و دلایل خارجیہ اسکے متعلق احکام کے شرط یا شطر (جزو) نہین ہو سکتین مدعی افضلیت پیر غور کرین تو سمجھین کہ اس بیعت توبہ کے عام مشروع ہونیکی بنا اسی قاعدہ پر ہے ۔

اگر وہ اس قاعدہ کو نہ مانین تو انکا مخالف یہ کہہ سکتا ہے کہ اگر آنحضرت کی ذاتی وصف افضلیت کو لوگون سے بیعت لینے مین دخل ہے تو چاہیئے کہ اونکے اور ذاتی اوصاف (جیسے آپکا رسول ہونا سید ولد آدم ہونا معصوم ہونا وغیرہ وغیرہ) کو بھی اسمین دخل ہو اور یہہ بیعت آنحضرت سے مخصوص اور آپکا خاصہ ہو کیونکہ یہ صفات آپکے سوائے کسی بشر مین پائی نہین جاتے اور اسکا جواب مدعی افضلیت پیر کچہ نہین دے سکتے

الحق آنحضرت کی کسی ذاتی صفت (افضلیت سیادت رسالت عصمت وغیرہ وغیرہ) کو بجز وصف آپکے متقی ہونیکے اس بیعت مین بطور شرط یا شطر ہونیکے دخل نہین ہے ۔

آپکے متقی ہونیکا دخل ہمنے اسلیئے مانا اور بدست آویز اسکے مرشد و رہبر کے متقی و پرہیزگار ہونیکی شرط و ضرورت کو اسلیئے تسلیم کر لیا ہے کہ فاسق و گمراہ بحکم قرآن لایق پیری و ارشاد و اقتدا و اتباع نہین ہے چنانچہ نمبر۲ مین صفحہ ۴۱ اسکا ثبوت دیا گیا ہے ۔ اس وصف تقوے کے سواے اور کسی صفت حضرت رسالت کو بیعت لینے کی شرط و مناط نہین ٹہرایا جا سکتا اور نہ اس صفت کی شرط ٹہرانے مین پیرجی کا آنحضرت پر قیاس ہو سکتا ہی وہ لوگ سخت غلطی اور اپنے دعوے مین تناقض کرتے ہین جو اس بیعت کو آنحضرت کی صفت رسالت کا خاصہ نہین کہتے و مع ذلک اسکو آپکے افضل ہونے یا صاحب اخلاص و احسان ہونے کا لازمہ بتاتے ہین پہر باین خیال کہ ہم بہی افضل و صاحب اخلاص و احسان ہین لوگون سے بیعت لیتے ہین گو موہنہ سے یہ بہی کہتے ہین کہ ہم بیعت لینے کے لایق نہین یہ تو صاحبان اخلاص و احسان کا کام ہے ۔ پہر مدعیان افضلیت پیر کا

پس افضلیت سے یہ نتیجہ نکلتا کہ پیرجی بعد از پیری دوسرے کے ہاتہہ پر بیعت کرنے سے مستغنے ہو جاتے ہین جیسا کہ آنحضرت افضلیت کے سبب اورونکی بیعت کرنے سے مستغنے تھے فارق و مفارق کے ہوتے قیاس ہے۔ وہ لوگ خدا سے ڈرین اور یہ خیال کرین کہ رسول خدا کو تو خدا تعالے نے افضل البشر بنا دیا اور تمام مخلوق سے چن لیا تہا انکے مثل یا انسے افضل کوئی نہ تہا اسلئے اونہون نے دوسرے کے ہاتہہ بیعت نکی پیرجی کو کسنے افضل الخلایق بنا دیا جسکے سبب اونکو دوسرے کے ہاتہہ بیعت توبہ کی حاجت نہ ہی۔

کیا چند مریدون کی کمیٹی کے اتفاق راے سے پیرجی صاحب واقع مین افضل العصر ہو سکتی ہین یا وہ خود اپنے آپ کو افضل العصر* خیال کر سکتے ہین کہ وہ اور کسی صالح کے ہاتہہ پر بیعت نکرین۔

بعض مدعیان افضلیت پیر۔ پیر کے صاحب احسان و عرفان ہونے کی ضرورت و اشتراط پر یہ استدلال پیش کرتے ہین کہ انکے ہاتہہ سے ہاتہہ لگانے مین اثر ہوتا ہے پس اگر پیر صاحب احسان و عرفان ہوگا تو اوسکے ہاتہہ مین ہاتہہ دینے سے نور احسان و عرفان حاصل ہوگا۔ ورنہ اثر ظلمت پیدا ہوگا جیسا کہ نو تولد لڑکے کو شیطان کے ہاتہہ لگانے سے اثر ظلمت پیدا ہوتا ہے اور بوقت تولد لڑکا روتا ہے چنانچہ حدیث مین آچکا ہے۔

انکا جواب ہم پہلے بہی دے چکے ہین اور اب دوبارہ دیتے ہین کہ یہ تاثیر لمس و مساس و اثر صحبت نیک و بد اور شے ہے اور بیعت توبہ اور شے ہے۔ یہ اثر مساس و صحبت بدون بیعت بہی ہو سکتا ہے اور بیعت بدون حصول اثر مساس و صحبت بہی ممکن اور معتبر ہے نہ وہ اسکی شرط ہے۔ نہ یہ اسکی شرط۔

صوفیہ کی تجربہ و اصطلاح سے ہم کو اسمقام مین بحث و تعرض نہین (ممکن ہے کہ وہ صحیح ہو یا غیر صحیح ہو) ہمارا دعوے یہ ہے کہ دلایل شرعیہ کتاب و سنت کے رو سے

---

* اگر وہ یہ کہین کہ پیر اپنے پیر کی بیعت کر لیتا ہے تب پیر بنتا ہے پیرا و پیر اورونکی بیعت نہ کرنے اور اپنے آپ کو افضل العصر سمجھنے کا الزام کسو نہ صحیح ہے اسکا جواب یہ ہے کہ مرید ہو جانے کے بعد تو وہ کسیکا بیعت ہوتا نہ تھا اور یہ امر دو خیال ہون سے خالی نہین ۱۰۶ یا وہ اپنے آپ کو معصوم اور گناہون سے پاک اور توبہ سے مستغنے خیال کرتا ہو یا وہ کسیکو اپنے سے افضل اور اس لایق نہین جانتا کہ اسکے ہاتہہ پر وہ توبہ کرے اور یہ دونون خیال اس الزام کو صحیح و قایم رکھتے ہین ۱۲

اِن دونون مین ملازمیت ثابت نہین ۔

کسی آیہ یا حدیث مین یہ ذکر نہین کہ جس شخص کے ہاتھ پر بیعت توبہ کوئی کرے ۔ اسکا صاحب تاثیر و اہل عرفان و احسان ہونا دیکھ لے ۔ اور نہ یہ ذکر کرے کہ جس صاحب تاثیر و اہل عرفان و احسان کے صحبت و ملازمت کا کوئی طالب ہو پہلے اسکے بیعت کرے اور نہ یہ بیان ہے کہ حصول اخلاص و احسان بدون بیعت ممکن نہین اور نہ یہ بیان ہے کہ بیعت کو حصول اخلاص و احسان لازم ہے ۔

ہم کو کوئی اس مضمون کی ایک آیۃ یا ایک حدیث دکہا دے تو ہم اسکے کمال ممنون ہونگے مگر بے سوچے بن سمجھے اس قسم کی آیات وجعلناہم ائمۃ یہدون بامرنا لما صبروا وکانوا بآیاتنا یوقنون ،، نقل نہ کردے ایسی آیہ یا حدیث کو پیش کرے جسمین بیعت کا بہی ذکر ہے ۔

جہانتک ہم کو کتاب و سنت مین نظر ہے اس سے یہی معلوم ہے کہ بیعت اور احسان یا اخلاص دو مستقل سنتین یا سیرتین ہین ۔ جو کبہی آپسمین جمع ہو جاتے ہین اور کبہی ایک دوسرے سے متفارق رہتی ہے

بہت لوگ ایسے ہین جنہون نے کسیکی بیعت نہین کی اور اونکو اخلاق و احسان حاصل ہو گیا ہے ۔ بہتیرے ایسے ہین ۔ جنہون نے اہل اللہ کی بیعت کی اور صحبت اوٹہائی پہر اونکو اخلاص و احسان سے محرومی رہی ۔

حضرت اویس قرنی (جنکو آنحضرت نے خیر التابعین فرمایا ہے اور اونکے حقمین یہ ارشاد کیا ہے کہ اگر وہ خدا تعالے کے بہروسہ پر قسم کہا لین تو خدا اونکو سچا کر دے اور فرمایا اونکو ملو تو اونسے اپنے مغفرت کے لئے دعا کراؤ) مین جو اخلاص عمل حاصل تہا وہ کس پیر کی بیعت یا صحبت سے حاصل ہوا تہا ۔

دیکھو صحیح مسلم صفحہ ۳۱۱

حضرت ابوذر غفاری مین جو قبل حصول شرف زیارت نبوی اخلاص تہا جسکے اونہون نے کفار قریش سے مار کہائی اور سخت تکلیف اٹہائی

دیکھو صحیح مسلم صفحہ ۲۹۶ وغیرہ

انریبل سید احمد خان بہادر کی تفسیر

اور پٹنہ کے علما

اگر یہ خبر صحیح ہے کہ پٹنہ کے علما و فضلاء نے اون غلطیون کے استفسار کے لئے جو تفسیر احمدی مین واقع ہوئی ہین نجم الہند کو پٹنہ مین بلایا ہے اور خرچ سفر دینے کا بھی ذمہ لیا ہے تو ہم نہین کہہ سکتے کہ سید احمد خان صاحب اپنی غلطیونکی اصلاح یا الزامون سے بری ہونے کے لئے پٹنہ کا عزم بالجزم کرینگے نجم الہند نے آجتک علماء اہل اسلام مین ہر کسیکے ساتھ معارضہ نہین کیا وہ تو صرف اپنی کہہ دیتے ہین دوسرونکی نہین سنتے نیچرل افسون پہونک دیتے ہین اب اوس افسون کا کارگر ہونا طبائع کی قوت انفعالیہ پر موقوف ہے۔ وہ مباحثے اور مناظرہ کی چنین اور چنان اور بہمان و فلان سے ہمیشہ بھاگتے رہتے ہین انکا مدعا یہ ہے کہ تم اپنا پورانا دقیانوسی راگ موقوف رکھو میرے نئے نیچر ارگن آلاپ سنو ؎ کہہ رہا ہون جنون مین کیا کیا کچھ + کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی۔ لیکن ہم اس امر کے اظہار سے بھی ہرگز نہ چوکینگے کہ ہمارے پورانے وقتون کے علما اس بوڑہے نیچرل پہلوان کو مناظرے کے دنگل مین ہرگز ٹہونک نہین سکتے۔ کیونکہ جو لوگ کسی اصول کے پابند نہین ہین نہ خدا و رسول کی کلام کو آسمانی کلام سمجھتے ہین نہ ان کے نزدیک بہشت و دوزخ ثواب و عذاب کوئی چیز ہے نہ وہ انبیا اور اولیاء کا مرتبہ انسانی مرتبہ سے زیادہ سمجھتے ہین۔ نہ عقبے اونکے آگے کوئی چیز ہے ایسی فیلسوفون کو معقول بنانا ہر ایک پورانے خیال کے ملا کا کام نہین ہے جسکے پائچے ٹخنون سے اونچے ہون اور جسکی نظر بجز قرآن و حدیث کے مختلف اقوام کی تواریخی حالت اور دوسرے علوم و فنون جدیدہ پر نہ ہو سید احمد خان بہادر کو ہمارے علماء کے پورانے مصطلحات اور مسلمات سے مطلق سروکار

نہین وہ تو صرف فلسفیانہ عقلی دلایل سے کام لیتے ہین وہ بہشت و دوزخ ۔ سزا اور جزا اور وعدہ وعید کو جو کلام الہی مین مذکور ہین متشابہات سے بتاتے ہین۔

سید احمد خان بہادر کی توجہات مین یہ غلطی ہے کہ بعض اوقات تو اصول قرآن اور قواعد و ضوابط اسلام کی اپنی تفسیر اور اپنی دوسری کلام مین پابندی کرتے ہین اور بعض اوقات سارا جھگڑا جولاہے کے تانے بانے کیطرح لپیٹ کر رکھہ دیتے ہین۔ تفسیر احمدی کو یہ کہنا کہ وہ تفسیر نیچری ہے بالکل صحیح ہے لیکن یہ کہنا کہ وہ علوم قرآن کے ٹھیک اصول مسلمہ اور قواعد و ضوابط اسلام اور بانی اسلام کے منشار کے موافق ہے بالکل غلط ہے اور اسکے ساتھہ ہی یہ سمجھنا ہے کہ اس تفسیر سے شعائر اسلام برباد ہو جائینگے اور دین اسلام مین رخنہ پڑ جائیگا بالکل غلط ہے کیونکہ تفسیر احمدی کوئی نئی تفسیر نہین بلکہ نیچری فرقہ ہر زمانے مین موجود رہا ہے اور شرایع اور مذاہب کے اصول کو ہمیشہ توڑتا رہا ہے لیکن یہ کسی سے نہین ہو سکا کہ خدانخواستہ مذہب اسلام اور شعائر اسلام کو برباد کر سکے اگر موجودہ زمانے مین اسلام کا ضعف پایا جاتا ہے تو اسکی قوی وجہ یہ ہے کہ آجکے روز ساری خدائی کے مسلمان ضعیف ہو گئے ہین۔ تمام اسلامی طاقتین بودی اور کمزور ہین۔ تمام اسلامی سلطنتون اور حکومتون سے قوت انتظامی سلب ہو گئی ہے لیکن یہ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ خواہ کیسی ہی تفسیرین شایع ہون اور لوگون کے خیالات مین کیسی ہی لغزش آجائے لیکن اسلام اپنے سچے اصول پر قایم رہیگا۔

حکما اور فیلسوف ہر زمانے مین پیدا ہوتے رہے ہین اور موجودہ زمانے مین زیادہ تر پیدا ہوتے جاتے ہین پس اس امر کی شکایت کرنا کہ نیچرل اورگن کی صدائین ہمارے کانون کی مساعد نہین ہین اور اس سے پردہ گوش اسلام کو صدمہ پہنچیگا محض لغو ہے۔

ہم حیران ہین کہ پٹنے کے علما کن اصول کے لحاظ سید احمد خانصاحب سے مناظرہ کرینگے سید احمد خانصاحب ایشیائی علوم و فنون بالخصوص علوم عربیہ مین چندان مہارت نہین رکھتے

نہ وہ علم ادب اور فن بیان و معانی اور قرآن کی فصاحت و بلاغت سے واقف ہین نہ اون
کے متبحر کو ہمارے اعلے درجہ کے ایشیائی فضلا کے تبحر سے کوئی نسبت ہے۔ ہان سید احمد
خانصاحب اون معلومات اور اون مصطلحات مین ہمارے بہت سے ایشیائی علما سے
بڑہے ہوئے ہین جنکی رو سے اونہون نے تفسیر احمدی لکہی ہے ہم حیران ہین کہ یہ مناظرہ
کن اصول پر ہوگا پٹہنے کے علما اس سے زیادہ استفسار نہین کرسکتے کہ آپکی تفسیر فنون
ادبیہ اور کلام آسمانی کی فصاحت و بلاغت اور اصول اسلام کے بالکل برخلاف ہے
سید احمد خان فی الفور یہی جواب دینگے کہ تمہارے اصول ہی غلط ہین۔ تمہارے اگلے
و فنون کے مفسرین نے جو کچہہ اجتہاد کیا ہے وہ سراسر غلط تہا۔ فصاحت و بلاغت
کے قایم کرنیکے لئے جو قواعد منضبط ہوئے ہین وہ بہی ٹہیک نہین الغرض خود غلط انشا
غلط املا غلط پس ایسے شخص کو ہمارے علما نیچری دنگل مین لنگر لنگوٹا باندہکر کیونکر پچہاڑ سکتے
ہین وہ تو بجز اسکے دوسری بات نہین کہہ سکتے ؎ آنکس کہ بقرآن و خبر زو نرہی آنست
جوابش کہ جوابش ندہی ٭ ہان نیچریون اور نیچر پرستون کے لئے گو کلام الہی معجز نہو اور جو
کچہہ دفتین المصاحف مین موجود ہے وہ وحی آسمانی نہو لیکن تفسیر احمدی اونکے نزدیک
کرامات ہے معجزہ ہے۔ خرق عادت ہے۔ نقض قانون فطرت ہے۔ یہ ہے اور وہ ہے
اور خدا جانے کیا کیا کچہہ ہے۔ نیچر پرستون کو تو سید احمد خانصاحب کے وجود باجود مین کچہہ
اور ہی جلوہ نظر آتا ہے تو وہ اس نیچری لعبت اور نیچری فطرتی صنم کی نیرنگیون اور جلوہ
ریزیون کو دیکہہ کر بڑے ترانے کے ساتہہ یہ شعر غنغنایا کرتے ہین ؎
ہمنے اوس بت مین جو دیکہا ہے نہین کہہ سکتے ٭ کہ مبادا کہین سن پائین شریعت والے
نیچری تصویر کا لطف کوئی نیچر پرستون ہی سے پوچہے۔ یہ چاشنی ہی اور ہے یہ ذائقہ ہی دوسرا
ہے یہ کیفیت ہی نرالی ہے وہ یہی کہتے ہین ؎ کوچۂ عشق کا رستہ کوئی ہم سے
پوچہے ٭ خضر کیا جانے غریب اگلے زمانے والے ٭ (باقی آیندہ) ش ح

ایک ہمدرد کی فریاد

مسلمانو سنو دیکھو تمہاری کیسی حالت ہے
نہ پہلی سی ریاست ہے نہ پہلی سی حکومت ہے

اوٹھاؤ پردہ غفلت کو جلدی نیند سے چونکو
کہ تڑکا ہو گیا ہے پر ستارا وقف ظلمت ہے

نہ موکب ہیں نہ مرکب ہیں نہ گھوڑے ہیں نہ جوڑے ہیں
نہ حشمت ہے نہ مکنت ہے نہ عزت ہے نہ حرمت ہے

تمہارے پاس تھا جو کچھ وہ کھویا عیش و عشرت میں
نہ تن پہ چیتھڑا باقی ہے اک ننگ ملت ہے

اگر سر کو ملے ٹوپی نہیں ہے پیر کو جوتی
ملے یہ بھی تو پھر ٹکڑا نہیں فاقوں کی نوبت ہے

تمہیں سب بے مکھنتے ہیں طنز سے کہتے ہیں جا بیجا
تمہارے واسطے ہر گوشہ گویا جائے ذلت ہے

برے کاموں کی گر تشبیہہ دیتے ہیں تو بس تم سے
بری باتوں میں بھی مشہور ہو تم کیا بری گت ہے

بنے ہیں دھوتیا پرشاد درباری مگر تم کو
نہ سرکاروں میں وقعت ہے نہ درباروں میں عزت ہے

یقیں جانو نہیں اسمیں خطا کوئی کسی کی کچھ
تمہارے سارے کرتک ہیں یہ اعمالوں کی شامت ہے

نہ ترکی میں نہ عربی میں نہ انگریزی میں کامل ہو
کسی صنعت کی آگاہی نہ حرفت میں لیاقت ہے

بگاڑا ایک کا ہے ایک کیا تہذیب پھیلی ہے
بہم ایک ایک دشمن اور آپس میں عداوت ہے

نہ بیٹھے باپ میں بہائی بہن میں ناتے رشتے ہیں
نہ سسرے ساس میں جورو خسر میں کچھ محبت ہے

چراغان نیکوکاری تو بالکل ٹمٹماتے ہیں
زنا کی فحش کی اغلام کی چوری کی کثرت ہے

نہ کچھ اندیشہ داور ہے نہ کچھ پاس پیمبر ہے
چوانی پر مسلمان جھٹ سے دیدیتا شہادت ہے

کسیکو کوئی کافر کوئی لامذہب بناتا ہے
نیا ایک ایک مذہب ہے نئی ایک ایک ملت ہے

کوئی ہے نیچری کوئی وہابی* کوئی لامذہب
کہیں تقلید سنت ہے رواج شرک و بدعت ہے

مسلمان بیچے در در جوتیاں چٹخاتے پھرتے ہیں
وہ جنٹلمین بنجاتے ہیں جنہیں کچھ امارت ہے

بنے کالے فرنگی ڈاٹ کر پتلون او جاکٹ
مسلمانو نکلے ولیں اور بہیں سے صاحبوں کو نفرت ہے

---

* وہابی یا لامذہب مسلمانوں میں کوئی مذہب نہیں ایک دوسرے کو بطور سب و طعن وہابی و لامذہب کہتا ہے جیسا کہ وہ اسکا بدعتی و مشرک نام رکھتا ہے ۱۲

اگرچہ ملتے ہین صابون تابہ شہرین ولایت زا
نہین چھٹتا ولیکن رنگ بس کالی ہی رنگت ہی
سین صحبت مین ہنستی ہین برانڈی و وہسکی ہی
نہ روزہ نہ نماز اب تو نہ طاعت نہ تلاوت ہی
اگر آئین والدِ ماجد بھی ملنے اونکو موہنڈاوین
ڈٹی کرسی پہ صاحبزادی ہین کیا سر مین نخوت ہی
یہی حالت رہی گر آج مسلمانو تو سچ جانو
قیامت ہے قیامت ہے قیامت ہی
سنو اور سر دہنو عاقل کی کیا معقول باتین ہین
چھڑک دی نظم کی شکر کہ کچھ کڑوی نصیحت ہی
(جریدۂ روزگار)

اڈیٹر کہتا ہے۔ ان ابیات مین جو مسلمانون کی دنیاوی مکنت و ثروت و دولت وحشمت کے زوال پر حسرت ظاہر کی گئی ہے اور اوسکے حصول کی ترغیب دلائی گئی ہی یہ ہمارے ان مسلمان بھائیون دینداروں پرہیزگارون کو جنہون نے برطبق ع حفظت شیئاً وغابت عنك اشیاء یعنی تونے ایک چیز کو یاد کرلیا ہے اور بہت چیزین تجھے بھولی ہوئی ہین) صرف چند آیات و احادیث مذمت دنیا کو یاد کر رکھا ہے احادیث و آیات فضیلت غنا کو بچشم بصیرت نہین دیکھا) ایک فضول بات معلوم ہوگی بلکہ معصیت و بد دینی دکھلائی دیگی ولیکن اگر وہ دیندار و پرہیزگار چشم عبرت و انصاف کھولین اور انبیاء سلف اور خاتم المرسلین اور اونکے خلفاء راشدین کے حالات ثروت و شوکت کو دیکھین تو اس حسرت و ترغیب کو فضول و معصیت نہ سمجھین۔ ان حالات و فضیلت غنا کے متضمن احادیث و آیات کو ہم اشاعۃ السنۃ نمبر (۶) جلد (۵) مین ذکر کر چکے ہین۔ اور اسباب ایک مستقل مضمون بعنوان دُنیا عنقریب لکھنا چاہتے ہین جسمین ہم یہ ثابت کرنا مدنظر رکھتے ہین کہ دنیا ہی ایک ایسا آلہ یا ذریعہ ہمارے پاس ہے جو ہمین خدا سے ملا دے رسول کا مطیع بنا دے قیامت کا سامان تیار کرا دے نماز پڑہا دے روزہ رکھا دے حج کرا دے زکوۃ دلا دے۔ جلدی ہاتھہ مین یہ دنیا نہو تو ہم کسی کام کے نہین اور کچھ نہین کر سکتے۔

ملخص رسالہ لی جی اسکاٹ صاحب
در اثبات وجود و توحید باری عزّ مجدہ

اس مضمون کو اسلامی علمار اسلف وخلف (جیسے امام حجۃ الاسلام غزالی امام فخرالدین رازی) و بین المتاخرین حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی وغیرہ نے اپنی عربی تصانیف مین عمدگی و شائستگی سے بیان کیا ہے مگر آج کل کے مہذب و تعلیم یافتہ لوگ اقوال غیر مذہب اشخاص سے زیادہ مطمئن ہوتے ہین اور انگریزی طرز بیان کو زیادہ پسند کرتے ہین لہذا ہم اس رسالہ کے بعض مضامین کو چند پرچون مین وقتاً فوقتاً نقل کرنا مناسب خیال کرتے ہین۔ مؤلف رسالہ کہتا ہے۔

اگر کوئی آدمی میدانمین چلا جاتا ہو اور اوسے ایک پتھر ملے اور وہ پوچھے کہ یہ کہان سے آیا ہے تو کوئی کہے کہ یہ ہمیشہ سے ہے تو اوس کو رد کرنا ذرا مشکل ہے لیکن اگر وہان میدان مین کوئی گھڑی نظر آوے اور کوئی ایسا کہے کہ یہ ہمیشہ سے ہے تو عقل باور نہ کرے گی لیکن یہ جواب اگر پتھر کے حق مین کافی ہے تو گھڑی کے حق مین بھی کافی ہے مگر گھڑی کے حق مین کافی نہین کیونکہ اسمین حکمت پائی جاتی ہے جسکا کوئی بانی ہے مثلاً اوسمین پہیے ہین جو آرہ کیطرح کٹے ہوتے ہین اور ایک دوسرے کو چلاتے اور دو سوئیان اور بارہ ہندسہ ہین جو وقت بتلاتے ہین سو یہ نتیجہ نکلیگا کہ اوسکا کوئی بانی ہے اور اس نتیجہ کو کوئی رد نہین کرسکتا۔

۱- مثلاً اگر کوئی کہے کہ ہمنے کسیکو کبھی گھڑی بناتے نہ دیکھا نہ کسی ایسے کو دیکھا جو بنا سکتا ہے تاہم عقل کو تسکین نہین آتی ہے کہ کوئی بنانے والا نہین ہے نہ کسی وقت مین یہ بنائی گئی تھی۔

۲- اگر کوئی اعتراض کرے کہ اس گھڑی مین بعض چیزین ایسی ہین جو سمجھ مین نہین

آتی ہین کہ کس مطلب کے واسطے ہین تو یہ کچھ دلیل نہین ہے کہ اسکا کوئی بنانے والا نہین کیونکہ اگرچہ بعض چیزین گھڑی مین معلوم نہین ہین کہ کس مطلب کے واسطے ہین تو بھی بعض اور چیزون سے جنکی حکمت صاف ظاہر ہے بنانے والا ثابت ہے۔

۳۔ اگر کوئی کہے کہ یہ گھڑی کبھی بگڑ بھی جاتی ہے اور ٹھیک وقت نہین بتلاتی ہے تو یہ بھی کچھ اعتراض نہین ہے کیونکہ بہتیرے ہتیار اور حکمت کی چیزین کسی قدر نکمی ہین پر بنانے والے کے حقمین کچھ شبہہ نہین رہتا ہے کہ کسی نے نہ بنایا مثلاً اگر انجن بگڑ جاوے تو کسیکو شبہہ نہوگا کہ اسکا بنانے والا نہین ہے۔

۴۔ اگر کوئی کہے کہ یہ ایک شے ہے اور جیسے ہر شے کی کوئی صورت ہوتی ہے اسکی بھی کوئی نہ کوئی صورت ہوگی خلقت مین کروڑون صورتین ہین اونہین سے یہ بھی ایک ہے ٭ گھڑی کے حقمین عقل ایسا جواب ہرگز تسلیم نہ کرے گی ٭

۵۔ اگر اعتراض کرنے والا کہے کہ خلقت مین ایک طرح کی ترتیب ہے جس سے سب طرح کی چیزین بنجاتی ہین سو یہ گھڑی بھی اوسی ترتیب سے بنگئی۔ یہ بھی کافی جواب نہین کیونکہ یہ قیاس مین نہین آتا کہ کوئی چیز فقط ترتیب سے بنی جبکہ کوئی ترتیب کرنے والا نہو ٭

۶۔ اگر کوئی کہے کہ ہان حکمت کی صورت تو گھڑی مین ہے لیکن تم اس حکمت کی صورت سے دہوکا کھاتے ہو اسکا بنانے والا نہین ہے تو عقل ہرگز تسلیم نہ کرے گی اور جہان ایسی حکمت ہے ممکن نہین کہ عقل دہوکا کھاوے

۷۔ اگر کوئی کہے کہ دہات مین ایک طرح کا قاعدہ ہے جس سے چیزین از خود بن جاتی ہین جیسا کہ بیج سے پیڑ عقل اسے تسلیم نہین کرتی کہ گھڑی یون ہی بنی کیونکہ کوئی قاعدہ یا قانون بغیر کسی قاعدہ بنانے والے کے نہین ہوسکتا۔

۸۔ اگر کوئی کہے کہ تم نہین جانتے کہ گھڑی کیا چیز ہے یعنی اسمین بھید ہے تو بس تمہین

کیا دہوم ہے کہ اسکا کوئی بنانیوالا ہے یا نہین ایسے جواب سے یہ نتیجہ کہ اسکا کوئی بنا بانی ہی رد نہوگا کیونکہ گہڑی کی اتنی کاریگری معلوم ہے جس سے صاف بانی ثابت ہی۔ جاننا چاہیے کہ ناستک مت والے اس قسم کے اعتراض کرتے ہین جب کوئی خلقت کے دیکہنے سے ثابت کرتا ہے کہ خدا ہے تو ناستک مت والے اس قسم کے اعتراض کرتے ہین۔

نصب

۱۔ فرض کرو کہ اوس گہڑی کے دیکہنے سے ہم کو یہ معلوم ہو جاتا کہ اس سے اور گہڑیان پیدا ہوتی ہین تو دیکہنے والا ضرور تعجب کرتا کہ یہ کیسی عجب حکمت ہی کہ ایک گہڑی سے اور گہڑیان بنتی چلی جاتی ہین ایسے عجیب سے وہ اور بہی یقین کرتا کہ ضرور اسکا بانی ہے۔

۲۔ وہ یہہ بہی سمجہا کہ اگرچہ ایک طور سے وہ پہلی گہڑی دوسری گہڑی کی بانی ہی تاہم اصلی بانی وہی ہے جس نے پہلی کو بنایا اور جتنی گہڑی اوس سے نکلین سبہو نکا بانی وہ ہی۔

۳۔ اگر وہ سوچنے لگے کہ جیسا یہ گہڑی پہلی سے نکلی ہے وہ پہلی اور کسی سے نکلی اور یون سلسلہ ہمیشہ سے جاری ہے اس سے ہرگز ثابت نہوگا کہ کوئی بانی نہین ہی یہ نتیجہ قایم رہیگا کہ کوئی بانی ضرور ہے اگر کروڑون گہڑیون تک یہ سلسلہ کوئی پہنچا دے یہ سوال ہوگا کہ انکا بانی کون ہی؟ عقل یہ چاہتی ہے کہ یہ معلوم ہو کہ یہ حکمت جو گہڑی مین پائی جاتی ہے کس سے نکلی کیونکہ حکمت بغیر حکیم اور کاریگری بغیر کاریگر اور ترتیب بغیر ترتیب کرنے والے کے نہین ہو سکتی سو یہ کہنا ایک گہڑی نے دوسری گہڑی کو بنایا کافی جواب نہین ہے۔

۴۔ شاید کوئی کہنے لگے کہ یہ تو ایک دور ہے کہ اس سے پیشتر کروڑون گہڑیان بنتی چلی آئین تو بہی عقل کو کچہہ تسلی نہین کیونکہ عقل چاہتی ہی کہ یہ حکمت کہان سے آئی اس سلسلہ کو چاہو جتنی دور لیجاؤ یہ نہین معلوم ہوتا کہ گہڑی بغیر بانی کے ہے اور یہان پر فقط یہ سوال نہین کہ یہ گہڑی کہان سے آئی بلکہ یہ سوال ہے کہ اسکی حکمت کہان سے حکمت ایسی چیز ہے کہ جو عقل سے علاقہ رکہتی ہے اگر کوئی مان بہی لیوے کہ یہ گہڑی

صفحہ ۱۳۶ سے لایق توجہ و ملاحظہ مسلمانان عالی ہمت و مہربان گورنمنٹ

اشاعة السنة النبويه

على صاحبها الصلوة والتحيه

نمبر پنجم و ششم — جلد ششم

معه

ضمیمه متضمن مسایل مذهب محدثین اهل السنه

بابت ماہ رجب سنہ ۱۳۰۰ھ مطابق ماہ مئی سنہ ۱۸۸۳ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

درجات و مراتب		تفصیل خریداران بشرح مراتب	قیمت سالیانہ	
درجہ	مرتبہ		بابت رسالہ	بابت ضمیمہ
۱	اخص قیمت	اسلامی ریاستوں کے نواب اور رئیس	۲۴ للعہ	۶ ے
۲	خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عام اغنیا و لایبریری ہا و سوسائٹی ہا	۱۲ عہ	۳ ے
۳	عام قیمت	متوسط اہل وسعت	ہے	عمہ ۸
۴	رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی رکھیں سالانہ پیشگی دیں	ے	۱۲
۵	للّٰہی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار بھی آمدنی نہ رکھیں مگر علمیت رکھیں اور اشاعت [illegible]	دعا	ایضاً

(۲) ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہ ہوگا رسالہ بدون ضمیمہ مل سکیگا۔

(۳) خط کتابت و ارسال زر مہتمم کے پورے نام و خطاب سے سب نشان مندرجہ ذیل ہونا چاہیئے۔ و ارسال زر بذریعہ منی آرڈر یا ہنڈوی اور کسی صورت سے نہ ہو ورنہ مہتمم ذمہ دار نہ ہوگا۔

ابوسعید محمد حسین لاہوری از مالیر کوٹلہ ضلع لودیانہ

Malerkotla

مطبع ریاض ہند پریس امرتسر

نمبر اول

مسلمانون کی خوفناک حالت

لایق ترحم و توجہ گورنمنٹ

ع
مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی

تمہیدات

اوّل

جب کوئی اپنے بیمار کے درمان و علاج کا حکیم حاذق سے خواہان ہوتا ہے تو پہلے اسکو اس بیمار کی شکایت ضرور کرنی پڑتی ہے کہ اُسکے پیٹ مین یہ بلا ہے اور اُسکے سر مین یہ آفت ہے ایسا ہی اگر کوئی اعلیٰ حاکم سے اپنی فقر سے یا کسی ظالم (حاکم یا رعایا) کے ظلم سے مخلصی چاہتا ہے تو اُسکو بھی ضرور اپنی یا دوسری بھائی یا حاکم وقت کی کچھہ نہ کچھہ نقصان یا بُرائی بیان کرنی پڑتی ہے +

اسکو کوئی یہہ سمجھے کہ یہہ اپنے یا اپنی قوم یا حاکم کی توہین و تحقیر کرتا ہے تو یہہ اُسکی نافہمی ہے جس کا (بجز شافی مطلق) کسی طبیب حکیم ڈاکٹر فلاسفر کے پاس کچھہ علاج نہین اور جو اُسکی نسبت یہہ خیال کرے کہ اِس بیان و شکایت مین علاج و اصلاح کی نیت نہین صرف بدگوئی مقصود ہے یہ اسکی بدگمانی ہے (جسکا بجز سکوت کچھہ جواب نہین)

اسی روش پر ہمکو (جو اپنی بیمار قوم کی مُہلک مرض کے درمان و علاج کی پہلے اپنی قوم سے پہر اپنی مہربان گورنمنٹ سے خواستگار ہین) ضروری ہوا کہ ہم پہلے اپنی قوم کے خوفناک حالات کو بیان کرین پہر اسکے علاج کے خواہان ہون پس

+ ہان اگر کوئی دنیا و آخرت کا خوف رکھکر سنے تو جواب بھی جو مضمون آئندہ جلد مین بصفحہ (۱۳۱) عنقریب آویگا-

ناظرین باتمکین اس بیان کو تحقیر و توہین مسلمانان نہ سمجھین بلکہ غمخواری و تیمارداری خیال کرین اسمین (ہمکو لایق بدگمانی سمجھکر) بدگمانی نہ کرین اپنی عالی ہمتی اور نیک نیتی پر نظر رکھکر حسن ظنی کو کام مین لاوین ع بر من منگر بہ کرم خویش نگر۔

تمہید دوم

یہہ ایک سرسری اور اکثری بات ہے کہ گورنمنٹ نیوٹرل (یعنی غیر طرفدار) ہے اور وہ رعایا کے مذہبی امور مین دست اندازی نہین کرتی اور اُسکو ایسا ہی ہونا چاہئے مگر اگر غور سے دیکھا جائے تو یہہ بات کلیتہً صحیح نہین اور نہ کسی گورنمنٹ کو (جو عدل کا دعوی اور شایستگی انتظام کو شعار رکھتی ہو) ایسا کرنا مناسب ہے بلکہ گورنمنٹ کا نیوٹرل ہونا اور مذہبی امور مین مداخلت نہ کرنا خاصکر اُن ہی مذہبی امور کی نسبت ہے جنکو پولیٹکل معاملات یا انتظامی سلسلہ سے تعلق نہین ہے اور جن مذہبی امور رعایا کو سلطنت پر اثر ہے یا انتظام مین دخل ہے اسمین دست اندازی کرنا ہر ایک گورنمنٹ کا (جو اصول سیاست کی پابند ہو) فرض ہے اور اسی پر ہماری برٹش گورنمنٹ کا عمل ہے۔

تمثیلات

ایک شخص اپنے مذہب کی ہدایت سے (جسکو وہ مذہبی ہدایت سمجھتا ہے گو اصل مذہب کی وہ ہدایت نہ ہو) اپنے مخالفین مذہب کو قتل کرنا چاہے یا اس فعل کے لوگون کو ترغیب دے* تو کیا گورنمنٹ اسکو اس مذہبی فرض کے ادا کرنے سے نہین روکسکتی

---

* چنانچہ ایک مولوی صاحب نے اپنے مخالفین مذہب کی نسبت ایسا فتوی دیا ہے بلکہ اسکو بطور رسالہ چھپا کر مشتہر کر دیا ہے ہم انکا یا اُن کے رسالہ کا نام لینا ابھی مناسب نہین سمجھتے اگر ہماری یہ اجمالی اشارون اور خفیف شکوون نے اُن پر اثر نہ کیا تو ناچار نمبر دوم اس مضمون مین انکا نام بتایا جاویگا۔

بیشک روکتی ہے اور اسکو روکنا لازم ہے ۔

اس دست اندازی پر اگر کوئی سوال کرے کہ گورنمنٹ تو نیوٹل ہے پھر وہ ہمکو ہمارے اس مذہبی فرض سے کیون روکتی ہے اور ہمارے مذہب مین کیون مداخلت کرتی ہے تو گورنمنٹ کی طرف سے اسکا جواب صرف یہی ہوسکتا ہے "مین نیوٹل ہون اور کسیکے مذہب مین دخل دینا میرا کام نہین مگر اسی حد تک اور اسی مسئلہ مذہبی کی نسبت جسکو انتظام عام یا پولیٹیکل معاملات سے تعلق نہو اور یہہ مسئلہ (قتل مخالفین مذہب) ایسا ہے جسکو نہ صرف نظام عام رعایا سے تعلق ہے بلکہ اصول سلطنت اور گورنمنٹ سے بھی پورا تعلق ہے ۔ اس مسئلہ کی نسبت بھی اگر گورنمنٹ نیوٹل ہو رہیگی تو ایک نہ ایک دن اُسکو ہندوستان چھوڑکر انگلینڈ کی راہ لینی پڑیگی کیونکہ گورنمنٹ خود بھی اس مسئلہ کے استعمال کا محل ہوسکتی ہے اسلئے کہ مذہبی مخالفت جو اس مسئلہ کا اصول ہے اسمین بھی موجود ہے ۔

(۴) ایک مسلمان ہندوؤن کے بُتخانہ کو یا ایک ہندو مسلمانون کی مسجد کو گرانا چاہے یا ایک دوسرے کے معبود یا بانی مذہب کی توہین کرے اور اس امر کو وہ اپنا مذہبی فرض سمجھ لے تو کیا گورنمنٹ اسکو بلا استغاثہ یا باستغاثہ فریق ثانی اس فرض کے ادا کرنیسے نہین روکتی ؟ بیشک روکتی ہے ۔

اسپر بھی اگر وہی سوال دست اندازی مذہبی کوئی کرے تو گورنمنٹ اسکا جواب بجز اسکے کچھہ نہین دیسکتی کہ اس امر کو انتظام عام مین دخل ہے گورنمنٹ اسکی نسبت نیوٹل نہین ہے ۔ اسکے نظائر اور بہت ہین ازانجملہ بعض نظائر† کا ذکر مضمون آئندہ مجدد کے خاتمہ پر بیان ہوگا ۔

---

† جیسے ہندؤن مین ستی ہونا تپسیا کرکے خودکشی کرنا مسلمانون مین بردہ فروشی حدود شرعی جاری کرنا وغیرہ ۔

تمہیدات ہوچکین اب اصل مضمون کیطرف رجوع کیا جاتا ہے

جون جون ہم اور ہمارے ہمدرد ومحب القوم والوطن مسلمانون کے باہمی اتفاق بھم پہنچانے مین کوششین کرتے ہین اسکی تائید وترغیب مین پُرزور وبااثر مضامین قید قلم مین لاکر اخبارون اور رسائل مین چہپواتے ہین اور اس اتفاق واتحاد کے وسائل (انجمنین اور سوسائٹیان) قایم کرتے ہین تون تون ہمارے ہی فاسد اعضا بعض مسلمان شوریدہ بخت واژگون قسمت (جنکی بدنصیبی سے یہ بیت حاکی ہے بآب زمزم وکوثر سفید نتوان کرد ÷ گلیم بخت کسی راکہ بافتند سیاہ) درپئے تفرقہ وفساد وباہمی بغض وعناد ہوتے جاتے ہین مسلمانون کو ایک دوسرے کا دشمن بناتے ہین ۔ کینہ وعداوت وتفرقہ ومہاجرت کا سبق پڑہاتے ہین رات دن بذریعہ تحریر وتقریر علیحدگی ونفاق کی منادی سناتے ہین کہ اپنے مخالفین کو (جو اصول مین ان کے موافق ہین صرف فروعات مین مخالف ہین) دین سے خارج سمجھو انکو اپنی مسجدون سے نکالدو ان کے پیچھے نماز نہ پڑہو ان کے پاس بیٹھنا ساتھ چلنا کھانا پینا موقوف کرد وعلی ہذا القیاس ۔ اور جب وہ دیکھتے ہین کہ صرف معمولی فروعی اختلاف پر یہہ احکام نہین لگائے جاسکتے اور اگر لگائے بھی جاتے ہین تو وہ عام لوگون مین چل نہین سکتے تو وہ اس تفرقہ کو قائم کرنے اور ان احکام شقاق ونفاق کو جاری کرنیکے لئے جہوٹ وافترا سے کام لیتے ہین ۔ اپنے **مسلمان اور سُنّی** بھائیونکی نسبت ایسی باتین خلاف واقع اور ناحق شائع کرتے ہین جو انکو دائرہ اسلام سے خارج کرین یا اہلسنت وجماعت کے احاطہ سے نکالدین (جیسے انکا یہہ **افترا** کہ خداتعالی کا جہوٹ بولنا ممکن ہے اور یہہ **افترا** کہ انبیا علیہم السلام کو خطاکار یا گنہگار کہنا جائز ہے ۔ اور یہہ **افترا** کہ آنحضرت صلعم خاتم المرسلین نہین ہین ۔ اور یہہ **افترا** کہ رجعت (جسکے شیعہ قائل ہین) برحق ہے ۔ اور یہہ افترا کہ چارون امامون کے پیرو (حنفی شافعی حنبلی مالکی) اور چارون طریقہ

کی متبع (چشتی قادری نقشبندی سہروردی) سب کافر ہین - اور یہہ **افترا** کہ خنزیر کی چربی حلال ہے - اور معاذ اللہ ——— نے وہ پیر شام جسمین وہ چربی تھی کہایا ہے اور یہہ **افترا** کہ مردون کو بالیان پازیب زیور وغیرہ پہننا درست ہے اور یہہ **افترا** کہ پیشاب کرنے کے بعد پانی وغیرہ سے استنجا کرنا بدعت اور دوزخیون کا کام ہے اور یہہ **افترا** کہ وضو مین بجائے پاؤن دہونے کے انپر مسح کرنا فرض ہے وغیرہ وغیرہ جنکی تفصیل مین تطویل ہے -

اِس قسم کی افترا پردازیان اور فتنہ انگیزیان سب سے پہلے شہر دہلی (جو ہمیشہ سے ہر ایک فن (بہلے یا برے) کے اہل کمال کا مرجع ومجمع ہے - وہان کے علما وصلحا ہین تو بے مثل ہین مفسد وشوہدے ہین تو بے نظیر) سے سرزد ہوتی ہین پہر اور دیار وامصار (ہندوستان وپنجاب) مین پہیلتی ہین - **ان باتون کو ناواقف** خداترس (اِس خیال سے کہ وہ علماء دہلی کے مُہری فتوی مین منقول ومندرج ہین اور مفسد شریر النفس (اپنی خبث باطنی کے اقتضا سے) بدل قبول کرتے ہین اور عام لوگون مین پہیلاتے ہین اور یوما فیوما بغض وعداوت باہمی اہل اسلام کو بڑہاتے ہین - یہہ بازار فتنہ وفساد کا دہلی مین مدت سے گرم تہا سنہ ۱۸۸۱ء مین جی جی ینگ صاحب بہادر کمشنر وسپرنٹنڈنٹ قسمت دہلی نے ہمیشہ کے مقدمات دیوانی وفوجداری (جو اِس تفرقہ وفساد کے نتائج تہے) کے سنتے سنتے تنگ آکر اِس بازار کو سرد کرنا چاہا - اور جانبین کے علماء ومقتداؤن کو بُلا کر دوستانہ طور پر سمجہایا کہ آپ لوگ عوام کے فتنہ کو بند کرین اور باہم اتفاق واتحاد اہل اسلام کو قایم رکہین تسپر فریقین کے سرآمد علما نے جو اسوقت مرجع افتا رہتے تہے توجہ فرمائی اور ایک تحریر پُرتاثیر خوش تقریر (جسکا خلاصہ ذیل مین درج ہے) قید قلم مین لاکر اپنے اپنے فریق کے علماء وفضلاء کے دستخطون ومواہیر سے مسجل ومزین فرما کر صاحب کمشنر کے پاس تصدیق وشہادت واقعہ

(نہ کسی مسئلہ کی تصفیہ و تحقیق کے لئے) پیش کی۔ اس تحریر کو بتمامہ ہم رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۳ جلد ۵ مین درج کر چکے ہین۔ اِس مقام مین اسکا ایک حصّہ بعینہٖ اسکی عبارت سے نقل کرتے ہین۔

نقل پارہ از تحریر علماء دہلی مدخلہ و مصدقہ عدالت کمشنری

"چونکہ دہلی و دیگر امصار مین اکثر نافہم لوگون نے مسائل فروعیہ مین تنازعات بیمعنی بپا کرکے طرح طرح کے اشتہار و رسائل مشتہر کئے ہین بارہا وہ اشتہار و رسایل ہماری نظر سے گذرے ہرچند بطور خود اسکا انتظام و امتناع چاہا مگر نادان لوگ باز نہ آئے اور خفیف امور پر نوبت بعداوت پہنچائی ہر ایک فریق اپنے مخالف فریق کو گمراہ اور خارج از اہلسنت والجماعت تقریرًا و تحریرًا کہنے لگا۔ اور باہم فساد و عناد بڑہتا گیا اور یہان کے فساد سے اور بلاد و قصبات مین بھی نزاع و تکرار بین المسلمین واقع ہوئی اور نوبت بفوجداری پہنچی۔ حالانکہ یہ اختلاف سلف صالحین سے چلا آیا ہے اور صحابہ کرام اور مجتہدین عظام مین فروعی مسایل مین اختلاف رہا ہے لیکن باوجود اختلاف کے اُن حضرات مین بغض و عناد و فساد نہ تھا۔ ایکدوسرے کو خارج از اہلسنت والجماعت نہ سمجھتا تہا اور آپس مین محبت و اتحاد تھا اور آجکل لوگ انھین فروعی مسائل کے اختلاف کے سبب نااتفاقی حرمتون مین مبتلا ہو رہے ہین کیونکہ ضد اور کینہ اور غیبت اور عداوت اور فساد بالاتفاق حرام ہے

جن مسایل مختلف فیہ مین اختلاف ہے وہ یہ ہین۔ نجاست آب۔ آمین بالجہر فی الصلوٰۃ رفع الیدین فی الصلوٰۃ۔ رفع سبابہ و دیگر مسایل اختلافیہ۔ بعض نے انکو حرام سمجھا۔ اور بعض نے سنن موکدہ۔ غرضکہ جادۂ اعتدال سے گذر گئے۔

ایک فریق دوسرے فریق کے افعال نماز مین طعن و توہین سے پیش نہ آوے اور نماز ایک فریق کی دوسرے کے پیچھے بشرط رعایت عدم مفسدات جائز ہے پس جو شخص

کرے اسکو منع نکیا جاوے اور اُسکے پیچھے بلاشبہ نماز پڑھنی چاہئے اور جو نکرے اسپر اعتراض نہ ہو اور فاعل افعال مذکورہ اُسکے پیچھے نماز پڑھے اور آپسمین محبت اور اتحاد رکھین کوئی کسیکو بُرا اور بد مذہب نجانے۔ مساجد مین کسی فریق کا کوئی فریق فریقین سے مانع و مزاحم نہ ہو جیسا کہ طریقہ سلف کا تھا اور عملدرامد متقدمین کا رہا ہے عامل بالحدیث اپنے طور پر عمل کرے اور عامل بالفقہ اپنے طور پر ہر ایک مسجد مین ہر ایک اپنے عمل بجالانیکا مجاز و مختار ہے۔"

نقل مواہیر علماء دہلی فریقین وغیرہ جو اس تحریر پر ثبت ہین۔

فریق عامل بالحدیث		فریق عامل بالفقہ			
مہر یا نام	تعریف	مہر یا نام	تعریف	مہر یا نام	تعریف
سید محمد نذیر حسین ۱۴	اس گروہ کے رئیس العلماء ہین اور حدیث کو مدرس و مفتی۔	محمد شاہ [illegible]	اس فریق کے امام و مناظر و مصنف مذہب حنفیہ کے [illegible]	محمد عبد اللہ	مدرسہ مولوی عبد الرب کے مدرس جو فی الحال پنجاب یونیورسٹی کالج کے مدرس دوم ہین
حفیظ اللہ حسبنا اللہ بس	حافظ مولوی واعظ مشہور شہر دہلی کے ۔	۱۲۹۰ محمد عبد الرب	واعظ مشہور دہلی و سہارنپور	۱۲۸۴ عبدہ محمد یوسف	حافظ و واعظ مشہور
ز شرف سید کونین شد شریف حسین	مولانا سید نذیر حسین صاحب کے جانشین اور فرزند ارشد	الحق [illegible]	مدرس مدرسہ مسجد فتحپوری	[illegible]	[illegible]
		محمد رحیم بخش [illegible]	مسجد فتحپوری کے امام اور خاندان نقشبندیہ کے سجادہ نشین		

فریق ثالث یا بالخیر جنکو دونو فریق سے مساوی تعلق ہے	
انہ کان منصورا	سید محمد امام جہان نما

مولوی ابو المنصور امام فن مناظرہ ایکتا * تمام شہر اور جامع مسجد کے امام

اس تحریر پر ان علماء کے علاوہ اور بہت سے فضلاء و علماء فریقین و ثالث طرفین کے دستخط و مواہیر ثبت ہین مگر ہمنے ایک خاص غرض سے جسکو مقام بیان علاج مین ظاہر کرینگے صرف ان علماء کی مہرین نقل کی ہین جنکا علماء و مقتدا ہونا اسوقت اپنے اپنے فریق مین مسلم

ومشہور ہی +

یہہ تقریر سراپا تنویر تریاق التاثیران مردہ دلون پر (جو حسد و عناد و شر و فساد پلائے گئے ہین زہر ہلاہل بنکر گرے یا زہر آلودہ خنجر ہوکر لگی اور وہ صلح جو اس تحریر کی تاثیر سے پیدا ہوئی تہی انکو موت سی بھی بدتر معلوم ہوئے پس فوراً اس عہد کے توڑنے اور اس صُلح کے فسخ کرانے کی تدابیر کسے درپی ہوگئے۔

ایک مدت کے بعد پھر تو انھون نے یہہ تدبیر فساد و باہمی جنگ و عناد کی نکالی کہ ایک تحریر منجانب مولوی سید شریف حسین صاحب خلف الرشید مولینا سیّد محمد نذیر حسین صاحب مُحدّث دہلوی بنام جناب مولوی ولایت علی صاحب حنفی فرخ آبادی مدرس مدرسہ جناب مولوی محمد سعید صاحب عظیم آبادی بمقام شہر پٹنہ اس مضمون کی روانہ کی جسکی تفصیل نقل سے باوجودیکہ نقل کفر کفر نباشد مسئلہ مشہور ہی ہماری بدن پر بال کہڑے ہوتے ہین اور قلم و زبان کو ماری شرم و حیا کے طاقت بیان نہین ہی اور اسکا اجمالی بیان یہ ہی۔ کہ تمہاری اکابر مذہب و مشائخ طریقت کے فلان و فلان (جنکے نام نامی کا ذکر بھی اس مقام مین گستاخی و بے ادبی سے خالی نہین) سب کے سب کافر و مرتد و جہنمی گذری ہین اور ہمارے عُلماء مذہب فلان فلان ایسے اور ایسے عالم و مجتہد ہین اسی قسم کے اور کفریات و اکاذیب اس تحریر مین درج ہین (جنکا صدور مسلمان کی شان سی بعید ہی)

اس خط کو ان مفسدون نے خود ہی دہلی۔ دیوبند۔ سہارنپور۔ گنگوہ۔ لودہیانہ لاہور وغیرہ بلاد ہندوستان و پنجاب مین پہیلایا اور عام لوگون کو اُسکایا اور جوش دلایا کہ گروہ عاملین بالحدیث عاملین بالفقہ کو ایسا بُرا سمجھتے ہین لہذا انسی دشمنی و عناد عاملین بالفقہ کا مذہبی فرض ہے۔ ہرچند اس خط اور اسکی اشاعت نے بعض سادہ مسلمانان ضلع سہارنپور و لودہیانہ پر کچھ اثر کیا انہون نے بلا تحقیق اسپر اعتماد

کر کے عاملین بالحدیث کو مسجدون سے نکالنا شروع کردیا اور اپنا دشمن و مخالف اسلام سمجھ لیا مگر اکثر بلاد کے علماء، و صلحاء، و عقلاء، و رؤسا نے اسکو دروغ بےفروغ سمجھکر اسکی طرف التفات تک نکیا **الغرض** اس جعلی خط کا اثر پورا پورا نہوا۔

یہ دیکھکر ان ہی حضرات نے یا انکے اور ہمخیال بھائیون نے انہی دہلی کے مفسدون کے مشورہ و معاونت سے ایک اور فتوی بطور رسالہ اس مضمونکا تیار کیا کہ گروہ عاملین بالحدیث اہلسنت وجماعت سے خارج و گمراہ ہین انمین ایسی باتین پائی جاتی ہین جو بعض موجب کفر ہین بعض موجب ضلالت و نماز کی مفسد (جنکی تفصیل ہم بصفحہ (۱۹) کرچکے ہین) لہذا انکے ساتھ ملنا بیٹھنا انکے پیچھے نماز پڑھنا درست نہین۔ اور اسکے **ذیل** مین اس تحریر **معاہدہ مصدقہ کمشنری** دہلی کی بے اعتباری یون بیان کی کہ صاحب کمشنر دہلی نے ان دو فریق کا باہم ملاپ و اتفاق کرایا تھا وہ فتوی شرعی و لائق اعتبار نہین ہے اور اسپر **تین دلایل** پیش کئے **اول** یہہ کہ صاحب کمشنر کو مذہبی امور مین کیا دخل اور فتوی پر مہر کرنیسے کیا کام **دوم** یہ کہ اسمین سوال (چہ فرمایند علماء دین) و جواب (بحوالہ کتب کہان ہے) **سوم** یہہ کہ اسپر دستخط کرنیوالے سب علما نہین۔ بعض طرفین کے مولوی ہین اس رسالہ پر انہون نے جہوٹی سچی مہرین کراکر ایک مولوی صاحب کے (جنکے اسم و رسم سے ہم واقف نہین لہذا ہم انکی نسبت کسی قسم کی راے قایم نہین کرسکتے کہ وہ دیدہ و دانستہ اس فساد و خلاف بیانی کے متصدی پیش امام ہوئے یا وہ کسی مفسد کے دہوکہ مین آگئے یا وہ اس رسالہ کے مضامین ہی سے بیخبر محض ہین) نامزد کرکے ایک **گلابی رنگ** کے چہ ورقہ پر مطبع فیض محمدی لکہنو مین چہپوا دیا

اب **وہ چہ ورقہ** رسالہ ہندوستان و پنجاب کے اکثر شہرون مین مشتہر ہو رہا ہے اور اسکے دستاویز سے (کہ یہ دہلی کا مہری فتوی ہے) ناواقف لوگون کو دن رات بہکایا اور جوش دلایا جاتا ہے کہ گروہ عاملین کافر و مرتد و خارج از ملت ہین انکے ساتھ ملنا بیٹھنا کسی کام مین شریک ہونا مسجدمین انکو دخل دینا جایز نہین ہے۔ اس **کارروائی** تفرقہ کا نتیجہ بقرینہ واقعات اور بحکم مشاہدہ و فراست ہونیوالا ہے کہ جماعت عاملین بالحدیث عموماً مسجدون سے نکالی جاینگی وہ نہ نکلی تو فریق کے ہاتھ سے مارپیٹ کھاینگی

یا عدالت کے دروازون پر ڈیرہ لگا دینگے یا گورنمنٹ پنجاب مین ڈیپوٹیشن یا میموریل پیش کرینگے جسمین نہ صرف انکو نقصان پہنچیگا بلکہ گورنمنٹ اور اسکے معزز افسرونکا بیش قیمت وقت بھی صرف ہوگا یہہ آن بیمارونکی کیفیت مرض ہے اب جو اسکا علاج لایق توجہ معززین اہل اسلام و گورنمنٹ والا احتشام خاکسار (اڈیٹر) کے فکر و خیال مین آیا ہے وہ عرض خدمت جانبین ہوتا ہے۔

علاج لایق توجہ و تعمیل اہل اسلام

اہل اسلام سے جو صاحب علم و انصاف ہین وہ خود جانتے ہین کہ گروہ عاملین بالحدیث کو عاملین بالفقہ سے اصول اعتقاد و امہات مسایل مین (بجز چند مسایل فرعیہ عملیہ کے جنمین کسی جانب صواب یا خطا کا یقین نہین ہوسکتا) اختلاف نہین ہے بلکہ وہ اکثر مسایل و اصول مین ایک ہین اور جنکو کسی مسئلہ مین کچھہ اشتباہ یا قلت اطلاع ہو وہ بشرط استطاعت اس گروہ کے معمولہ و متمسکہ کتب حدیث (صحاح ستہ وغیرہ) کو (جن پر انکا عملاً و اعتقاداً اعتماد و استناد ہے) مطالعہ کر کے دیکھین کہ آیا ان کتب مین ان باتون کا جو ان کے ذمہ لگائی جاتی ہین اور وہ بصفحہ (۱۴۹) منقول ہو چکی ہین کہین اثر و نشان ہے جسکو یہہ بھی استطاعت نہو وہ اسی فیصلہ و قرارداد فریقین کو جو عدالت کمشنری دہلی مین گویا رجسٹری ہو چکا ہے ملاحظہ فرما دین جسمین باتفاق علما فریقین صاف تسلیم کیا گیا ہے کہ ان کا انکا اختلاف صحابہ کی مانند صرف بعض مسایل فرعیہ مین ہے اصول مین نہین ہے یہ سب اہلسنت و جماعت ہین ایک کی دوسرے کے پیچھے نماز درست ہے اور جو اس فیصلہ کی بے اعتباری پر اس تحریر سراپا تزویر مین تین دلایل قائم کیے ہین انکو وہ محض مغالطات و دہوکے سمجھین دلیل اول کو اسلیے کہ صاحب کمشنر نے اسمین تصدیق مسایل کے لیئے دستخط نہین کیے بلکہ بغرض شہادت واقعہ۔ گویا اس فیصلہ کو رجسٹری کر دیا ہے تاکہ مفسدین کو اسمین انکار کی گنجایش نہ رہے اور ظاہر ہے کہ کوئی امر شرعی بیع یا نکاح یا ہبہ یا طلاق عدالت مین رجسٹری کرانیسے غیر شرعی اور باطل نہین ہو جاتا دوم کو اسلیے کہ دینی مسایل و فتاوی کے صیغہ و پیرایہ کا سوال و جواب پر انحصار

نہین ہے دیکہو قرآن مجید یا صحیح بخاری یا ہدایہ مین کہین رحمہ ہی فرمایند علمار دین کا لفظ نہین ہے پہر کیا وہ مسائل جو ان کتابون مین نہین شرعی مسایل متصور نہ ہون گے سوم کو اسلئے کہ اس فیصلہ پر جن لوگون کی مہرین ہین وہ سبہی علما نہین ہین تو بعض تو بلا خلاف علمار ہین جنکے نام نامی ہمنے اسمقام مین (اسی بات کے جتانے کے لئے) نقل کئے ہین اور انکا علما ہونا اس تحریر پر تزویر مین بہی تسلیم کیا گیا ہے بلکہ انہی علما کی مواہیر سے اپنی تحریر کو دہلی کا مہری فتوی بنایا ہے اور عام لوگونمین جو دہلی کے فتوے پر اعتماد کرتے ہین مشتہر کیا اور تصدیق مسئلہ کے لئے بعض مصدقین کا علمار ہونا کافی ہے اسکو غیر علمار کا مان لینا اور اسکی تصدیق کرنا اسکو شرعی فتوے ہونیسے خارج و بے اعتبار نہین کرتا اس تمہید سے کس و ناکس کو عالم ہو خواہ عامی ان باتون کی کذب و بہتان ہونیکا یقین ہو سکتا ہے اور معزز خیرخواہان اسلام و اتفاق جویان اہل اسلام خصوصاً اسلامی انجمنون کے اعیان کی توجہ سے اس یقین کے اظہار اور ان کاذب کی بے اعتباری کے اشتہار سے وہ مرض تفرقہ و فساد و بغض و عناد اہل اسلام سے دور ہو سکتا ہے اور جنکے دلمین پہر بہی یہ مرض ہے انکے لئے دو نسخہ اور تیار ہے **اول** ہزار روپیہ کا اشتہار **دوم** چہوٹے ان باتونکے قایل پر لعنت کی بوچہاڑ۔

اشتہار تو اس رسالہ کے سرورق پر ثبت ہے جسکو اہلحدیث مین ان باتونکے پائے جانے کا دعوی یقین ہو وہ اس اشتہار کا جواب دے یا کسی سے دلوائے اور ہزار روپیہ انعام پائے۔

اور **لعنت** ہر دم حاضر ہے جہان اور جسوقت چاہو اہلحدیث کہنے کو حاضر ہین کہ جو ان باتونکا قایل ہے اسپر ہزار لعنت ہے اور جو ناحق کسی پر بہتان باندہے اسپر ہزار نہین تو پانچ ہی سہی۔ پانچسو کی انکو رعایت کیگئی۔ انکے مخالف اپنے دعوی یقین مین سچے ہین تو اسپر (بالجہر نہ سہی) آہستہ ہی آمین کہدین بالفعل تو ہم اس قدر پر اکتفا کرتے ہین ہمارے اشتہار کا جواب ملا تو اسکے جواب مین ہم دلایل سے تفصیل اور کتابی بحث کرینگے ان باتونکا افترا ہونا محدثین کی کتب معمولہ سے ثابت کر دینگے اور جن عبارات اور کتب چہاو و چہجو وغیرہ سے ان حضرات نے ان باتونکا اختراع کیا ہے انکا جواب بھی دینگے۔

علاج لایق توجہ گورنمنٹ

مجدد

کسی کی ذاتی وشخصی وصف منقصت یا کمال سی بحث کرنا چندان ضروری امر نہین ہے مگر جب وہ ذاتی وشخصی وصف قومی وصف ہوجائے اور اسکا اثر ایک قوم پر پہنچے تو وہ وصف ذاتی وشخصی نہین رہتی اور اس سی بحث قومی ضروریات سی ہو جاتی ہے۔

مثلاً ایک شخص کسی کی نسبت شہادت دینا چاہتا ہی اور اسکی کلام کا اثر اسکی جان یا مال پر پہنچنے والہ ہے تو اسکی ذاتی چال وچلن سے بحث کرنا ضروری وقومی امر ہے ایسا ہی اگر کوئی شخص کسی قوم کا رہنما ومقتدا ہی اور اس سے عام لوگون کی ہدائیت یا ضلالت متصور ہے تو اسکی ذاتی حالات سے بحث کرنا اور اون لوگون گا اعلیٰ فرض ہے جو قومی امور مین بحث کرنا اپنا فرض سمجھتے ہین۔

اسی اصول[*] پر محدثین نے سلف سی خلف تک حدیث کے راویون اور دین کے امامون کے حالات سے بحثین کی ہین اور فن اسماء الرجال مین کتابین لکھین ہین اور مورخین نے سلاطین زمان وغیرہ اعیان کے حالات مین تاریخین تالیف کین۔

اسی اصول پر ہم ہی بعض اوقات بعض اعیان اسلام کے حالات سی بحث کرتے ہین او انکے نشر مناقب ومحامد کو موجب ہدایت ہزارون اشخاص کا جو انکی طرف رجوع کرین او انکی تالیف سے ہدایت پاوین خیال کرکے اشاعۃ السنہ مین انکی فضائل وکمالات کو بیان کرتے ہین اس

---

[*] اصول جمع اصل بمعنے قانون ہی اور لغۃً کسی ایک قانون پر اسکا اطلاق صحیح نہین ہی مگر چونکہ عام لوگ بجائے اصل لفظ اصول بولتے ہین اور اگر لفظ اصل بولا جاوے تو سمجھ نہین سکتے لہذا ہمنے بہی وہی عام فہم لفظ اصول بجائے اصل بولا ہی اور غلط العام فصیح کا لحاظ کیا۔

امر کو اگر کوئی ذاتی و شخصی بحث سمجھے تو یہہ اسکی نافہمی ہے اور جو اسکو اخبار نویسون کی سی خوشامد تصور کرے یہ اسکی سوء ظنی و بدگمانی ہے یہہ بدگمانی ہر ایک کام مین (اچھے سے اچھا کیون نہ ہو) ہو سکتی ہے (مثلاً ایک شخص دوپہر کی دہوپ مین نماز کے لئے کسی مسجد مین آتا ہے اسکے اس فعل مین یہہ بدگمانی ہو سکتی ہے کہ یہ ریاکار یا مکار ہے اس فعل سے یہہ تسخیر خلایق مد نظر رکہتا ہے) مگر خدا - رسول قران و اسلام ہمکو اس بدگمانی سے مانع ہین اور ہر ایک مسلمان کے فعل مین (گو وہ بدنیتی سے کیا گیا ہو) حسن ظنی و نیک نیتی کے گمان کرنے کو واجب کرتے ہین (چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۶ مین بصفحہ ۹ کتاب و سنت سے اسکا ثبوت دیا گیا ہے) لہذا کسی مسلمان کو نہین پہنچتا کہ ہمارے یا کسی مسلمان کے فعل مین (جب تک کہ اسکے پاس ایسی قطعی دلیل بدگمانی کی جو خدا تعالے کے سامنے قیامت کے دن چل سکے) موجود نہو بدگمانی کرے آیندہ اختیار ہے قیامت قریب ہے خدا تعالے رقیب ہے اگر اس بدگمانی پر قطعی دلیل نہوگی تو خدا تعالے سے جان چہوڑانی مشکل ہو جائیگی - اسبات کو عوام نہین تو مولویصاحبان تو سوچین جو قران کو موت کو حساب کو پس پشت ڈالکر ہماری بعض مضامین پر جہٹ فتوے لگاتے ہین کہ فلانے صاحب کی خوشامد کے لئے ہے - اور انگریزون کی تالیف کے لئے ہے و علے ہذا القیاس -

اسی اصول پر ہمنے پرچہ سابق (نمبر ۴ جلد ۶ مین ایک مضمون بعنوان "نواب صاحب بہوپال اور انکی بابرکت تالیفات" لکہا تو اسکے ضمن مین نوابصاحب ممدوح کی نسبت بلا اختیار یہ فقرہ مدحیہ قلم سے نکل گیا کہ "جناب ممدوح کو بعض علماء نے اس صدی کا مجدد قرار دیا ہے" اسپر ہمارے ایک خیر خواہ دوست مولویصاحب نے جو ایک لکہنوی اخبار کے ایڈیٹر ہین یہہ نکتہ چینی کی ہے

کہ نواب صاحب ممدوح نے ایک مصور کو تصویر پر انعام دیا یا ریاست سے دلوایا ہے اور اپنی تصویر قد آدم کو تاج المحل ہوبال مین رکہوایا ہے"۔

اور ضمناً ہمپر یہہ **اعتراض** جڑ دیا ہے کہ ہمنے انکو ایسی حالتون کے ساتہہ مجدد کیون قرار دیا ہے""۔

اسمقام مین ہم اِس دوست کا ازالہ شبہ و شکایت کرتے ہین اور یہ ثابت کرنا چاہتے ہین کہ **اول** تو نواب صاحب سے یہ فعل سرزد نہین ہوا اور **اگر** بقول کسی مفتری و دروغ گو کے اسکا وقوع مان بہی لیا جاوے تو اس سی انکا مجدد ہونا زایل نہین ہوتا۔ **مجدد** ہونے کے لئے معصوم ہونا **شرط** نہین ہے اور منصب مجددیت عین منصب نبوّت یا اسکا مساوی نہین ہے کہ مجدد سے کوئی خطا یا گناہ ہونا نہ پاوے اسکی شرط اور معنے **یہی ہین** کہ مجدد وہ ہے جو علم اور سنت کی اشاعت اور بدعت کی اماتت عمل مین لاوے اور دین کو مدد پہنچاوے اور جناب ممدوح سے علم و سنت کی اشاعت اور اسلام کی معاونت اور بدعات و منکرات کی بیخ کنی اس کثرت سے ہوئی ہے کہ پچہلے مجددین مین اسکی نظائر کم پائی جاتی ہین۔ اور اسکے مقابلہ مین وہ منکرات جنکو ہمارے دوست انکے ذمہ لگاتے ہین۔ (اگر انکو مان بہی لیا جاوے) بفحواے ارشاد واجب الانقیاد اِن الحسنات یذہبن السیئات لائق اعتبار و شمار نہین ہے۔۔

ہم **پہلے** اسی شق (دوم) کا ثبوت دیتے ہین شق اول (این افعال کے اونسے سرزد ہونے) کی پہر تفصیل کرینگے و باللہ التوفیق۔

ثبوت شق دوم

واضح ہو کہ یہ **لفظ** مجدد ایک حدیث **نبوی** کا لفظ ہے جسکو ابوداود نے

اپنی کتاب سنن مین روایت کیا ہے۔

> عن ابی هریرة فیما اعلم عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان الله یبعث لهذه الامة علی راس کل مایة سنة من یجدد لها دینها (سنن ابی داود جلد ۲)

اس **حدیث** کا مطلب یہہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے خداے تعالے اس امت کے لئے ہر صدی پر ایسے لوگون کو پیدا کریگا جو انکے دین کو نیا کرینگے (یعنے رواج دینگے اور قایم کرینگے)۔ اس **حدیث** کی صحت پر محدثین کا اتفاق ہے گو اسکی تعیین مصداق مین انکا اختلاف ہے کوئی کسیکو اسکا مصداق بناتا ہے کوئی کسیکو اور اس لفظ **مجدد** کے معنے سبھی یہی بیان کرتے ہین کہ جو سنت کو بدعت سے جدا کرے اور علم کو پہلاوے اور بدعات و منکرات کو ہٹاوے یہ کسی نے نہین کہا کہ مجدد وہ ہے جو نبیون کی طرح معصوم ہو اور کوئی خطا یا گناہ نکرے۔

امام جلال الدین سیوطی نے مرقاة الصعود شرح سنن ابی داؤد مین کہا ہے حدیث کے حافظ اس حدیث کی صحت پر اتفاق رکھتے ہین از انجملہ حاکم نے مستدرک مین اور بیہقی نے مدخل مین اسکی تصحیح کی ہے اور پچھلے امامون سے حافظ ابن حجر نے اسکی صحت بیان کی ہے اور فرمایا ہے کہ متقدین نے بھی اس حدیث کے ذکر سے زبان ہلائی ہے حاکم نے مستدرک مین ابن وہب سے اسنے یونس سے اسنی زہری

> هذا الحدیث اتفق الحفاظ علی تصحیحه منهم الحاکم فی المستدرک والبیهقی فی المدخل وممن نص علی صحته من المتاخرین الحافظ ابن حجر فاخرج الحاکم فی المستدرک عن ابن وهب عن یونس عن الزهری قال فلما کان فی راس المائة من الله علی هذه الامة بعمر بن عبد العزیز قال الحافظ ابن حجر وهذا یشعر

بان الحديث كان مشهوراً في
ذلك العصر ففيه تقوية لسنده مع
انه قوي لثقة رجاله انتهى وقال
ابو جعفر النحاس في كتاب الناسخ
والمنسوخ قال سفيان بن عُيينة
بلغني انه يخرج من العلماء من يقوي
الله به الدين وان يحيى بن آدم عندي
منهم وقال ابو بكر البزار سمعت
عبد الملك بن عبد الحميد الميموني يقول
كنتُ عند احمد بن حنبل فجرى ذكر
الشافعي فرايته يرفعه وقال يروى
عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال يبعث
الله لهذه الامة على راس كل مائة سنة
من يجدد لها دينها قال فكان عمر بن
عبد العزيز على راس المائة الاولى
وارجو ان يكون الشافعي على راس المائة
الاخرى واخرج البيهقي عن طريق
ابي سعيد الفريابي قال قال احمد بن
حنبل ان الله يقيض من راس كل مائة
سنة من يعلم الناس السنن وينفي
عن رسول الله الكذب فنظرنا فاذا

(زمانۂ تابعی) سے اس حدیث کو نقل کیا ہے
پھر کہا (زہری نے فرمایا ہے کہ جب
پہلی صدی کا خاتمہ ہونے لگا تو خدا
تعالے نے اس امت پر عمر بن عبد العزیز
(خلیفہ) کے وجود سے فضل کیا یعنے پہلی
صدی کا انکو مجدّد بنایا حافظ ابن حجر نے
فرمایا ہے کہ زہری کا یہ قول بتا رہا ہے
کہ یہ حدیث تابعیون کے زمانہ مین
بہی مشہور تہی اسمین اسکی سند کی
تقویت پائی جاتی ہے باوجودیکہ اسکی
سند راویون کی جہت سے بہی قوی ہے
ابو جعفر نحاس نے کتاب ناسخ ومنسوخ مین
کہا ہے کہ سفیان بن عیینہ (تبع تابعین)
نے فرمایا ہے مجھے یہ روایت پہنچی ہے
کہ خدا تعالے علماء سے ایسے لوگون کو
پیدا کریگا جن سے دین کو قوت دیگا
میرے خیال مین یحیی بن آدم (محدث)
انہین سے ہے۔ ابو بکر بزار نے کہا ہے
مینے عبد الملک سے سنا وہ کہتے ہین احمد
بن حنبل کے پاس بیٹہا تہا وہان امام
شافعی کا ذکر چل پڑا تو مینے امام احمد حنبل کو

في راس المائة عمر بن عبد العزيز وفي راس المائتين الشافعي- واخرج ابو اسمعيل الهروي من طريق حميد بن زنجويه قال سمعت احمد بن حنبل يقول يروى في الحديث عن النبي صلى الله عليه وسلم ان الله يمنّ على اهل دينه في راس كل مائة سنة برجل من اهل بيتي يبيّن لهم امر دينهم- (مرقاة الصعود)

دیکھا کہ وہ امام شافعیؒ کو اونچا کر رہے تہے اور کہتے تہے کہ حدیث مین آیا ہے کہ خدا تعالے اِس امت کے لئے ہر صدی پر ایسے لوگون کو پیدا کریگا جو دین کو قایم کرینگے سو پہلی صدی پر عُمر بن عبد العزیز ہوے اور مجھے اُمید ہے کہ دوسری صدی کے مجدد امام شافعی ہون-

بیہقی نے دوسری سند سے امام احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے کہ خدا تعالے ہر صدی پر ایسے لوگون کو مسلط کرتا ہے جو لوگون کو احکام دین سکہاوین اور آنحضرت کی حدیث سے لوگون کا افترا ہٹاوین ہمنے خیال کیا تو پہلی صدی مین عمر بن عبد العزیز اور دوسری مین شافعی کو پایا- ایسا ہی امام احمد بن حنبل سے ہروی نے اور سند سے روایت کیا ہے اسمین یہہ ذکر ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ میری اہل بیت سے خدا ایسے لوگون کو پیدا کریگا جو انکو دین کی بات بتاوین-

مرقات شرح مشکوۃ مین ہے تجدیدین کے یہ معنے ہین کہ وہ شخص سنت کو بدعت سے ممیز کریگا اور علم کو پہیلاویگا اہل علم کی عزت کریگا اور بدعت کی بیخ کنی کریگا اور اہل بدعت کی شوکت توڑیگا

تیسیر شرح جامع صغیر مین ہے اِس حدیث مین مجدد سے مراد عام ہے ایک آدمی ہون یا کئی ہون مجدد وہ ہے جو سنت کی بدعت سے تمیز کرے

من يجدد مفعول يبعث لها اي لهذه الامة دينها ان يبين السنة من البدعة ويعز اهله ويقمع البدعة ويكسر اهلها (مرقاة)-

---

ان الله يبعث لهذه الامة على راس

کل مائۃ سنۃ من جلاوا و اکثر یجدد لها دینها ای یبین السنۃ من البدعۃ و یذل اهلها قال ابن کثیر و یدعی کل قوم فی امامهم انه المراد والظاهر حمله علی العلماء من کل طایفۃ (تیسیر شرح جامع الصغیر)

اور اہل بدعت کو ذلیل۔ **ابن کثیر** نے کہا ہے کہ ہر ایک گروہ اس امر کا مدعی ہے کہ اس گروہ کا امام اسحدیث مین مراد اور اسکا مصداق ہے اور ظاہر یہ ہے کہ سبھی گروہ کے علماء کو اسمین داخل سمجھا جاوے۔

مجمع البحار مین **شرح جامع الاصول** سے نقل کیا ہے کہ اِس مجدد کی تعیین مصداق مین لوگون کا اختلاف ہے ہر ایک

وحدیث یبعث علی راس کل مایۃ سنۃ من یجدد دینها اختلفوا فیه و کل فرقۃ حملوه علی امامهم والاولی الحمل علی العموم ولا یختص بالفقها فان انتفاعهم باولی الامر والمحدثین والقراء والوعاظ والزهاد ایضاً کثیر والمراد من انقضت المایۃ وهو حی عالم مشهور ح والحدیث اشارۃ الی جماعۃ من الاکابر علی راس کل مایۃ ففی راس الاولی عمر بن عبد العزیز من الفقهاء والمحدثین وغیرهم ما لا یحصی وفی الثانیۃ المامون والشافعی والحسن بن زیاد

فرقہ اسکو اپنے ہی امام پر لگاتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ اسکو عام سمجھا جاوے اور فقہا مذاہب سے مخصوص نکیا جاوے کیونکہ لوگون کا دین مین نفع اوٹھانا سلاطین اور محدثین اور قاریون اور واعظون اور زاہدون سے بھی بہت ہوا ہے اور اس سے مراد وہ شخص ہے جو صدی گذرنے کے وقت زندہ ہو اور **شرح شفاء** سے نقل کیا ہے کہ اس حدیث مین اس جماعت اکابر کی طرف اشارہ ہے جو ہر صدی مین ہوئے سو پہلی صدی مین خلفاء سے عمر بن عبد العزیز تھے

واشهب المالكي وعلي بن موسى
ويحيى بن معين ومعروف الكرخي
وعلى الثالثة المقتدر وابو
جعفر الطحاوي الحنفي وابو
جعفر الامامي وابو الحسن
الاشعري والنسائي وعلى
الرابعة القادر بالله وابو
حامد الاسفرائيني وابو محمد
الخوارزمي الحنفي والمرتضى
اخو الرضا الامامي وعلى
راس الخامس المستظهر بالله
والغزالي والقاضي فخر الدين
الحنفي وغيرهم ش

(مجمع البحار ص ۱۲۲ جلد ۱)

اور فقہا و محدثین وغیرہ سے بے شمار تھے دوسری صدی مین (خلفا سے) مامون اور (فقہا سے) امام شافعی و حسن بن زیاد و اشہب مالکی اور (محدثین مین سے) علی بن موسی و یحیی بن معین اور (زاہدون مین سے) معروف کرخی تیسری صدی پر (خلفا سے) مقتدر باللہ اور (فقہا سے) ابو جعفر طحاوی اور ابو جعفر امامی اور ابو الحسن الاشعری اور (محدثین مین سے) نسائی چوتھی صدی پر (خلفا سے) القادر باللہ اور (فقہا سے) ابو حامد اسفراینی اور ابو بکر خوارزمی حنفی اور مرتضی امامی رضا کا بھائی - پانچوین صدی پر خلفا سے مستظہر باللہ (اور فقہا و زاہدون سے) امام غزالی و قاضیخان حنفی وغیرہم -

ان عبارات اجلہ علما (حنفیہ و شافعیہ) مین ہمارے معترضین و ناظرین غور کی نگاہون سے نظر کرین اور انصاف سے کہین کہ مجدد کے کیا معنے ہین - اور جن لوگون کو پہلی علما نے مجدد قرار دیا ہے انمین کیا اوصاف پائے جاتے تھے ؟ جنکے سبب وہ مجدد قرار پائے - اور وہ کبھی گناہ یا خطا کے محل نہ تھے ؟ - پھر انصاف سے یہ بھی بتاوین کہ جس شخص (نواب صاحب بھوپال)

کا مجدد ہونا ہمنے بعض عُلماء سے نقل کیا ہے انمین وہ اوصاف (کل یا جز) پائے نہین جاتے ؟ اور انمین پہلی مجددون کی نسبت زیادہ خطا یا گناہ موجود ہین ؟ -

جہانتک وہ فکر کو جولانی دینگے اِن مجددین کے اوصاف وہ اس سے بڑہکر نہ پاوینگی کہ از انجملہ مجددین خُلفاء نے عدل وانصاف کیا شعایر اسلام کو پہیلایا ظلم ومنکرات کو اُٹھایا اور مجددین علماء نے احکام شرعیہ کو کتاب وسنت سے مستنبط فرمایا اور کتاب وسنت اور اون دونو سے مستنبط احکام کو عالم مین بذریعہ تقریر وتحریر وتالیف شایع کیا اور مع ذلک ان اوصاف کے مقابلہ مین وہ انمین کچہہ نقص وخطا بہی پاوینگے جنسے کوئی بشر بعد انبیا خالی نہین ہے -

یہی حال اِس شخص کا ہے جسکا مجدد ہونا ہمنے بعض علماء سی نقل کیا ہے پہر ہمپر کیا اعتراض ہے ہم اس **مقام** مین بعض سابق مجددین کے حالات بطور **تمثیل** بیان کرتے ہین اور انکے مقابلہ مین اس شخص کے حالات بہی معرض بیان مین لاتے ہین ناظرین ومعترضین انکے اور اونکی حالات مین مقابلہ وموازنہ کرین پہر انصاف سے کہین کہ وہ شخص اِن حالات کی نظر سی سابق مجددین کی نسبت اس لفظ کے اطلاق کا زیادہ مستحق ہے یا نہین -

پس واضح ہو کہ اگرچہ مجددین مذکورین سے بعض اکابر مین بعضے ایسے اخص اوصاف پائے جاتے ہین جو (آجکل کہان) ایک مدت سی عُنقا ہو رہے ہین (جیسے امام شافعی مین اجتہاد مطلق مستقل - اور یحیی بن معین ونسائی مین حدیث کی امامت اور عمر بن عبد العزیز مین کمال عدالت

(جیسکے سبب بہیڑ یا بکری ایک جنگل مین ملکر چرتے تہے)۔ اور معروف کرخی مین زہد وریاضت وعلی ہذالقیاس)۔ مگر اون بہی لوگون مین اور بعض اور مجددون مین وہ اوصاف (جنکی نظر سے وہ مجدد کہلاے) ایسے عام اور وسیع ہین جو اکثر زمانون کے بہت سے علماء وارباب شوکت مین بکثرت پائے گئے ہین جیسے عام عدالت وعلم وفقاہت وحدیث کی روائیت واشاعت اور کتابون کی تالیف وتصنیف واتباع سنت کا پہیلانا بدعت ومنکرات کا مٹانا وعلی ہذالقیاس۔ **خلیفہ قادر باللہ** (چوتہی صدیکے مجدد) کے حالات و اعلے اوصاف تاریخ الخلفاء وغیرہ مین یہہ بیان کئے ہین کہ وہ ہمیشہ تہجد پڑہتے اور کثرت سے خیرات کرتے تہے۔ انہون نے اصول مین ایک کتاب تصنیف کی تہی جسمین صحابہ کے فضائل بیان کئے اور معتزلہ اور قران کو مخلوق کہنے والون کی تکفیر کی وہ کتاب خلیفہ مہدی کی جامع مسجد مین ہر جمعہ اہل حدیث کے حلقہ مین عام لوگون کے سامہنے پڑہی جاتی تہی اونکی فضیلت کے لئے تجہے یہی کافی ہے کہ شیخ تقی الدین ابن الصلاح نے انکو فقہاء شافعیہ سے شمار کیا ہے اور انکے طبقات مین داخل کرلیا۔

وكان القادر بالله من الديانة والسيادة وادامة التهجد وكثرة الصدقات وحسن الطريقة على صفة اشتهرت عنه تفقه على العلامة ابي بشر الهروي الشافعي وقد صنف كتابا في الاصول ذكر فيه فضائل الصحابة واكفار المعتزلة والقائلين بخلق القران وكان ذلك الكتاب يقرؤ في كل جمعة في حلقة اصحاب الحديث بجامع المهدي وبحضرة الناس وناهيك بان الشيخ تقي الدين بن الصلاح عدّه من الفقهاء الشافعية واورده في طبقاتهم

(تاريخ الخلفاء، ص۴۲۳ ص۴۲۴)

+ دیکہو تاریخ الخلفاء، صہ ۴۲۳

اور خلیفہ مستظہر باللہ (پانچوین صدیکی مجدد) کے اعلی فضائل یہ بیان کئے ہین کہ وہ متواضع اور خوش اخلاق تہے نیک کامون مین جلدی کرنے والے خوشخط عمدہ فرمان نویس ان باتون مین کوئی انکا قرین نہ تہا صاحب فضل و علم وسیع و جوانمرد و سخی و علماء صلحاء دوست تہے انکی خلافت مین سلطان نے بغداد والون سے جزیہ اٹہا دیا اور عدل و انصاف بہت کیا جسکے سبب انکے لئے دعاء بکثرت ہوئی۔

قال ابن الاثیر کان لین الجانب کریم الاخلاق یسارع فی اعمال البر حسن الخط جید التوقیعات لا یقارنہ فیہا احدٌ یدل علی فضل غزیر وعلم واسع سمحًا جوادًا محبًا للعلماء والصلحاء وفی سنة احدے وخمسمایة رفع السلطان الضرائب والمکوس ببغداد وکثر الدعاء لہ وزاد فی العدل وحسن السیرة

(تاریخ الخلفاء صـ ۴۳۶ ـ ۴۳۹)

اور خلیفہ مقتدر باللہ (تیسری صدی کے مجدد) کی فضیلت بیان کی ہے کہ انہون نے خلاج (منصور) کی اونٹ پر سوار کرا کر تشہیر کی پہر اسکو سولی پر چڑہایا اور لوگون مین پکارا گیا کہ فرقہ قرامطہ کا داعی ہے۔ اخیر نوین سال وہ مارا گیا۔ اور یہہ مشہور کیا گیا کہ یہ الوہیت کا مدعی تہا۔ اور لکہا ہے کہ خلیفہ مقتدر باللہ کی عقل جید تہی۔ اور رائے صحیح۔

وفی ثلثمایة ادخل الحسین الحلاج مشہورًا علی جمل الی بغداد فصلب حیًا ونودی علیہ ہذا احد دعاة القرامطة فاعرفوہ ثم حبس الے ان قتل فی سنة تسع واشیع علیہ انہ ادعی الالہیة وکان المقتدر جید العقل صحیح الرائے۔

خلیفہ مامون (دوسری صدی کے مجدد) کے اعلی فضائل

جمع الفقهاء من الآفاق وبرع في
الفقه والعربية وايام الناس وكان
افضل من رجال بني العباس
حزماً وعزماً وعلماً ورأياً وهيبةً
وشجاعةً وسؤدداً وسماحةً
قال ابو معشر المنجم كان المامون
اماراً بالعدل فقيه النفس يعد
من كبار العلماء (تاريخ الخلفاء صـ۳۱۱)

یہ بیان کئے ہین کہ اسنے فقہاء کو جمع
کیا اور فقہ و عربیۃ و تواریخ مین ماہر ہوا
اور وہ عباسیون سے عزم و علم و حلم
و رائے و ہیبت و شجاعت و فراخ دلی
وغیرہ مین افضل تہا۔
ابومعشر نے کہا ہے مامون عدل کرنے
کا بہت حکم دیتا اور فقیہ النفس تہا
بڑے علماء سے شمار کیا جاتا۔

اسی قسم کے انکے اور فضائل بیان کئے جنکا علم و فراست و فہم و کیاست کی طرف رجوع ہوتا ہے۔

پس جیسے **تو ان** مجددون کے اوصاف کمال ہین جنکے سبب وہ مجدد کہلائے انکے مقابلہ مین انہین ایسے **اوصاف نقص** بہی پائے جاتے ہین جنکو خطا یا گناہ کہا جا سکتا ہے پہر اون اوصاف کی نظر سے اون لوگون کو مجدد ہونے سے خارج نہین کیا جاتا۔

اس قسم کے اوصاف ہم ان سبہی مجددون کے بیان کرین تو یہہ امر معیوب سمجہا جاویگا لہذا صرف ایک دو صاحبون کے اوصاف کو بطور **تمثیل** بیان کیا جاتا ہے۔

خلیفہ مامون کی نسبت تاریخ الخلفاء مین لکہا ہے کہ جب وہ بڑا

ولما كبر عني بالفلسفة وعلوم
الاوائل ومهر فيها فجره ذلك الى
القول بخلق القرآن —

ہوا تو وہ علم فلسفہ اور حکماء قدیم کے
علوم مین ماہر ہوا اس امر نے اسکو اس بات
کی طرف کہینچا کہ وہ قران کے مخلوق ہونیکا

وجعل ولی العهد بعده علی الرضی بن موسی الکاظم بن جعفر الصادق۔ حمله علی ذلک افراطه فی التشیع حتی قیل انه هم ان یخلع نفسه و یفوض الامر الیه وفی سنة ثمان عشرة امتحن الناس بالقول بخلق القرآن فکتب الی نائبه علی بغداد اسحق بن ابراهیم فی امتحان العلماء کتاباً یقول فیه الخ (ایضاً صـ ۳۱۲)

تائل ہوا — اور اسکو تشیع مین افراط تہا۔ یہی امر اسکو امام علی بن موسی کے ولیعہد کرنے پر باعث ہوا تہا۔ بعض کہتے ہین اسنے یہہ بہی ارادہ کرلیا تہا کہ خود خلافت سی دست بردار ہو جائے اور خلافت امام مذکور کے سپرد کر دے۔

اٹھاروین سال اسنے لوگون کا مسئلہ قران کے مخلوق ہونے مین امتحان لینا شروع کیا اپنے نائب اسحٰق بن ابراہیم کی طرف (جو بغداد مین تہا) خط لکہا جسکا مضمون طولانی ہے۔ اسپر اوسنے عُلماء کو جمع کیا اور جواب لیا۔ عُلماء سے کسینے ٹلایا کسینے صاف جواب دیا۔ یہہ حال اسکو پہنچا تو اسنے بعض علماء کی نسبت صاف حکم دیا کہ اُنسے قران مخلوق ہونیکا اقرار کراؤ یا انکا سر کاٹ کر میرے پاس بہیجدو۔ اِس حکم کی تعمیل کا وقت نہ آنے پایا تہا کہ ملک الموت خدا تعالے کا حکم لیکر آپہنچا۔ اور اِس مین یہہ بھی لکھا ہے کہ ماموں شطرنج کہیلا کرتا اور اِس کہیل کو بہت دوست رکہتا تہا اور کہتا کہ اسسے ذہن تیز ہوتا ہے اور لکہا ہے کہ وہ نبیذ بہی پیا کرتا۔ اور اسکو راگ کا بہی شوق تہا۔ وہ کہا کرتا کہ بالذت وہ سرود ہے جس سے سامع کو طرب (خوشی) حاصل ہو پہر خواہ وہ درست ہو خواہ نادرست

واخرج عن محمد بن العباس کان المامون یحب لعب الشطرنج شدیداً ویقول هذا یشحذ الذهن —

واخرج من عدة طرق ان المامون کان یشرب النبیذ واخرج عن اسحٰق الموصلی قال المامون الذ الغناء ما طرب له السامع خطاء کان او صواباً (صـ ۳۲۴)

اور **خلیفہ مقتدر باللہ** کے حالات مین اس فقرہ منقول سابق کہ

> وكان مقتدر بالله جيد العقول صحيح الرای لكنه موثرا للشهوات والشرب مبذرا وكان النساء غلبن عليه فاخرج عليهن جميع جواهر الخلافة ونفائسها واتلف اموالا كثيرة وكان فی داره احد عشر الف خصيان غير الصقالبة والروم والسود (تاریخ الخلفاء صـ ۳۹۴) و (فی صفحہ ۳۹۰ منہ) وفی سنة ثنتين ختن المقتدر خمسة من اولاده فغرم على ختانهم ستمائة الف دينار وختن معهم طائفة من الايتام واحسن اليهم وفيها صلى العيد فی جامع مصر ولم يكن يصلی فيه قبل ذلك — (تاریخ الخلفاء صـ ۳۹۴)

"وہ جید القول تہا" کے ساتہہ ہی فرمایا ہے کہ وہ نفسانی شہوتون کو مقدم کرنیوالا تہا۔ اور فضول خرچ۔ اسکی عورتون نے اسپر غلبہ کیا تو اسنی خلافت کے جواہرات اور نفیس مال انکو نکالکر دیدیے اور بہت سا مال تلف کردیا اسکے گہر مین قوم صقالبہ اور رومیون اور حبشیون کے سوا گیارہ ہزار خصی غلام تہے یہ صفحہ ۳۹۴ مین بیان کیا ہے اور صفحہ ۳۹۰ مین کہا ہے کہ اسنی اپنے لڑکون کے ختنے کرائے تو انپر پانچ لاکہہ دینار خرچ کردئے اور عید کی نماز شہر کی جامع مسجد مین پڑہائی اس سے پہلے عید کی نماز جامع مسجد مین کبہی نہ پڑہائی جاتی تہی۔ **اسی قسم** کی باتین بعضے اور مجددون مین پائی جاتی ہین ولیکن اِن سبکی تفصیل کی بالفعل مصلحت اجازت نہین دیتی سردست ہم اِن ہی چند تمثیلات پر اکتفا کرتے ہین اور اگر ہمارے معترضین کسی مجدد کے بے گناہ و معصوم ہونیکا صریح دعوی کرینگے تو ہم بہی اس شخص مین اس قسم کی باتین نکالکر گن سُنا ئینگے۔

اب ہم شمہ از **اوصاف کمال نواب** صاحب بہوپال قلم

مین لاتے ہین اور ناظرین ومعترضین سے ان اوصاف اور مجددین سابق الوصف کی اوصاف مین باالضاف مقابلہ وموازنہ کرنے کے خواستگار ہین۔

واضح ہو کہ جسقدر اوصاف کمال علمی وعملی ہمنے مجددین سابقین کے نقل کئے ہین اور وہ انہین فرادی فرادی پائے جاتے ہین وہ سبہی آپ کے ذات بابرکات مین مجتمعۃً موجود ہین لہذا ہم آپکی نسبت بمقابلہ مجددین سابق الوصف بے شائبہ تکلف (شاعرانہ) یہ کہہ سکتے ہین ع آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری۔۔

اسکا سر اور وجہ یہ ہے کہ خداتعالے نے آپکو علم وشوکت (نیابت سلطنت) دونو منصب مرحمت فرمائے ہین (جو اکثر مجددین سابق مین جمع نہین ہوئے) اسلئے آپ ان سب مجددون کے صفات کمال کے جامع ہوئے بلکہ اکثر مجددونپر سبقت لے گئے۔

جسقدر تالیف وتصنیف کتب مختلف علوم کی اور انکی اشاعت (جو منصب اول کے نتایج سے ہے) آپ سے ہوئی ہے اسقدر مجددین سابق الوصف سے نہین ہوئی یا کم ہوئی۔۔

آپنے مختلف علوم (کتاب وسنت وفقہ واصول وغیرہ) مین مختلف زبانون (عربی فارسی ہندی) مین نہ صرف کتابین تصنیف کر کے صندوقون یا کتب خانون مین رکھوا دے ہین بلکہ بصرف ہزارہا روپیہ جیب خاص چہپوا کر اکثر بلاد (ہندوستان وپنجاب وعرب ومصر ویمن ودمشق وبلغار وبیروت وغیرہ) مین گہر گہر پہنچا دی ہین۔ اور سارت بہا الرکبان د دارت فی البوادی والعمران کا مصداق بنا دین۔

ان بلاد مین ایسا کوئی شہر نہوگا یا کم ہوگا جہان کوئی اہل علم ہو اور

اور آپکی تصنیف نہو اور ان علوم اور انکی خوادم علوم مین ایسا کوئی علم نہوگا یا کم ہوگا جسمین آپنی کوئی تالیف نہ کی ہو۔

جن ادق مسائل اصول و فروع کو خواص فضلاء کم جانتے تھے انکو آپکی تصانیف کے ذریعہ سے ادنی طلباء بلکہ بعض عوام جاننے لگے ہین اور جن کتابون حدیث و اصول کو اکابر علماء خواب مین دیکھنے کو بھی ترستے تھے آپکی توجہ سے اب وہ اصاغر طلباء کے مطالعہ مین ہین۔

علم ناسخ و منسوخ کتاب اللہ و سنت کو (جو اکابر محدثین و مجتہدین کے خصائص سے تھا) آپنے ایک مختصر رسالہ مین بیان کرکے ایسا عام فہم کر دیا ہے کہ کس و ناکس (جو فارسی عبارت پڑھنے پر دسترس رکھتا ہے) اسکو ضبط کر سکتا ہے۔

علم اصول فقہ کو (جو اخص شرایط اجتہاد سے ہے) آپنے ایک مختصر کتاب مین اس آسانی سے واضح کر دیا ہے کہ تھوڑیسی استعداد والہ طالب العلم بھی اس علم پر احاطہ کر سکتا ہے۔

متون کتب حدیث (صحاح ستہ وغیرہ) کو آپنے عام لوگون کے لئے دستور العمل بنا دیا ہے۔ کئی کتابون کا (جیسے موطا مالک جامع ترمذی و سنن ابی داود) آپنے ہندی زبان مین ترجمہ کرکے چھپوا دیا ہے اور کئی کتابون (صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہ) آپکی توجہ سے مترجم ہو رہی ہین

اور شروح کتب حدیث کی تصنیف و طبع و اشاعت سے آپنے خواص علماء کو عمل بالحدیث و اجتہاد کا راستہ نکال دیا ہے۔ بعض کتب حدیث (جیسے مختصر صحیح بخاری و بلوغ المرام وغیرہ) کی شرح تو آپنے خود تالیف کرکے چھپوا دی ہین اور بعض شروح متقدمین کی تالیف بصرف زر کثیر طبع کرا دی ہین — باقی آیندہ

بقیہ پیری و مُریدی

وہ کسکی بیعت اور صحبت کا اثر تہا ؟۔

حضرت خضر علیہ السلام (جو بقول اکثر علماء نبی نہ تہی اور انکے حق مین خدا تعالی نے قرآن مین فرمایا ہے) کہ ہمنے اونکو اپنے پاس سے علم سکہایا ہے۔ کسکی بیعت و صحبت سے اس کمال و عرفان کو پہنچے تہے ۔ ؟

> آتیناہ رحمۃ من عندنا وعلمناہ من لدنا علما۔ (کہف ۶ ۲۱)

وہ اعرابی جسنے آنحضرت صلعم کے ہاتہہ پر بیعت کی تہی پہر بخار کی تکلیف سے گہبراکر بیعت توڑدی اور اپنی گہر کی راہ لی اِس بیعت نبوی سے کیون کمال احسان و عرفان کو نہ پہنچا۔

> دیکہو صحیح بخاری ص۔ ۲۵۳ وغیرہ

کئی صحابی (جو آنحضرت کی صحبت مین مدّت تک فیضیات رہے اور اکثر وہ بیعت سے بہی محروم نہ تہے) ایسے افعال کے مرتکب ہوئے جنکی سبب وہ مورد حدود و سزا شرعی ہوئے۔

اِن دونو قسم کی نظائر کو ہم پورا شمار کرین تو ایک کتاب مستقل تیار ہو لہذا اِن چند تمثیلات کے ذکر پر اکتفا کرتے ہین اور مدّعیان ملازمت بیعت و احسان (یا اخلاص) کی خدمت مین مودبانہ التماس کرتے ہین کہ وہ اپنے اس دعوے پر انصاف سے نظر ثانی کرین شاید وہ سمجہہ جائین کہ بیعت تو یہ اور شئے ہے اور احسان یا اخلاص اور شئے ایک کو دوسرے سے ملازمت نہین ہے گو اِن دونو کا ایک محل مین اتفاق اجتماع و توارد جایز ہے۔

اکثر مدّعیان خصوصیات رسمیہ پیر کے انتقال کے بعد اسکے بڑے بیٹے کو گدّی پر بہٹاتے ہین اور اپنے اس فعل کو صحابہ کے اِس فعل سے کہ انہوننے آنحضرت

کے بعد حضرت صدیق اکبر کو خلیفہ مقرر کیا اور حضرت صدیق اکبر نے حضرت عمر کو اپنا خلیفہ بنا دیا مشابہہ بتلاتے ہین۔ **شاید بعض** ناواقف اس سے یہی بڑہین اور بعض خلفاء کے اس فعل سے کہ انہون نے اپنے بیٹونکو اپنا جانشین مقرر کیا تمسک کرین **اسکے جواب** دو ہین اول یہ کہ بیعت خلافت و بیعت توبہ مین آسمان و زمین کا فرق ہے لہذا خصوصیات بیعت خلافت سے خصوصیات بیعت توبہ کا ثابت ہونا ناممکن ہے (چنانچہ اسکا کافی ثبوت نمبر ۳ جلد ۶ بصفحہ ۹ گذر چکا ہے)

دوم یہ کہ خلفاء راشدین سے کسی نے اپنے بیٹے کو اپنا ولیعہد نہین کیا اور نہ اور اصحاب نے کسی خلیفہ کے بیٹے کو انکا جانشین مقرر کیا ہے بلکہ حضرت عمر رض نے جب امر خلافت کو اصحاب شوری کے سپرد کیا تو اپنے بیٹے کے نسبت صاف کہدیا کہ میرے بیٹے عبداللہ کا اس خلافت مین کوئی حق نہین ہے (چنانچہ نمبر ۳ جلد ۶ مین بصفحہ ۳۸ منقول ہے) اور خلفاء راشدین کے سوا اور خلفاء و امراء کا فعل لایق اعتبار نہین ہے۔

سب سے پہلے امیر معاویہ نے اپنے بیٹے کو اپنا جانشین مقرر کیا تھا سو اجلہ صحابہ نے اسپر انکار کیا اور اس فعل کو سنت کسری و قیصر قرار دیا چنانچہ تاریخ الخلفاء و صحیح بخاری وغیرہ مین ہے کہ جب مروان نے بحکم امیر معاویہ مدینہ مین خطبہ کیا کہ امیر معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کو ابوبکر و عمر کی سنت پر خلیفہ مقرر کرنا مناسب سمجھا ہے تو عبدالرحمن بن ابی بکر نے صاف فرمایا کہ یہ تو کسری و قیصر کی سنت ہے ابوبکر و عمر نے تو اپنے بیٹے یا کسی اور گھروالے

وفیها دعا معاویة اهل الشام الی البیعة بالخلافة لابنه وهو اول من عهد بها فی صحته ثم انه کتب الی مروان بالمدینة ان یأخذ البیعة فخطب مروان فقال ان امیر المومنین رای ان یستخلف علیکم ولده یزید سنة ابی بکر وعمر فقام عبد الرحمن بن ابی بکر فقال

بل سنة كسرى وقيصر ان ابا بكر وعمر لم يجعلاها في اولادهما ولا في احدٍ من اهل بيتهما ۔

(تاریخ الخلفاء ص۲۰۳ بخاری ص۱۵)

کو اپنا جانشین مقرر نہین کیا پس انکے فعل سے جسکو صحابہ نے کسریٰ و قیصر کا طریقہ بتایا ہے مدعیان خصوصیات رسمیہ کا تمسک کیونکر جائز ہے ۔

بعض مدعیان خصوصیت کہتے ہین کہ ہم پیر کے بیٹے کو اسکے افضل و زیادہ متقی ہونے کی نظر سے گدی نشینی کا مستحق سمجھتے ہین صرف قرابت اور ولدیت پر نظر نہین رکھتے ۔

اسکا جواب بصفحہ ۱۱۴ وغیرہ پہلے ادا ہو چکا ہے کہ بیعت کے لئے افضل و زیادہ متقی ہونی کی کچھ ضرورت و خصوصیت نہین ہے ہر ایک مسلمان سے جو فاسق و فاجر ہو بیعت کرنی جایز ہے ۔

بالجملہ بیعت کے لئے پیر کے بیٹے کی خصوصیت کسی دلیل سے ثابت نہین نہ اسکی ولدیت و قرابت اس خصوصیت کی دلیل ہو سکتی ہے ۔ نہ اسکا متقی و پرہیزگار ہونا اس خصوصیت کا مثبت ہے نہ اور کوئی وجہ اس خصوصیت پر شاہد ہے یہ خصوصیت جہان کہین قصداً و اختیاراً پائی جاتی ہے پابندی رسم سے خالی نہین ہے

بعض مدعیان خصوصیات رسمیہ جو بیعت لینے کے وقت مریدون سے (سورہ فاتحہ و کلمہ توحید وغیرہ) اذکار پڑھواتے ہین اور مریدون کو ہمیشہ کے لئے اون اذکار مین عدد اور وقت کی قیدین و خصوصیتین (جیسے سورہ فاتحہ چالیس مرتبہ پڑھو اور یا حی یا قیوم سو یا ہزار دفعہ صباح کو یہ پڑھو اور شام کو وہ) بتلاتے ہین اور ان قیدون و خصوصیتون کو افضل ٹھہراتے ہین) ان قیدون اور خصوصیتون کے افضل ہونے پر **ایک یہ دلیل** پیش کرتے ہین کہ شارع کی طرف سے مطلق ذکر و دعا و تلاوت قران کی ہدایت آچکی ہے ایسا ہی مطلق فضیلت بعض

وقتون اور عددون کی تشریع مین وارد ہے۔ پس اگر کسینے اس مطلق ہدائیت وفضیلت کی نظر سے کسی دعا یا ذکر یا عبادت کو بعض اوقات سی مخصوص اور مقرر کرلیا یا اسمین کوئی عددی قید لگادی تو کیا بُرا کیا شارع نے مطلق ذکر کی ہدایت کی ہے اور یہہ بہی ذکر کرتا ہے۔

دوسری دلیل یہہ کہ بعض صحابہ نے بعض موقع پر بعض اذکار و عبادات کو از خود مقرر کرلیا تھا آنحضرت اس پر مطلع ہوئے تو آپنے اس سی منع نہ فرمایا بلکہ مسلم ومقرر رکہا اسکی تفصیل وتمثیل ہین وہ **ایک حدیث** بلال پیش کرتے ہین جسمین ذکر ہے کہ آنحضرت نے انکو جنت مین اپنے آگے چلتے ہوئے دیکہا پہر اسکا سبب پوچہا تو انہون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین جسوقت وضو کرتا ہون اسکے بعد دو رکعت پڑہ لیتا ہون اسمین وہ یہہ دعوی کرتے ہین کہ یہہ دو رکعت آنحضرت سے ثابت نہین بلال نے اپنی طرف سے اسکا التزام کر رکہا تہا۔ پھر آنحضرت نے انکو اس سے منع نہ کیا۔

دوسری حدیث ایک صحابی جب نماز مین سورہ فاتحہ کے ساتہہ دوسری سورۃ ملاتا تو اس سے پہلے سورہ اخلاص (قل ہو اللہ) پڑہ لیتا۔ آنحضرت نے اسکا سبب پوچہا تو اسنے بیان کیا کہ اسمین خدا تعالے کی صفت ہی اس لئے مجہے اس سے محبت ہی۔ آنحضرت نے فرمایا اسکی محبت نے تجہے بہشت مین داخل کردیا اسمین بہی انکا وہی دعوی ہے کہ اسموقعہ پر قل ہو اللہ پڑہنے کا حکم وارد نہ تہا۔ اسنے اپنی طرف سی اس موقع پر قل ہو اللہ کو پڑہا پہر آنحضرت نے اسکو منع نکیا ان دلایل کی تائید مین وہ ایک اثر حضرت عائیشہ سے اسمضمون کا لائے ہین کہ انہون نے فرمایا کہ مینے آنحضرت کو نماز اشراق پڑہتے نہین دیکہا پر مین خود پڑہتی ہون

انکی پہلی دلیل کا جواب یہہ ہی کہ مطلق ہین اور اون قیدون اور خصوصیتون

مین (جو اسمین لگائی جاوین) ایک قسم کا مقابلہ ہے لہذا مطلق اون قیدون اور خصوصیتونکا مثبت نہین ہو سکتا گو بلا لحاظ قیدون کے مطلق اپنے ہر فرد کی مشروعیت کی دلیل ہو سکتا ہے - یہہ مسئلہ اصول کی چھوٹی بڑی کتابون مین موجود ہے - پس جو شخص کسی مطلق حکم شرعی مین اپنی طرف سے بلا دلیل شرعی کوی وقتی یا عددی قید لگا دے اور اسکو افضل اور داخل دین سمجھے اور اسکے افضل اور دین ہونے پر اسی مطلق کو دلیل ٹھہرائے وہ علم اصول سے ناواقف ہے جنکو اصول فقہ سے واقفیت ہے اور مطلق و مقید احکام سے خبر ہے وہ مطلق کو بلا دلیل شرعی مقید کرنے اور مقید شرع کو بلا وجہ مطلق بنانے کو بدعت و حرام جانتے ہین - حضرت مولانا محمد اسمعیل شہید علیہ الرحمۃ کتاب **ایضاح الحق** مین (جسکی نظیر مولفات سلف و خلف مین تحقیق معنے بدعت مین دیکھی نہین گئی) اس قسم کی بدعت کو (جسکی اصل تو شرع مین کچھہ ہو مگر لوگون نے اسمین اپنی طرف سے قیدین اور خصوصیتین بڑہا کر اسی کچھہ اور بنا دیا ہو) بدعت وصفیہ کہا ہے اور اسکی بدعت ہونے مین بدست آویز احادیث صحیحہ طولانی بحث کی ہے جسکا خلاصہ صـ ۶۱ مین اس کتاب کے یون فرمایا ہے - باید دانست کہ خلاصہ مفہوم بدعت از تمہید کلام فصل اول چنان مستفاد گردیدہ کہ ہر عقیدہ و عملے و ارادے و حالی و قولی و فعلی کہ از جنس عبادات باشد یا عادات یا معاملات و ہمچنین تقیید و تعیین امور مذکورہ بقیود و حدود معینہ و ہمچنین تشخیص موقع آن امور از تشہیر و اعلان یا سر و کتمان یا اہتمام و عدم اہتمام یا التزام و عدم التزام کہ نہ ثابت بکتاب باشد و نہ بہ سنت و نہ باشتہار و رواج نہ در قرون ثلثہ و نہ اجماع اہل حق و نہ بقیاس صحیح منقول از مجتہدین سابقین مسلم الاجتہاد و صاحبش آنرا از امر دین شمارد و یا بمعاملہ امور دینیہ کند پس ہمان امر را بدعت میگوئیم - اور اس سے پہلے صـ ۱۴ مین کہا ہے - درین مقام تفحص باید کرد کہ ابتہار

علیهم السلام به بیان کدام چیز در باب امور دین اهتمام میفرمایند پس میگوئیم چنانچه ترغیب بفعل امور نافعه در معاد و تنفیر از فعل امور ضاره دران از خواص منصب نبوت است چنانکه در بحث اول مذکور گردید و انرا دین میگوئید و آن مشترک است در جمیع ادیان سماویه بحکم کریمه شرع لکم من الدین ما وصی به نوحا والذی اوحینا الیک وما وصینا به ابراهیم وموسی وعیسی همچنین تحدید حدود امور مذکوره و تشخیص صور خاصه آنکه در منفعت و مضرت اخرویه دخل داشته باشد نیز از خواص منصب رسالت است وانرا شریعت و منهاج نامند وان مختلف میباشد باختلاف رسل بحکم کریمه لکل جعلنا منکم شرعة ومنهاجا مثلا ترغیب بفعل نماز و نکاح و تنفیر از شرک و زنا از باب تعلیم اصول دین است و تحدید نماز بتعیین اوقات و اعداد رکعات و شروط و امثال آن و تحدید نکاح بتعیین ایجاب و قبول و حضور شهود و لزوم مهر و امثال آن و تحدید شرک بطیره و حلف باسم غیر الله و تحدید زنا بتعیین محلی که از ملک و شبهه آن خالی باشد و تعیین حد آن از جلد و رجم و امثال ذلک اینهمه از باب تشریع است پس چنانکه تحقیق بحث اول موقوف بر تفصیل امور دین بود همچنین تحقیق این بحث موقوف بر تفصیل ابواب تشریع است پس میگوئیم که تعیین صور خاصه و تحدید حدود معینه برای اصول دین از جهت شارع بدو طریق متحقق میگردد اول بطریق لزوم یعنی باین نوع تعیین فرماید که اصل مذکور بدون اینصورت خاصه اصلا در نظر شارع معتبر نیست یا کالعدم است و ثانی بطریق تکمیل یعنی باین وجه تعیین فرماید که هرگاه اصل مذکور در صورت خاصه متحقق گردد در نظر شارع نهایت مستحسن و ممدوح باشد پس صورت معینه در استحسان شرعی دخل دارد یانه در اصل تحقق آن اصل مذکور و هر واحد از قسمین بوجوه متعدده میباشد که چندے ازان بطریق تمثیل درین مقام ذکر کرده میشود مثلا **ازانجمله** تعیین اجزاے امریست از امور دین یا بطریق لزوم مثلا

تعیین قیام و قرات و رکوع و سجده و امثال آن به نسبت نماز و تعیین ایجاب و قبول به نسبت نکاح یا به طریق تکمیل مثلاً تعیین قومه و جلسه و تسبیحات به نسبت نماز و تعیین قدرے زاید از اصل در باب ادائے قرض حسنه بر تقدیریکه شرط نکرده باشد -

ازانجمله ست تعیین اوقات بالطریق لزوم مثلاً اوقات خمسه برائے ادائے صلوة و ماه رمضان برائے صیام و ذی الحجه برائے حج و حولان حول برائے زکوة وغیره وقت اذان جمعه برائے معاملات و اول شوال و دہم ذی الحجه برائے تعید یا بطریق تکمیل مثل تعیین لیالی رمضان و لیلة نصف شعبان برائے قیام و وقت نصف آخر از شب و وقت ارتفاع شمس برائے تہجد و اشراق و ایام بیض و ستہ شوال و روز عرفه و عاشوره و پانزدہم شعبان برائے صیام و ماه رمضان برائے عمره و روز ہفتم از ولادت مولود برائے عقیقه و پنجشنبه و دوشنبه برائے سفر و امثال آن از مواضعیکه توقیت اوقات دران از جہت شارع واقع گردیده که عد و احصائے ان ممکن نیست **وازانجمله** ست تعیین امکنه بالطریق لزوم مثل تعیین مکان طاہر غیر مقابر و حمامات برائے نماز و امصار برائے نماز جمعه و اعیاد و مساجد برائے اعتکاف و مواقیت احرام و حرم و کعبه و عرفات و منا و مزدلفه و صفا و مروه برائے حج و عمره وغیره مساجد برائے معاملات یا بطریق تکمیل مثل تعیین مساجد برائے نماز فرض و عقد نکاح و بیوت برائے نفل و تلاوت قران و مواضع مخصوصه از حرمین برائے دعا و مسجد جامع برائے نماز جمعه و صحرا برائے نماز عید و استسقا و دفن اموات و مقابر برائے تذکیر آخرت و استغفار برائے اہل آن و مساجد ثلثه برائے سفر بسوئے آن بجہت تحصیل منفعت آخرویه و امثال آن از توقیتات مکانیه که در کثرت و تعدد و احصار مثل توقیتات زمانیه ست **وازانجمله** ست تعیین اعداد بالطریق لزوم مثل اعداد رکعات در فرائض و اعداد صیام در فرائض

وکفارات واعداد مساکین درباب کفارت واعداد اشواط وجمار درباب حج
واعداد شہود وضربات جلدہ درباب معاملات وحدود وتعیین ستہ حیض یا مدت
ستۂ ماہ یا چہار ماہ وده روز یا مدت حمل برائے عدت یا چہار ماہ برائے ایلاء یا سہ
روز برائے خیار وامثال آن یا بطریق تکمیل مثل تعیین اعداد رکعات در نوافل و
تسبیحات در ارکان نماز وبعد از فراغ آن و در صلوۃ التسبیح وہمچنین تعیین ستہ
شوال وثلثہ در ہر ماہ درباب صوم ورعایت عدد وتر جمیع عادات وامثال آن و
توقیت عددی را ہم بر توقیت زمانیہ ومکانیہ و در کثرت و عدم احصار قیاس باید
کرد،، اسی قسم کی کئی اور مثالین آپنے صفحہ ۲۳ سے ۲۶ تک بیان کرکے فرمایا ہے
وآنچہ در مقام عذر آن میگویند کہ ہرچند این امر محدث است اما مشتمل بر مصلحے
از مصالح دینیہ است یا اصل آن در شرع ثابت ست اگرچہ خصوصیت مذکورہ محدثہ
باشد پس مجرد این عذر امور مذکورہ را از حد بدعات خارج نمے گرداند آرے تحقیق
آنکہ این بدعت حسنہ ست یا قبیحہ پس عنقریب انشاء اللہ تعالے در فصل ثانی
مذکور خواہد شد،، اور فصل ثانی مین آپنے عمدہ تفصیل ودلائل سے ثابت کیا ہے
کہ ہر بدعت قبیحہ ہے اور بدعت حسنہ شرع مین کوئی چیز نہین اور جو اونہون نے
خاصکر اون اذکار واشغال صوفیہ کی نسبت (جنکے بحث ہو رہی ہے) فرمایا ہے
وہ نمبر ۲ مین بصفحہ ۵۴ منقول ہو چکا ہے یہہ کچھہ مولانا مرحوم نے فرمایا ہے یہ
اونکے متفردات واجتہادات سے نہین بلکہ اجلّہ اصحابہ وتابعین وآیمہ مجتہدین اور انکے
اتباع متقدمین ومتاخرین سے منقول ہے اونکے اقوال کی تفصیل اون کتب ورسایل
مین جو رد بدعت مین علماء ہندوستان نے تالیف کی ہین (جیسے تفہیم المسایل
وصواعق الہیہ وغیرہ) مین منقول ہین ہم اِن پرانے مباحث کو نئے سر سے
چھیڑنا نہین چاہتے جو ان مباحث کا شایق ہو وہ ان پرانی تالیفات کو دیکھے۔ ۔

اسمقام مین ایک صحابی کا قول بطور نمونہ نقل کرتے ہین حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ انکے پہلو مین ایک شخص نے چہنیک ماری تو کہا الحمد للہ و السّلام علے رسول اللہ حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ یہہ تو مین بہی بہت محلون مین کہا کرتا ہون ولیکن آنحضرت نے ہمکو اس محل پر یہ نہین سکہایا۔ بلکہ یون فرمایا ہے کہ ہم اس موقع پر الحمد للہ علے کل حال کہین۔

عن نافع ان رجلاً عطس الی جنب عبد اللہ بن عمرؓ فقال الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ فقال ابن عمر وانا اقول الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ ولیس ھکذا علمنا رسول اللہ علمنا ان نقول الحمد للہ علی کل حال رواہ الترمذی ص۱۱۰ جلد۲ —

دوسری دلیل اور ان دلائل کی تائید کا جواب اولاً یہہ ہے کہ جن باتون کو صحابہ کی ازخود تجویز کی ہوئی باتین قرار دیا جاتا ہے وہ سبہی انکی خود تجویزی نہین ہین انمین ایسی باتین بہی ہین جو آنحضرت کے ارشاد و تجویز سے ثابت ہین دیکہو وضو کے بعد دو رکعت نماز جسکو وہ آنحضرت سے ثابت نہین مانتے آنحضرت کے ارشاد سے ثابت ہے چنانچہ صحیح مسلم مین حضرت عثمان رضؓ سے حدیث مروی ہے کہ مینے انحضرت سے سُنا کہ جب کوئی مسلمان اچہی طرح وضو کرے پہر نماز پڑہے تو خدا تعالے اسکے وہ گناہ (جو اس سے پہلے نماز سے اوسوقت تک اسنے کئے ہین) بخش دیگا۔ ایک اور حدیث مین بہی ذکر آیا کہ دو رکعت پڑہے جنمین اسکو

عن عثمانؓ قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول لا یتوضأ رجل مسلم فیحسن الوضوء فیصلی صلوٰۃ الا غفر لہ ما بینہ وبین الصّلوٰۃ التی تلیہا (اخرجہ الشیخان) وفی روایۃ من توضأ مثل وضوئی ھذا ثم قام فرکع رکعتین

> لایحدث فیہما نفسہ غفرلہ ما تقدم من ذنبہ (اخرجہ الشیخان)

اسکو کچھہ دلمین خیال پیدا نہوا ہو۔

اور صلوۃ الضحی (اشراق یا چاشت) (جسکی نفی مین وہ حضرت عائشہ کی روایت پیش کرتے ہین) خود حضرت عائشہ کی روایت سے آنحضرت سے ثابت ہے چنانچہ

> عن معاذۃ انہا سالت عائشۃ کم کان رسول اللہ صلعم یصلی صلوۃ الضحی قالت اربع رکعات ویزید ماشاء (مسلم ص ۲۴۹)

صحیح مسلم مین معاذہ سے روایت ہے کہ مینے حضرت عائشہ سے پوچھا آنحضرت ضحی کی نماز کتنی رکعت پڑھتے آپنے فرمایا چار رکعت اور اس سے زیادہ پڑہا کرتے۔

یہہ **حدیث** صاف ناطق ہے کہ حضرت عائشہ نے آنحضرت کو اشراق پڑہتے بچشم خود کبھی نہین دیکہا مگر آنحضرت کے اشراق پڑہنے کا (آنحضرت سے سنکر یا کسی اور دیکھنے والے کے بیان پر) انکو علم تہا اسواسطے انہون نے اس نماز کا التزام کیا تہا نہ یہہ کہ اپنی طرف سے اسکو گہڑ لیا تہا (چنانچہ حضرات مستدلین کے کلام کا فحواے) امام نووی شرح مسلم مین فرماتے ہین کہ حضرت عائشہ کی روایت نفی و اثبات مین تطبیق موافقت کی یہی صورت ہے کہ بعض اوقات آنحضرت یہ نماز اسکی فضیلت کی نظر سے پڑہتے تہے بعض اوقات بخوف فرض ہو جانے کے ترک کر دیتے حضرت عائشہ کے اس قول کے کہ آپ نہ پڑہتے تہے یہی معنے ہین کہ حضرت عائشہ انکو نہ دیکہتی اسکی وجہ یہ ہے

> واما الجمع بین حدیثی عائشۃ فی نفی صلوتہ صلی اللہ علیہ وسلم الضحی واثباتہا فہو ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلیہا بعض الاوقات لفضلہا ویترکہا فی بعضہا خشیۃ ان تفرض کما ذکرتہ عائشۃ ویتاول قولہا ما کان یصلیہا الا ان یجئ من مغیبہ علی

ان معناه ما رايته كما قالت في الرواية الثانية ما رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي سبحة الضحى وسببه ان النبي صلى الله عليه وسلم ما كان يكون عند عائشة في وقت الضحى الا في نادر من الاوقات فانه قد يكون في ذلك مسافرا وقد يكون حاضرا ولكنه في المسجد او في موضع اخر واذا كان عند نسائه فانما كان لها يوم من تسعة فيصح قولها ما رايته يصليها وتكون قد علمت بخبره او خبر غيره انه صلاها او يقال قولها ما كان يصليها اي ما يداوم عليها فيكون نفيا للمداومة لا لاصلها

کہ وہ حضرت عائشہ کے پاس اشراق کے وقت کم ہوا کرتے کبہی سفر مین ہوتے کبہی مسجد مین کبہی کسی اور بی بی کے گہر مین کیونکہ حضرت عائشہ کے گہر آنے کا دن نو مین سے ایک ہوتا تہا اسلئے اونکا یہہ کہنا صحیح ہوا کہ مینے بچشم خود نہین دیکہا۔ مگر اونہون نے آنحضرت کے بیان سے یا کسی اور کی روایت سے یہ جان لیا تہا کہ آنحضرت یہہ نماز پڑہا کرتے تہے یا آپکی یہہ مراد ہوگی کہ آنحضرت ہمیشہ نہ پڑہتے اس صورت مین مداومت کی نفی ہوئی نہ اصل نماز کی۔

اور ثانیاً یہہ کہ اگر ہم یہ مان لین کہ وہ سبہی باتین صحابہ کی خود تجویزی اور نئی نکالی ہوئی باتین ہین تو بہی آنحضرت کی بعض ان باتونکو تسلیم کر لینے اور قایم رکہنے سے یہہ ثابت نہین ہوتا کہ اون باتون کے سوائے بہی جس قسم کی قیدین اور خصوصیتین مطلق احکام شرع مین صحابہ یا کوئی اور شخص لگانا چاہے شرع کی طرف سی اسکو اجازت ہی اور بدعت وصفیہ (جسمین شرعی امر کو کچہہ تغیر دیکر ایک نئی صورت بنایا جاتا ہے) جایز ومباح ہی **ان** باتون کے تسلیم وتقریر نہایت یہی ثابت ہوتا ہی کہ شارع نے ان باتون کو عام حکم ممانعت احداث سے مخصوص ومستثنیٰ فرمایا ہی نہ یہہ کہ اس حکم عام کو بالکل مہمل وبیکار کر دیا ہے

اور مطلق شرع کو مقید کرنے اور احکام شرعیہ مین از خود کمی و بیشی کرنیکا - ہر ایک کو عام اختیار دیدیا ہے -

یہہ **عام** اختیار نہ آنحضرت کی سکوت یا اون الفاظ سے جوان موقعون پر آنحضرت نے فرمائے ہین) ثابت ہوتا ہے اور نہ اون خاص مواقع پر عام مواقع کا قیاس ہو سکتا ہے -

حضرت بلال کی نماز پر آنحضرت نے صرف سکوت فرمایا ہے یہہ نہین فرمایا کہ اسیطرح جس موقع پر تیرا دل چاہے اپنی تجویز سے نوافل یا کوئی ذکر و دعا مقرر کر لیا کر -

اس صحابی (نماز مین قل ہو اللہ پڑہنے والے) کو صرف یہہ فرمایا ہے کہ اسکی محبت نے تجہے بہشت مین داخل کردیا یہہ نہین فرمایا کہ ایسا ہی جہان تو چاہے قل ہو اللہ یا کوئی اور دعا پڑہ لیا کر اور نہ اسکی مثل کوئی اور لفظ عام متضمن اختیار عام فرمایا ہے - .

ان خاص موقعون پر **عام** موقعون کا **قیاس** اسلئے نہین ہو سکتا کہ بجز ان خاص مواقع کے اور مواقع مین از خود کوئی بات نکال لینے یا کسی شرعی بات مین کمی بیشی کرنے سے عام حکم ممانعت احداث مانع ہے - **پہر اس** حکم عام کے (جو نصوص† صریحہ سے ثابت ہے) مقابلہ مین قیاس کیونکر جایز ہو سکتا ہے - .

افسوس مدعیان خصوصیات رسمیہ کم توجہی کے ساتھہ الفاظ حدیث سے تمسک کرتے ہین اور یہہ غور نہین کرتے کہ جس حدیث سے ہم تمسک کرتے ہین وہ عام ہے یا خاص اگر وہ خاص ہے تو ہمارے مدعا پر اپنے

---

† ان نصوص کو دیکہنا ہو تو کتاب مستطاب الصلاح الحق کا مطالعہ کرو -

منطوق سے ثابت ہے یا مفہوم سے اگر مفہوم سے ثابت ہے تو وہ کسی منطوق کے معارض و مقابل تو نہین ہے برآے خدا اب بہی ان باتون کو سوچین اور اگر اِن باتون کیطرف توجہ ہو تو کتب اصول فقہ تالیف محدثین و فقہا کی طرف مراجعت کرین اتنی ہمت نہو تو ضمیمجات اشاعۃ السنہ نمبر (١٠ وغیرہ) جلد (٣) ہی کو پڑھ کر اِن باتون سے واقف ہو کر اپنے استدلال پر نظر ثانی کرین ——

اور اگر وہ یہہ بھی نکر سکین تو وہ اپنے ہی خیالات کو ٹٹولکر سوچین کہ جن قیدون اور خصوصیتون کو وہ لوگ بدعت سمجھے ہین اور اپنے مریدون سے (خصوصًا بیعت لینے کے وقت) اون بدعتون کو نکرنے کا اقرار لیتے ہین وہ کیون بدعت ہین — ؟

اون **قیدون** اور خصوصیتون مین اور انکی مجوزہ اذکار کی قیدون اور اور خصوصیتون مین کیا فرق ہے — ؟

کیا اون قیدون اور خصوصیتون کے لئے شریعت مین کوئی مطلق و بے قید اصل نہین — ؟

اگر ہے تو اس مطلق مین اپنی طرف سے وقتی اور عددی وغیرہ خصوصیات لگانے کے لئے حدیث بلال و حدیث قاری قل ہو اللہ و حدیث عائشہ کیون اجازت نہین دیتی — ؟

اور اگر یہہ دعوے ہے کہ اِن خصوصیات کے لئے کوئی مطلق اور بے قید اصل ہی نہین تو یہہ دعوے محض غلط ہے —

ہم اِس مقام مین بطور **تمثیل** چند ایسی خصوصیات کو ذکر کرتے ہین جنکی کچہہ نہ کچہہ مطلق اصل شریعت مین ثابت ہے اور یہہ لوگ انکو صرف وقتی و عددی وغیرہ قیود کی نظر سے بدعت قرار دیتے ہین —

مُردہ کے سوم و چہلم و جمعرات کی روٹیان اور **شیرینی** کا حلوی اسی قسم مین سی ہے اِس خصوصیات کو وہ اِسی نظر سے بدعت سمجھتے ہین کہ اس موقعہ پر اور اس ہیئت اجتماعی سے یہہ خصوصیات شریعت سے ثابت نہین ورنہ اِن خصوصیات کے لئے اپنی اپنی جگہہ پر کچھہ نہ کچھہ اصل شریعت مین موجود ہے ۔

میّت کے لئے مطلق ایصال ثواب عبادت مالی باتفاق اہل سنّت ثابت ہے اور حدیثون مین صاف آچکا ہے ۔ **تین** کا عدد بہت سی احکام شرعیہ مین ملحوظ ہے (کفارہ یمین اور ایّام بیض کے روزہ تین دن ہین میت پر سوگ تین دن تک ہے و علے ہذا القیاس) ایسا ہی **چالیس** کا عدد بعض مواقع مین ماخوذ ہین (حضرت موسیٰ کو کوہ طور پر چالیس دن ٹہرایا گیا ہے) جمعرات و شبرات کی فضیلت مین بہی کئی موقعہ پر نصوص آچکی ہین **حلوی** بہی آنحضرت کو پیارا تہا ۔ مگر یہ لوگ اِن چیزون کے اِن مطلق اصلون کا لحاظ نہین کرتے اور ان خصوصیات کے لئے شریعت مین خاص اصل نہ ہونے کے سبب انکو بدعت قرار دیتے ہین ۔

ایک طرفہ مثال (جسکو کوئی مسلمان بدعت نہین کہہ سکتا نہی حضرات اسکو صراحۃً یا کنایۃً بدعت کہتے ہین) فرضی نماز کے بعد ہاتہہ اوٹہا کر دعا مانگنا ہے ۔

یہہ لوگ پانچون وقت نماز پڑہ کر ہاتہہ اوٹہا کر دعا نہین مانگتے اور اسپر یہی دلیل پیش کرتے ہین کہ اِس موقع پر آنحضرت سے ہاتہہ اوٹہا کر دعا مانگنا ثابت نہین ہے باوجودیکہ انکو اسبات کا علم و اقرار ہے کہ **مطلق** دعا آنحضرت کے فعل و قول سی بلکہ خدا تعالے کے ارشاد سی ثابت ہے اور **مطلق** نماز کا خاتمہ

دعا کا محل ہے اور دعا مین ہاتھ اٹھانا ہی **مطلق** اداب دعا سی ہی اور آنحضرت سی صدہا
مواقع مین ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ثابت ہی یا نہیں وہ ان اطلاقات کا کچھ لحاظ و اعتبار
نہین کرتے اور صاف ہی ہین نہ ا موقع
نہین ہی اسی کے موافق انکار ... ن (بڑون سی لیکر چھوٹون تک) عمل ہی ہم نہین جانے
اس دعا مین وہ مطلق نصوص پر عمل کیون نہین کرتے اور اسکی مشروعیت کے لئے
وہ یہہ کیون نہین کہتی (جیسا کہ خصوصیات اذکار مین وہ کہتی ہین) کہ خدا تعالے نے مطلق
دعا کو مشروع کیا ہی اور یہہ شخص (جو فرائض کے بعد ہاتھ اٹھا کر مانگتا ہی) یہی دعا کرتا ہی۔
یہہ **مثال** (جو انکی شبانروزی عمل مین ہے) انپر ہزار دلیل سی زیادہ سخت حجت ہے
اُسمین اگر وہ انصاف سی غور کرین تو اسی سی اپنے اذکار مجوزہ (جنکو وہ دین اور افضل سمجھتے ہین اور وہ
آنحضرت سی خصوصیت کے ساتھ مروی و ثابت نہین) بدعت ہونا یقین کرلین یا وہ ایسے
تشددات کو (کہ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا بدعت ہی) چھوڑ دین مگر انکی موجودہ حالت
کو دیکھکر مجھے امید نہین ہی کہ وہ ان باتون کو سمجھہ سکین یا سمجھکر اپنے عندیات سی رجوع کرینگے
مجھے زیادہ تر اون لوگون کی فہمایش مد نظر ہی جو باوجود دعوے اتباع سنت
ان لوگون کے **مرید و مقلد** ہو رہے ہین وہ لوگ خدا کے
لیئے تھوڑی دیر انکی تقلید و یا افراط محبت کو (جسکی نسبت آچکا
ہے "**حبك للشئ يعمي ويصم**" یعنے ایک چیز کی محبت
تجھے اندہا و بہرہ کر دیتی ہے) یکسو کرکے سوچین کہ کیا وہ بزرگوار ہیئت
اجتماعی دعا بعد الفرائض کو بدعت کہتے یا سمجھتے اور ان —
اطلاقات کا جو اس دعا کی نسبت شرع مین آچکی ہین لحاظ
و اعتبار نکرنے مین اور خصوصیات اذکار کو انکے اطلاقات
کے لحاظ سے مشروع و افضل سمجھتے ہین متناقض القول نہین

ہین اسباب کو وہ خود نہ سمجھ سکین تو اون علماء و مقتداؤن سے جنکا علم و اتقا مسلم ہے پوچھ لین اپنی اندہا دہند محبت و اعتقاد کے پیچھے نہ پڑین اور اون کو لوگون مین جنکو وہ پیر پرست سمجھتے ہین یا اماموں کے مقلد خیال کرتے ہین کیا فرق ہوگا ؟ ـ آیندہ اختیار ہے ـ وما علینا الا البلاغ ـ

تذییل

مین پہلے ہی بصفحہ (۴۵ و ۱۰۷) کہہ چکا ہون اور اب پہر کہتا ہون کہ جسقدر میرا اعتراض وانکار خصوصیات رسمیہ (خصوصیت گدی نشینی وغیرہ) پر ہے اسی صورت مین ہے کہ ان خصوصیات کو کوئی دین سمجھے اور افضل و موجب قرب و ثواب قرار دے (جیسا کہ ہمارے بعض معاصرین سمجھتے ہین) اور اگر ان خصوصیات کو اصل دین نہ سمجھا جاے و صرف ضرورتون اور عارضی سببون سے یا اتفاقیہ طور پر کام مین لایا جاوے تو اسپر ہمارا اعتراض و انکار نہین ہے مثلاً ایک شخص سورہ فاتحہ یا کوئی اور دعا ہر روز ایک سو مرتبہ پڑہتا ہے یا تلاوت کے لئے قران کا ایک پارہ یا سوا سپارہ مقرر کرتا ہے اور اس تعیین و خصوصیت کو دین نہین سمجھتا یعنی اس خصوصیت عدد و مقدار کے عوض مین علاوہ اس اجر و ثواب کے جو مطلق دعا و تلاوت یا اور عدد و مقدار سے (جو اس سے بڑہکر ہو) متوقع ہے کچھہ اور اجر ثواب کی توقع نہین رکھتا صرف اپنی سہولت و ضبط کے لئے یہ تعیین کرتا ہے اسکے حق مین یہ خصوصیت بدعت نہین ہے ـ

یا کوئی شخص ایک ہی بزرگ کی صحبت کا التزام رکھتا ہے مگر اس التزام کو بحکم خدا و رسول ﷺ واجب یا اولے نہین سمجھتا صرف اسوجہ سے معذور ہے کہ جہان وہ رہتا ہے وہان اور کوئی لایق صحبت و قابل برکت نہین ہے یا اسکو کوئی ایسا نفع نہین آتا ہے اور وہ اور کسی کی صحبت سے فایدہ نہین اوٹہاتا) اسکی صحبت کا التزام رکھتا ہے تو اسکی حق مین یہ التزام بدعت نہوگا ـ وعلی ہذا القیاس ـ

اب ہم اس بحث کو ختم کرتے ہین آیندہ اگر کوئی صاحب اسمین نکتہ چینی کرینگے تو ہم بہی کچھہ کہینگے ورنہ خیریت فقط

کتاب مستطا

نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار (جو عمل بالحدیث و اجتہاد کے لئے
کافی ذریعہ ہے) آپ ہی کی توجہ سے آٹھ جلدون مین مصر مین چھپی ہے اور اب
تھوڑی قیمت (پعہ ٥) پر ملسکتی ہے اور **فتح الباری** شرح صحیح بخاری
تالیف شیخ الاسلام حافظ ابن حجر (جسکی نظیر کتب اسلام مین اسکے بعد پائی نہین
گئی) جناب کی عالی ہمتی سے مصر مین طبع ہو رہی ہے۔ تھوڑے عرصہ مین
انشاء اللہ تعالے وہ بدست عشاق اتباع ہوگی۔ **اسی قسم** کی تالیف
واشاعت آپسے بقیہ علوم کے متعلق ہوئی ہے جسکی تفصیل و توصیف مین
جولانی کرنے مین ہمارا اشہب قلم لنگ ہے اور عرصہ قرطاس تنگ۔

شائقین تفصیل آپکی کتب مولفہ کا حال آپکی فہرست مولفات (الملحقہ کتاب
منہج الوصول اور آپکے تراجم (جو اکثر تصانیف جناب کے ساتھ بطور تقریظ شامل کی
گئی ہین) سے ملاحظ فرماوین وہ میسر نہون تو ہمارے پرچہ سابق (نمبر ۴ جلد ۶)
کو جسمین کسیقدر انکی تفصیل ہے مطالعہ مین لاوین اور انکی اشاعت کا مشاہدہ
و تجربہ جس ملک اور جس شہر سے چاہین کرلین۔

آپکی تالیف بابرکت مین ایک خصوصیت ہے جسکو آپکی کرامت کہین تو بیجا نہین
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (جنکے سنت کے آپ خادم ہین) معجزہ خیال کرین
تو ناروا نہین ایسے پائے جاتے ہین جو ایک عرصہ سے کتب مولفہ اہل اسلام سے
مفقود ہے وہ یہ ہے کہ آپکی تالیفات آپکی حیات مین اور آپکے ہمعصرون مین مقبول
ومعمول بہا ہوگئی ہین اور اکثر علما ہندوستان - پنجاب - عرب - مصر - دمشق
بیروت - بلغاریہ وغیرہ نے سر آنکھون پر رکھ لی ہین - تلقتہا الافاضل
الفحول وھبت علیہا قبول القبول اور یہ بات اور لوگون کی تالیفات مین ایک

مدت سے پائی نہین گئی انکی تالیفات انکے مرنے کے بعد اون لوگون مین جو انکے بعد پیدا ہوے مقبول ہوئی ہین انکے معاصرین نے قبول نہین کین اسی وجہ سے اوران ہی لوگون کی نسبت یہہ مثل "المعاصرۃ اصل المنافرۃ" یعنے ہمعصری نفرت کی جڑہ ہے مشہور ہورہی ہے۔

اور جسقدر آپ سے احیا سنت واقامت خیرات وحسنات اور ازالہ بدعات واخمال منکرات (جو لوازم ونتایج منصب دو م جناب سے ہے) وقوع مین آئی ہے وہ بہی اکثر مجددین سابق سے بڑہکر ہے۔ ہماری قلم مین کہان طاقت اور ہمارے پرچہ مین کب وسعت ہے کہ ہم اسکی تفصیل کرسکین ولیکن بحکم ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ مشتے نمونہ از خروار واندکے از بسیار بطور تمثیل ایک فہرست کے ضمن مین ناظرین کی آگے پیش کرتے ہین۔

فہرست رسوم حسنہ جنکو جناب نے قائیم کیا و رسوم سئیہ جنکا آپنے ازالہ کیا یا ازالہ کے درپئے ہین۔

نمبر	رسوم	نمبر	رسوم
	رسوم حسنہ	۶	مساجد کی مصارف بہ نسبت سابق بڑہائے گئے
۱	علما وفضلا بہ نسبت سابق زیادہ ملازم وخیل پاتے ہین	۷	اندہے اپاہج وغیرہ معذورون کو وظائف مقرر ہوئے۔
۲	طالبعلمونکی وظیفے بہ نسبت سابق بڑہائے گئے		
۳	یتیمون کی تعلیم کے لئے وقفی مدرسہ قائیم ہوا	۸	رفاہ عام کے لئے شفاخانہ بڑہائے گئے اور اطبا زیادہ رکہے گئے
۴	قرآن پڑہنے والی لڑکیون کو وظائف مقرر ہوئے	۹	تالاب وکنوئین (جنکی بہوپال مین بہت حاجت ہے) کثرت سے کہدوائے گئے
۵	سرکاری محل مین تلاوت قرآن بکثرت جاری ہوئی		

نمبر	رسوم	نمبر	رسوم
۱۰	سڑکون وغیرہ مواقع ضرورت عام پر درخت لگالئے گئے۔	۱۹	شادی و ختنہ کی رسوم خلاف شریعت کے بذریعہ اشتہارات عام ممانعت ہوئی۔
۱۱	روشنی وصفائی شہر کا خرچ ریاست کے ذمہ کیا گیا۔ رعایا سے اٹھایا گیا۔		**رسوم بد جنکا ازالہ پیش نظر جناب ہے اور تدریجاً وقوع مین آنا جاتا ہے۔**
	رسوم بد جنکا ازالہ ہوچکا	۲۰	ہیجڑون کا بازارون مین گاتے بجاتے پہرنا
۱۲	زناکاری عام شہر کسبیون کی شہر سے اخراج سے روکی گئی۔	۲۱	بعض اقوام اہل اسلام کی مستورات کا شادیون مین رات کے وقت زیب و زینت کے ساتھہ سڑکون پر پہرنا۔
۱۳	گانے بجانے کی تعلیم۔ تعلیم دینے والون کی اخراج سے روکی گئی۔	۲۲	آمدنی سایرات
۱۴	ہیجڑون کا پیشہ سیکہنا شہر سے روکا گیا۔ اور اکثر ہیجڑونکا شہر سے اخراج ہوا۔	۲۳	تعزیہ سازی اور اسکے متعلق رسوم
۱۵	مسلمانون کو شراب خوری سے عام ممانعت ہوئی۔	۲۴	حقوق چودہرایت و رقوم سود اہل اسلام
۱۶	مسجدون کے قریب باجا بجانا (جو بیاہون شادیون مین لوگ بجواتے ہین) موقوف ہوا	۲۵	شہر کے باہر کسبیون کا آباد رہنا۔
۱۷	ریاست کے دربار سے سرود موقوف ہوا	۲۶	آمدنی آبکاری وغیرہ مسکرات
۱۸	تعزیہ داری کی اکثر بدعات مہندی وغیرہ سے ممانعت ہوئی		اسی پر صدہا اور نظائر کو ناظرین قیاس کرین جنکی تفصیل و بیان سے ہم قاصر ہین۔

نوٹ یہہ رسوم بد جنسے نواب صاحب بہوپال نے اہل اسلام بہوپال کو ممانعت کی ہے ان رسوم کی مانند ہین جنسے گورنمنٹ انگلشیہ بہی اپنی رعایا کو مانع کرتی ہے (جیسے قمار بازی۔ ننگے پہرنا۔ مردون کو ہیجڑا بنانا وغیرہ وغیرہ)—

اِن **اوصاف** کمال نواب صاحب (احیار سنت و مراسم حسنات و اشاعت علم و ازالہ منکرات) **کا** اوصاف مجددین سابق الوصف سے اور انکے عیوب و خطاؤن (بقول مفتریان تصویر پر انعام دینے یا اسی قسم کی اور باتون) کا عیوب و خطاؤن مجددین سابق سے **مقابلہ** و موازنہ کرین پھر انصاف سے داد دیکر فرماوین کہ نواب صاحب ممدوح منظر اوصاف کمال مجددین سابق الوصف کی نسبت مجدد کہلانے کے زیادہ مستحق نہین ہین۔ ۹

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۷۱

نواب بھوپال کی اِن رسوم مین مداخلت و ممانعت کیلئے مذہب اور واجبی آزادی مین بے جا مزاحمت و ناجائز دست اندازی (جو اصول سلطنت برٹش گورنمنٹ کے مخالف ہے) نہین ہے بلکہ اسمین اون لوگون کے مذہب کی (جنکو ان رسوم سے روکا گیا ہے) عین تائید و پیروی پائی جاتی ہے

نواب صاحب نے اِن رسوم بد سے صرف مسلمان رعایا کو روکا ہے سوا اونکے مذہب مین ان رسوم کا نام و نشان پایا نہین جاتا بلکہ صاف ممانعت آچکی ہے۔ زنا۔ شراب خوری ناچنا۔ گانا بجانا۔ ہیجڑونکا پیشہ کرنا خود ان لوگون کے (جو یہہ کام کرتے ہین) خیال مین بھی مذہبی رسوم نہین ہین ایسا ہی عوام سنیون کا تعزیہ بنانا یا مہندی نکالنا (گو انکے خیال مین مذہبی رسم ہو مگر انکے عُلماء بلکہ محقق علماء شیعہ کے خیال مین) بھی مذہبی رسم نہین ہے اور اصل مذہب اسلام مین اسکی کہین ہدایت نہین۔ پھر نواب صاحب کا اِن باتون سے سُنی مسلمان کو روکنا مذہبی دست اندازی کیونکر ہو سکتی ہے؟

مذہبی دست اندازی تب ہوتی جب ہندو یا عیسائی رعایا کو وہ اونکی مذہبی رسوم سے روکتے۔ یا انسے رسوم اسلام جبراً اتباع کرواتے۔ بلکہ غور سے دیکھا جاوے تو ایسی رسوم بد (مبدء شر و فساد) مین دست اندازی (انکا مذہبی رسوم ہونا مانا ہی جاوے تو) بے جا مزاحمت و واجبی آزادی مین دست اندازی و اصول سلطنت برٹش گورنمنٹ کے مخالف نہین ہے برٹش گورنمنٹ نے خود بعض **ایسی** رسوم مین (جنکو اپنے خیال مین بد اور مبدء شر سمجھا ہے (گو وہ کسی قوم کی مذہبی رسم ہی کیون نہ کہلاتی ہو) **دست اندازی** کی ہے اور یہہ بات خلاف اصول سلطنت نہین سمجھی گئی دیکھو ستی ہونا ہندون مین ایک قدیم مذہبی رسم سمجھی جاتی ہے† اور تپسیا کر کے (بھوکھہ رہکر یا آگ کی تپش مین جلکر

---

† گو حقیقت مین یہ رسم مذہبی نہ ہو اور انکی کتاب مین اسکی ہدایت نہ ہو۔

اورانکی عیوب وخطا عیوب مجددین سابق سی بڑھکر ہین کہ وہ اون عیوب کے سبب اس رتبہ سی باوجود استحقاق ومقتضی محروم رہین ۔

اور یہ بہی فرماوین کہ ہمنی اور ہماری ہمعصر علمار نے جو نواب صاحب کو (انکے اوصاف کمال کی نظر سے) مجدد کہا ہے اور انکی عیوب وخطاؤنکا (ناحق انکے ذمہ لگائے جاتے ہون خواہ واقعی انین موجود ہون) اس خیال سی کہ مجدد ہونے کے لئے معصوم ہونا کسیکی نزدیک (بجز اہل تشیع) شرط نہیں

خودکشی کرنا بعض ہندون مین مکتی (نجات) کا سبب سمجہا جاتا ہی اور بردہ فروشی عموماً مسلمانون مین ایک مذہبی رسم ہے اور چور کا ہاتہہ کاٹ دینا اور زانی کو قتل کی سزا دینا ذی اختیار مسلمانون کا اعلی مذہبی فرض خیال کیا جاتا ہے مگر انگریزی سلطنت مین اور جہانتک اسکا اختیار وتعلق ہے ان رسوم پر کوئی ہرگز عمل کرنے نہین پاتا ان رسوم مین گورنمنٹ کی مداخلت ومزاحمت کا یہی سبب ہی کہ گورنمنٹ ان رسوم مین اپنی خیال مین شر وفساد دیکہتی ہے اور اون لوگون کا ان رسوم کے ادا کرنے کا واجبی حق نہین سمجہتی — پس اگر کسی مسلمان ذی اختیار نے کسی رسوم بد معمولہ اہل اسلام — (جیسے زناکاری وشراب خوری) کو بدو سبب شر وفساد سمجہا اور بنظر مصلحت عام واصلاح انتظام اس سے اپنے ماتحت مسلمانون کو روکدیا (گو اپنی خیال مین کوئی ان باتون کو مذہبی رسم سمجہہ لے) تو اسمین بے جا مزاحمت وناواجبی مذہبی دست اندازی کہان پائی گئی چہ جائے کہ وہ رسوم درحقیقت مذہبی رسوم ہون مذہب ان رسوم سی خود مانع ہو ۔

بعض متعصب یا پالیسی گورنمنٹ سی ناواقف انگریز ایسی مسلمانون کو (جو اپنے حدود اختیار مین اپنے ہم مذہب اقوام مین مذہبی رسوم کو جنہے گورنمنٹ مانع نہین جاری کرنا اور ان رسوم کے مخالف رسوم سے روکنا چاہتے ہین) حقارت کی نظر سے دیکہتے ہین اور متعصب خیال کرتے ہین مگر جو خود تعصب سی خالی ہین اور پالیسی گورنمنٹ سی خوب واقف ہین (جیسے ہمارے ہردل عزیز فیاض ویسرائے گورنر جنرل لارڈ ڈفرن بالقابہ ہین (خدا اونکو اپنی مرضیات کی توفیق بخشی) وہ ایسے مسلمانون کو پکا دیانت دار اور گورنمنٹ

اور اس قسم کے عیوب مجددین سابق مین بہی پاے گئے ہین لحاظ واعتنا نکیا تو اسمین ہمنے کونسی آیتہ یا حدیث یا اجماع امتہ یا تعامل سلف کا خلاف کیا اور کیا گناہ ہمسے ہوا۔ ؟

شاید ہمارے معترض ہمسے اسبات پر آشفتہ خاطر ہون کہ ہمنے صرف نوابصاحب ہی کو مجدد کہا ہے اور علماء وقت خصوصًا معترض کے ہموطنون (لکہنو والون) کو مجدد نہین کہا۔)

اسمین ہمارا **عذر** و جواب یہ ہے کہ ہمنے وہ مضمون (جسمین نواب صاحب کو مجدد لکہا ہے) بالاستقلال مجددون کے بیان مین نہین لکہا کہ اسمین مجددین لکہنو وغیرہ کا بہی ذکر آجاتا اور تو کسیکا ذکر کیا ہوتا ہمنے اپنے شیخ حجۃ الخلف بقیۃ السلف مولانا **سید محمد نذیر حسین** محدث دہلوی کا ذکر بہی نہین کیا اور اگر وہ مضمون مجددون کے بیان مین ہوتا تو ہمسے اپنے شیخ کا جنکو ہم اسوقت اول درجہ کا مجدد جانتے ہین ذکر کیون چہوٹتا **آیندہ** ہم اگر مجددون کے بیان و تعداد مین کوئی مضمون لکہینگے تو اسمین ہم مجددین لکہنو وغیرہ کا نام بہی ضرور درج کرینگے۔ بشرطیکہ ہمارے معترض ہمکو انکے اوصاف کمال بتادین جیسے ہمنے نوابصاحب کے اوصاف نقل کئے ہین۔

تفصیل شق اول

(یعنی نواب صاحب کا انعام ندینا)

ہمنے جس روز وہ اخبار جسمین نوابصاحب پر یہ نکتہ چینی (کہ انہون نے تصویر پر انعام

ورعایا کا پورا وفادار خیال کرتی ہین اور وہ خوب جانتی ہین کہ جسکو خدا کا مذہب کا پاس نہین اسکو دنیا کے حکام کا رعایا کا کیا پاس ہوگا اور جو خدا کا مذہب کا پکا مطیع ہوگا وہ دنیا کا حکام کا رعایا کا بہی سچا وفادار رہیگا و حق شناس ہوگا۔

دیا یا دلوایا ہی؟ کی گئی اور ہمپر یہ چٹکی (کہ ہمنی انکو ایسی حالت کر ساتہہ مجدد کہا ہی) لی گئی ہی پڑہا تو اسی دن فوراً خط متضمن دریافت اصل حال روانہ بہوپال کیا۔ وہانسی یہہ جواب آیا کہ یہہ خبر بالکل بے اصل و پوچ ہی۔ نوابصاحب نے کسی مصور کو انعام نہ جیب خاص سی دیا ہی نہ سرکار سی دلوایا ہی ایک لکہنو کے مصور نے ایک اہلکار ریاست (نایب مدار المہام) کی ذریعہ سی سرکار سی انعام پایا ہی نوابصاحب کو اس کارروائی کا علم بہی نہین ہوا چہ جائے کہ انکی رضا یا سعی پائی گئی ہو اب ہمارے دوست معترض موت کو۔ قیامت کو۔ قریب سمجہہ کر اور آیۃ لا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا† اور حدیث کفی‡ بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع پیش چشم رکہکر انصاف سی فرماوین کہ اس کارروائی (انعام مصورین) نواب صاحب کا کیا دخل ہی اور اسمین انپر یا ہمپر کیا الزام۔

آپکی تصویر قد آدم کا کہنچا جانا اور تاج المحل بہوپال مین رکہا جانا ہی آپکی رضا و **واختیار** سی نہین ہوا تصویر کشی تو دربار قیصری مین ہوئی تہی جہان اور نوابون اور راجگان وغیرہ کی بہی فوٹوگراف مین تصویرین اوتاری گئی تہین اسمین نواب صاحب کی بے اختیاری مخفی نہین ہی ناظرین و معترضین خود خیال کر سکتی ہین کہ نوابصاحب اس مجلس سے اوٹہہ سکتی تہی یا تصویر اوتارنے سی منع کر سکتی تہی۔

اور تاج محل مین اس تصویر کا رکہا جانا بیگم صاحبہ رئیسہ کے حکم سی ہوا ہی نوابصاحب اسمین بہی ہرگز ہرگز راضی نہین ہین۔ وہ تصویر کہنچی یا کہنچوانی یا اختیاراً⸸ گہر مین رکہنی کو

---

† جبتک تجہ کو علم نہو اسکے پیچہی مت لگ کان آنکہ اور دل سب سی سوال ہوگا۔

‡ آدمی کو جہوٹا ہونے یا جہوٹ بولنے کے لئے یہی کافی ہی کہ ہر سنی بات (بلا تحقیق) کہدے۔

⸸ اختیاراً کی قید اسلئے لگائی گئی ہی کہ بلا اختیار تو اسوقت تمام ہندوستان بلکہ عربستان وغیرہ اسلامی بلاد مین کوئی گہر کسی مقدس سی مقدس (مولوی صوفی ولی متقی) کا بہی ایسا نہوگا جسمین بے اختیار تصویر موجود نہو آجکل اکثر اشیائے ساخت یورپ و یورپین اشخاص از روپیہ پیسہ ٹکٹ لمپ چہری کپڑہ وغیرہ وغیرہ

بہت بُرا جانتے ہین یہہ بات ہمکو ایک خاص مراسلہ سی معلوم ہوئی ہی۔ اسپر اگر کوئی **سوال** کرے کہ نواب صاحب کو (بیگم صاحبہ) رئیسہ سے ایسا تعلق ہی کہ اسکے ذریعہ سی وہ جو چاہین ریاست مین کر ڈالین پہر وہ رئیسہ کو ایسے امور سی کیون مانع نہین ہوتے تو اسکا **جواب** یہ ہی کہ وہ باوجود اس تعلق کے آخر محکوم ریاست ہین با اختیار حاکم نہین ہین کہ جو چاہین فوراً کرا دین۔ ہان حسب موقعہ و مقتضاے مصلحت نیک صلاح دینے کا حق و منصب رکہتے ہین سو انہون نے بہت موقعہ پورا کیا بیسون منکرات کو ریاست سی ہٹایا جسکا نمونہ فہرست مین بتایا گیا ہی اور ہنوز کئی منکرات باقی ہین (جنمین یہ امر جس سی بحث ہی بہی داخل ہی) انکے ازالہ کے وہ فکر مین ہین خدا نے چاہا تو توفیق کو بڑہایا تو رفتہ رفتہ ان سبہی منکرات کا اندفاع ہوگا اور بہوپال بلدۃ طیبۃ و رب غفور کا مصداق ہو جائیگا۔ اسوقت تک جسقدر ریاست بہوپال سی منکرات کا ازالہ ہوا ہے یہ بہی جناب کی **کرامت** و برکت ہے اس قسم کا تعلق انکے مدعیان ہمسری کو کسی ریاست سی حاصل ہو تو ہمکو امید نہین کہ انسی اسکا عشر عشیر بہی ہو سکی بلکہ یہہ خوف ہی کہ انکو ایسی منکرات مین رئیسون کے تابع اور شامل حال ہونا پڑے یہ آپ ہی کا کام تہا جو تہوڑے عرصہ مین۔ کر دیکہایا۔ **هذا ما اعتقد فيه و احسب والله حسيبه وهو بكل شيء حسيب۔**

یہہ مضمون گویا مضمون نواب صاحب بہوپال اور انکی بابرکت تالیفات کا بقیہ ہے۔ اسوجہ سی اسمضمون کا باقی مستقل طور پر لکہا نہین گیا۔

تصویرین خالی نہین کسی مقدس متقی کی گہر مین اور کچہہ نہوگا تو دیاسلائی کا بکس ہی نہوگا وہ بہی تصویر سی خالی نہین ہماری معترض (مولوی صاحب) کا کارخانہ اخبار بہی علاوہ تصویر دار اخبار کے اور کتابون کی کاغذ کی رم بہت انسے نکلینگے جنپر کتون و بلیون کی تصویرون کی ٹکٹ لگی ہونگی اس سی ضرور ماننا پڑیگا کہ اضطراراً یا بلا اختیار تصویر گہر مین رکہنی سی کوئی شخص بچ نہین سکتا یہان بحث کہ کونسی تصویر گہر مین رکہنی جایز ہی کونسی ناجایز بالفعل اجنبی معلوم ہوتی ہی جب کوئی یہہ بحث مشتہر کریگا کہ جو تصویرین بجز گہر وغیرہ بہی ہین وہ جایز ہین اور جو بہوپال مین ہین وہ ناجایز ہین تو اسوقت ہم اسامر مین بحث کرینگے

بقیہ ریویو ترجمان وہابیہ

ہند کے مسلمانون مین کوئی دشمن سرکار انگریزی کا نہین ہے خواہ اُنکو کوئی دشمن اُنکا بلفظ وہابی مشہور کرے یا نکرے اور سچ پوچھو تو ہے بھی یون ہے اسلئے کہ معرکۂ حال مصر مین جسطرح ریاست بھوپال نے آمادگی اپنی واسطے اعانت مالی و جانی سرکار انگریزی کے ظاہر کی اور اُسکے جواب مین جناب لارڈ رپن صاحب بہادر گورنر جنرل ہند نے بتحریر خریطۂ خط شکریہ بیگم صاحبہ کا مع اینجانب ظاہر فرمایا۔ اسیطرح دیگر ریاستہائے ہند نے بھی اظہار خیر سگالی کا کیا اور فتح مصر کی سب کو خوشی حاصل ہوئی۔ الحاصل یہ رسالہ اس غرض سے لکھا گیا ہے کہ سرکار عالی برٹش گورنمنٹ کو یہہ بات معلوم ہوجاوے کہ مسلمانان رعایائے ہند و ریاستہائے ہند مین کوئی بدخواہ اِس دولت عظمیٰ کا نہین ہے اور جن مسلمانان ریاستہائے وغیرہ پر دشمن اُنکے تہمت وہابیت لگاتے ہین وہ ہرگز وہابی نہین اور اصل مذہب صحیح اسلام مین مسئلہ جہاد کا کسطرح پر ہے اور غربا اہل اسلام بلکہ بعض امراء مسلمین جنکی نسبت ایسی مخبری غلط کبھی ہوئی ہے یا اب ہوتی ہے وہ اِس راہ و رسم سے بالکل بری ہین بھوپال سے بہت پہلے وزیر الدولہ بہادر مرحوم رئیس ٹونک کو یارون نے وہابی ٹھہرایا تھا اسلئے کہ اُنھون نے بعض رسوم فتنہ انگیزی کو اپنی ریاست سے یکقلم موقوف کرادیا تھا جیسے تعزیہ سازی پیر پرستی گور پرستی وغیرہ لیکن زمانہ غدر ہندوستان مین وہ کیسے خیرخواہ سرکار انگریزی کے نکلے اسیطرح ریاست بھوپال اور متوسل اُسکے خواہ اخوان ریاست ہون جو خاندان خاص بانی ریاست میان وزیر محمد خان بہادر مرحوم مین ہین یا اہلکار ریاست بڑے ہون یا چھوٹے سب خیرخواہ گورنمنٹ عالیہ ہین اور یہہ ریاست اس امر مین فایق ہے سب ریاستون پر لیکن مفسد لوگ جسکو جو چاہتے ہین کہدیتے ہین سو یہ رسالہ اُن غریبون کا بھی مددگار ہوگا جو بلاوجہ دشمنون کی تہمتون مین پھانسے جاتے ہین اور جو

لاعلمی کے اپنے مسائل مذہبی سے کبھی محل عتاب و خطاب حکام ٹھہر جاتے ہین۔ مین خیال کرتا ہون کہ اگرچہ ایک جماعت نے کلکتہ سے لاہور تک وقتاً فوقتاً اس باب مین قلم اٹھا کر کچھ کچھ لکھا پڑھا مطابق اپنے فہم اور استعداد کے لکن جو اصل حقیقت مذہب وہابیت کی تھی اور جو حکم مفتی بہ مسئلہ جہاد کا دین اسلام مین ہے اسکی کشف ماہیت جسطرح اس رسالہ مین ہے کسی نے ظاہر نہین کی ورنہ اسقدر وہم و گمان غیر واقع جو گاہ گاہ بعض حکام عالیمقام کے ذہن مین کثرت اخبار اعدا و بکدیگر سے راہ پاتا ہے ہرگز پیرامون خاطر عاطر انکی نہوتا اور ایکطرح کی بیفکری اس قسم کے تنازع فضول سے حکام عالیمقام اور رعایائے مطیع دونو کو حاصل ہوجاتی۔

اس رسالہ کے دیکھنے سے یہ سچی بات سبکو بخوبی معلوم ہوجائیگی کہ تہمت وہابیت کی نسبت مسلمانان ہند کے جو دعوی پیروی قرآن مجید و حدیث کا کرتے ہین محض غلط اور براہ عداوت ہے * * ورنہ اسماک خصوصاً ریاست ہائے اسلامیہ ہند مین نکوئی وہابی مصطلح اور لامذہب عرفی ہے اور نہ کوئی بدسگال اپنے حاکم آزادگی بخش امن خواہ کا اور اگر کوئی ہو تو بتاؤ کہ کس جگہہ کس ریاست مین کون وہابی ہے اور کیا اسکا ثبوت ہے اور کہان کہان اسباب جنگ و بغاوت یا امداد باغیان دولت برطانیہ کے سامان پائے جاتے ہین جھوٹے پر لعنت خدا کی۔ جو لوگ مفسد طبع ہین وہ اپنا جرم دوسرے پر لگا کر خود براہ فریب و دغابازی نزدیک حکام کے سرخرو بنا چاہتے ہین۔ لیکن ہمیشہ دیکھا گیا کہ خدا جھوٹونکو روسیاہ کرتا ہے حکام معاملہ شناس جلد مغز معاملہ کو پہنچ جاتے ہین بہرحال اس رسالہ مین پہلے اس سے کہ مین ترجمہ عبارت متعلقہ وہابیت و مسئلہ جہاد کا اپنی کتب مولفہ قدیمہ سے تحریر کرون ایک مقدمہ مختصر بیان حال آفرینش دنیا و بیان مذہب خلق بابت اس دار فانی وغیرہ کے لکھتا ہون جو طریقہ اہل اسلام پر اور مورخین کے کلام سے ثابت ہے پھر ایک کتاب کا ترجمہ فصل علیحدہ مین پھر سرگزشت

مختصر اپنے آخر رسالہ مین جو ایک سبب اصلی تالیف اس مقالہ کا بھی ہے لکھونگا اور سرکار عالیہ برٹش کے انصاف وقدر شناسی کا منتظر رہونگا اسلئے کہ جس طرح اس رسالہ سے بیجرمی متہمان وہابیت کی اور تحقیق اس لقب کی جو باعث تشویش خاطر حکام عالیمقام ہے ثابت ہوتی ہے۔ اسیطرح اُن جاہلون مفسدون کیواسطے جو ہر وقت ہر خرخشار و ہشت و مُشت مین جہاد کا نام لیکر فساد کو تیار ہو جانے ہین ایک تازیانہ اسلامی ہے حق تعالی نے قرآن مجید مین فرمایا ہے "تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ"

یہ دیباجہ کی عبارت ہی اسکے بعد جو مقدمہ بیان ہوا ہے اسمین عالم کی ابتداء آفرینش کے حالات ہین اس مقدمہ کے بعد اسکی پانچ فصلون مین ان مسایل کے نقل و تفصیل ہے جو مسئلہ جہاد اور معنی وہابیت کے متعلق نواب صاحب کے قدیم تالیفات (**ہدایۃ السائل** مطبوعہ سنہ ۹۱ھ اور **عوائد العوائد** و **روض خصیب** وغیرہ) مین پائی جاتی ہے اور اسکا ماحصل اشاعۃ السنہ نمبر ۸ و ۹ جلد ۴ مین (جسکو کاتب نے غلطی سے جلد ۶ لکھدیا ہے) منقول ہوچکا ہے۔ پھر اسکی فصل ششم مین آپ کی کتاب **تاج مکلل** سے وہ بیان نجد کے تاریخی حالات اس عبارت و الفاظ سے بیان ہوئے ہین۔

یہہ کتاب عربی زبان بطور تاریخ ہے اسمین سے جن کے حالات یہان لکھنا ضرور ہین انمین سے اول ابن سعود ہین نام اُن کا محمد ہے نجد کے رہنے والے تھے آثار الادہار مین مذکور ہے کہ وہ ایک مشایخ عرب عنزہ مین سے ہین جو ایک قبیلہ کا نام ہے اسمین یہ قبیلہ مسالیخ کے شیخ تھے اور انکو عرب مین وائل اور تغلب اور شمران قبیلون سے قرابت تہی اور نہایت خوش خلق اور سخی اور عاقل تھے اور دادا انکے سعود اپنے گھر کے سردار تھے کہ وہ درعیہ مین اپنے قبیلہ مین بود و باش رکھتے تھے اور ابن عماد کے عاملون مین تھے جو حاکم تہا عیانہ کا اور جب محمد بن عبد الوہاب نے اپنی

دعوت وہابیت ظاہر کی۔ قرامطہ اُن سے بگڑے اُنہون نے ابن سعود کے پاس
جاکر پناہ لی ابن سعود نے اُن کی دعوت قبول کی اور مدد پر کہڑا ہوا محمد نے وعدہ
کیا کہ تو بلاد نجد پر حاکم ہوجاویگا اور یہہ معاملہ سنہ [illegible]ء کا ہے پہر ابن سعود نے عبدالوہاب
کی بیٹی سے نکاح کیا اور اُسکے قبیلہ کے بہت لوگون نے محمد بن الوہاب کی دعوت
قبول کرنے مین اُسکی موافقت کی اور دعوت وہابیہ اُن کی بلاد مین پہیل گئی اور
اس طرف کے بہت لوگ اُن کے تابع ہوگئے اور ابن سعود کا غلبہ روز افزون ہونے
لگا اور اتباع اُسکے بہت ہوگئی اور ابن دعاس سے اور اس سے لڑائی ہوئی اس لڑائی
مین ابن دعاس نے شکست کہائی اور وہان سے قطیف کو جاکر مرگیا اس وقت مین
ابن سعود کی حکومت و ولایت جمیع بلاد نجد پر جو جنوب واقع تہی بخوبی ہوگئی اور کام اُسکا
ترقی پر ہوا اور اُس نے تجویز کی کہ سایر بلاد نجد پر حاکم ہوجاوے اور عراق قرمطی پر
چڑہائی کی اور فتح پائی پہر باجتماع عساکر بلاد قصیم اور احسا اور عسیر کا قصد کیا اور یہہ ملک
سب اسکے زیر فرمان ہوگئے اسکے بعد وہ مرگیا اور اپنے بیٹے کو بڑی سلطنت پر چہوڑ
گیا یعنے سعود کو اور سعود نے اُس سلطنت کا اہتمام و بندوبست خوب کیا اور بڑے
بڑے کام کئے اور عبدالوہاب کے بیٹے محمد نے جو اُن سے وعدہ کیا تہا کہ تو حاکم
تمام بلاد نجد کا ہوجاویگا وہ پورا ہوا اور قریب کے لوگ اُس سے ڈرنے لگے اور اسکی مقابلہ
اور محاربہ سے خوف کرنے لگے اور یہہ شخص عالی ہمت اور صاحب شجاعت ہوشیار
ذی فراست تہا اور بڑا ادیب اور خوش خلق و خوش گفتار تہا اور درعیہ کو اُس نے خوب
آباد کیا اور بہت سی مساجد اور محل تعمیر کئے اور لوگ اُس سے اُنس کرتے اور اُسکی صحبت
سے بسبب حسن اخلاق اور خوبی گفتار کے محظوظ و مسرور ہوتے تھے اور اپنی رعیت
پر ظلم و تعدی اور خونریزی گوارا نکرتا تہا بلکہ نرمی اور حلم سے اُنکے ساتھ پیش آتا پر دعوت
وہابیت پہیلاتا تہا اور باگ اختیار دین کی محمد عبدالوہاب کے ہاتھ مین دے رکھی تہی

اور ملقب بلفظ امیر تہا اور اسکی وفات سنہ ۱۷۹۱ء مین ہوئی سن میلاد سے تخمیناً انتہی یہ کتاب جسکی یہ عبارت ہے تصنیف عالم مذہب عیسائی کی ہے بیروت مین طبع ہوئی اس مین محمد بن سعود اور اسکے شیخ محمد بن عبد الوہاب کا سنہ اور حال ضبط کیا ہے۔

(۲) دوسرے عبد العزیز بن محمد بن سعید آثار الادہار مین لکھا ہے کہ محمد اُن کے باپ نے انکو خلیفہ کیا اور یہہ اپنے باپ کے رویہ پر چلتا رہا امور سیاست مین قدم بقدم اسکے رکھتا رہا اور وہابیت کے پہیلانے مین بہت کوشش کی اور ہمیشہ لڑائیون اور سخت سخت کامون مین مشغول رہا اور یہہ اپنے مذہب کا بڑا عالم اور صاحب سطوت و شجاعت تہا اور خلیج عجمی سے حجاز تک سب لوگون نے اسکی حکومت اور امارت قبول کی اور جب اپنی اطراف کی حکومت مین خوب مضبوط و مستقل ہوا اور قبائل عرب اور ممالک حجاز کے لینے پر مستعد ہوا تب امیر غالب نام شریف مکہ نے اعتراض کیا اور نوبت بجنگ و جدل پہنچی اور یہہ لڑائی سنہ ۱۷۹۲ء میلادی مین یا ۱۷۹۴ء مین واقع ہوئی اور ایک مدت تک جاری رہی اور چند ماہ کے بعد فرقہ وہابیہ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ پر غالب ہوگئے اور عبد العزیز نے قطیف کا قصد کیا اور وہان کے لوگون کو قتل کیا پہر بحرین کا قصد کیا اور اسپر فتحیابی اور جزایر قریبہ پر وہان کے مسلط ہوگیا اور خلیج فارسی اور خلیج شرقی کے لوگون نے اسکی اطاعت اور امارت قبول کی پہر لشکر اسکا عمان کو روانہ ہوا اور جب عمان مین داخل ہوا وہان کے حاکم سعید نے ہزیمت پاکر مسقط کو بہاگا اور وہان قلعہ مین متحصن ہوا عبد العزیز کے لشکر نے اسکا مسقط تک تعاقب کیا اور وہان قلعہ کو جاکر ایک مدت تک گہیرا اور اس محاصرہ مین سعید نے عاجز ہوکر صلح چاہی غرض ان دونون مین صلح ہوئی اور سعید نے ہر سال جزیہ دینا قبول کیا اور یہہ اقرار ٹہرا کہ وہابیون کا ایک حق مسقط وغیرہ کی مساجد مین مقرر رہے اور وہابی آن دنون وہا

بصرہ اور اسکی اطراف مین قبائل عرب کو لوٹتے تہے اور ۱۷۹۷ء تک اُنکی یہی کیفیت رہی اور اُسی سال سلیمان پاشا والی بغداد نے ایک لشکر کثیر الاعداد ظفر اور بنی شمر اور منتفج کے لوگون سے جمع کرکے عبدالعزیز کیطرف روانہ کیا اور اُس لشکر نے درعیہ کیطرف توجہ کی اور راہ مین احسا کیطرف ملتفت ہوا اور احساء کے قلعہ کا ایک مہینہ تک محاصرہ کیا اور وہان کے حاکم نے عبدالعزیز کو خبر کی وہ نجد سے بافواج گران فوراً چڑہ دوڑا اور سلیمان پاشا اور عبدالعزیز کے درمیان صلح ٹہری اور چہہ برس تک اُسی صلح پر دونون قایم رہے اور سلیمان پاشا بعد تقرر صلح کے پہر بغداد مین لوٹ گیا اور عبدالعزیز نے ۱۸۰۱ء مین مشہد امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف لشکر تیار کرکے روانہ کیا اور اُسکے مقدمہ یعنی پیش خیمہ مین آپ ہی نکلا اور فرات کے کنارہ سے اُسکا گذر ہوا اور قومیط کے لوگون نے اُسکی اطاعت ڈر کر قبول کی اور بہت غلام اور تحف ہدایا پیش کئے عبدالعزیز اُنکے قتل وقمع سے باز رہا اور اپنی لشکر مین سے کچہہ لوگون کو زبیر اور سوق شیوخ اور سماوہ کیطرف روانہ کیا کہ اُن ملکون کو فتح کرین اور آپ مشہد علی رضی اللہ عنہ مین پہنچا اور اسکا محاصرہ کیا اور حاکم وہان کا ایک مدت حصار مین متحصن رہا پہر بعد فتح حصار کے عبدالعزیز کربلا کی طرف متوجہ ہوا اور وہان جاکر خون ریزی اور غارت کا بازار گرم کیا اور امام حسین کے مزار کا سامان سب لوٹ والون پر مباح کر دیا وہان کی آبادی اکثر ویران ہوگئی اس جنگ وجدل کے بعد جب درعیہ کو لوٹا والی بغداد نے ایک لشکر عثمانیہ کا اُسکی طرف روانہ کیا اور عبدالعزیز نے ایک تہوڑی مسافت پر درعیہ سے باہر اُس لشکر سے مقابلہ کیا اور بعد جنگ وقتل کے اُسکو درہم برہم کر دیا اور اُسی سال مین غالب شریف مکہ سے دوبارہ لڑائی ہوئی عبدالعزیز نے دوسرے سال ایک لشکر تیار کرکے طایف کو بہیجا اور اوہنون نے وہان قتل وقمع کے بعد فتح پائی اور کربلا کیطرح وہان بہی

قتل عام کیا اور اموال اُن کے لوٹ لیے اور اسی سال مین قنفذہ کو جو سات دن کی راہ پر جدّہ سے جنوب کیجانب واقع ہے فتح کیا ۱۸۰۳ء مین عبد العزیز نے ایک لشکر وہابیون کا تیار کر کے اپنے بیٹے سعود کو اُسکا مقدمۃ الجیش بنایا اور مکہ معظمہ کو روانہ کیا وہ لشکر مکّہ مین پہنچا اُس نے اہل مکہ کو زیر و زبر کر کے تین مہینے تک اُسکی حصار کا مقابلہ کیا اہل مکّہ کا توشہ تمام ہوگیا ناچار اونہون نے اسکی اطاعت قبول کی اور غالب شریف مکہ مغلوب ہوکر جدہ کو روانہ ہوا اور سعود بن عبد العزیز مکہ مین نیسان† مین داخل ہوا اور وہان کے لوگون کے ساتھ بہت رعایت اور مدارات کی اور اس مقام کے آداب و تعظیم کو بخوبی بجالایا اور بعضون نے لکہا ہے کہ وہان کے سردارون اور شریفون کو قتل کیا اور کعبہ کو برہنہ کر دیا اور دعوت وہابیت قبول کرنے کو لوگون پر جبر کیا پھر وہان سے مع لشکر جدہ کو روانہ ہوا اور اس کا گیارہ روز محاصرہ رہا۔ غالب شریف نے اُسکی اطاعت قبول کر کے بہت سے اموال بطریق تحفہ اُسکو پیشکش کئے اسی اثنار مین عبد العزیز مقتول ہوا اور کیفیت اُسکے قتل کی یہ ہے کہ اُسی سال کے وسط مین وہ ایک دن نماز مین مشغول تھا ایک مرد شیعی نے جو فارس کا تہا اور نام اسکا عبد القادر تہا اوس نے عبد العزیز پر حملہ کیا اور دو شانون کے بیچ مین ایک تلوار ماری کہ اُسکے زخم سے وہ زمین مین گر گیا اور خون مین لوٹنے لگا اور لوگ اس قاتل پر دوڑ پڑے اپنے نیزے لیکر اور اسکا سارا بدن نیزون سے چھید ڈالا باقی رہا سبب قتل سو مورخین یون بیان کرتے ہین کہ۔ بادشاہ فارس نے ابن سعود کو اسلئے مروا ڈالا کہ اُس نے بلاد قطیف اور جزائر بحرین کو اُسکی ولایت سے چہین لیا تہا اور مشہد امام حسین کو برباد کیا تھا اور اُس سے لڑنیکی طاقت نہ تھی سو اسطرح فریب سے عبد القادر کے ہاتھ سے قتل کروا ڈالا عبد القادر پہلے درعیہ مین آیا اور بڑی دینداری او زہد و عبادت ظاہر کی اور مساجد

---

† رومیون کے مہینون سے ساتوین مہینے کا نام ہے۔

مین مشغول بعبادت رہتا تھا یہان تک کہ اپنے مقصود پہ فایز ہوا۔ ابن سعود بھی نماز کا پابند تہا کہ ہر نماز اپنے وقت مین ادا کرتا تہا اور یہی شان اور علماے وہابیہ کی بھی تہی اور بعضون نے کہا کہ عبدالقادر مذکور نے عبدالعزیز کو اپنے عیال کے عوض مین قتل کیا کہ وہ اسکی تلوار سے کربلا مین مارے گئے تھے عبدالعزیز نے اپنے بیٹے سعود کو خلیفہ کیا تمام ہوا مضمون آثار الادہار کا ۔

(۳) تیسرے سعود جو بیٹا عبدالعزیز کا ہے جب اپنے باپ کی جگہہ پر بیٹھا سنہ ۱۸۰۴ء مین اسکا حال آثار الادہار مین یون لکھا ہے کہ وہ کریم النفس عالی ہمت دانا و مضبوط اور ادیب اور عالم اور بہادر تہا اور اپنی عالی ہمتی سے بڑے بڑے کامون پر اقدام کرتا تہا اور اپنی بہادری اور شجاعت کے سبب سے بہ نسبت اور بہائیون کے باپ کو بہت پیارا تھا اور باپ نے اسکو کئی بار لشکرون کا سردار کرکے جابجا قریب بعید ملکون مین روانہ کیا تہا اور وہ بسرداری لشکر وہابیہ کئی جگہہ فتحیاب ہوا اور اسمین تدین اور علم اور عدل تھا اسلیئے خاص اور عام اسکی طرف میلان رکہتے تھے اور اجراے احکام مین ایک شمشیر برہنہ تہا اور مجرمون کو سخت سزا دیتا اور ابطال طلاق مین اوسنے بہت کوشش اور فریضہ رمضان کی حفاظت مین بہت سعی کی اور سعد ہمیشہ اسکا خادم رہا اسکے ایام امارت مین اور موافق رہا اسکی دولت مین یہانتک کہ جب سعد مر گیا اسکے گہر والون مین ایک بلا پڑ گئی اور آنمین پھوٹ ہو گئی اور وہ بڑی دولت والا تہا اور بڑے لشکر والا اور اسکی ڈاڑہی اور مونچہون کے بال بہت گہنے تھے سو اہل درعیہ نے اسکا نام ابی الشوارب رکہا تہا اور اسکی پہلی بیوی سے آٹھ بچے تھے اور دوسری سے تین اور جب اسکے باپ عبدالعزیز نے انتقال کیا اسوقت سعد حجاز مین غالب شریف کی لڑائی مین مشغول تہا اور راستے شریف کے لشکر کے بند کر دیئے تھے اور غالب نے مغلوب ہوکر اسکی امارت کو تسلیم کر لیا تھا اور یہی غالب جب مکہ مین لوٹ کر آیا اور وہابیونکو

غافل پاکر چاہا کہ اُن پر تسلّط کرے سعود نے اُسکی بہت تعظیم وتوقیر کی اور اپنے نزدیک
رکھا پھر بنی صرب سے حرب کا اتفاق ہوا اور اُن کے شہرون مین اُس نے بہت
خون ریزی کی اور شہر ینبع مین اُترا اور وہان کے لوگون نے اُسکی اطاعت قبول
کی پھر مدینہ منورہ مین گیا اور وہان کے لوگون پہ جزیہ باندہا اور مزار مقدس نبوی
صلی اللہ علیہ وسلم کو برہنہ کر دیا اور اُسکے خزائن اور دفائن سے سب لوٹ کر درعیہ کو
لیگیا بعضون نے کہا کہ ساٹھ اونٹون پر بار کرکے خزائن لیگیا اور ایسا ہی ابی بکر
اور عمر رضی اللہ عنہما کے مزارات کے ساتھ پیش آیا اور مدینہ پر نمر بن شیخ بنی حرب
کو حاکم کیا اور لوگون کو دعوت وہابیہ کے قبول کرنے پر مجبور کیا اور سعود نے قبہ
مزار نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ڈہانیکا قصد کیا مگر اِس امر کا مرتکب ہوا اور حکم کیا کہ بیت اللہ
کا حج سواے وہابیون کے اور کوئی نہ کرے اور عثمانیون کو حج سے مانع ہوا اور کئی
برس تک حج سے بہت لوگ محروم رہے اور شام اور عجم کے لوگون کو حج نصیب ہوا اور
ان کے خوف سے اکثر حجاج اپنے مقاصد پر فائز نہ ہوسکے اور اواخر سنہ ١٨٠٢ع مین سعود
نے ابو نقطہ کو جو عسیریون کا شیخ تہا اپنے لشکر کے پیادون کے ساتھ صنعا و یمن
کے شہرون مین بھیجا اور اُس نے اُن شہرون مین داخل ہوکر بہت خونریزی کی
اور لحیا اور حدیدہ کو غارت کیا پہر اپنے شہرون مین لوٹ آیا اور حمود صاحب صنعا
نے دعوت وہابیہ قبول کی کہ اُن کے شر سے اپنے شہر کو بچاوے اور تمام بلاد حجاز
نے اطاعت اور امارت سعود کی قبول فرمائی اور حکم اُسکا تمام بلاد عرب مین پہیل
گیا سواے حضرموت کے اور بعض قری یمن کے غرض سلطنت اُسکی بہت عریض
وطویل ہوگئی۔ پہر سعود نے اپنی لشکر کئی بار بصرہ کو بھیجے اور ما بین النہرین اُنہون
نے بڑی خون ریزی کی اور بصرہ مین داخل ہوئے پھر اپنے حرک غلام کو صحراے شام
کی طرف روانہ کیا اور اُس نے جا کر وہان قتال کیا اور حلب تک ان کا تعاقب کیا

اور بعض لشکری اُسکے فرات سے پار اُترے اور وہان کے ملکون مین لوٹ مار اور قتل و قمع کی اور بغداد کے اور اُنکے بیچ مین تہوڑی مسافت باقی رہگئی اور اِس اثنا مین ابی نقطہ عسیری اور حمود صاحب صنعا مین لڑائی جاری تھی اور سنہ ۱۸۰۹ مین یوسف پاشا والی شام ہوا اور اُس نے وہابیون کی لڑائی مین بڑی کوشش کی اور اپنی مراد کو نہ پہنچا اور اُسی سال مین خلیج عجمی پر اسطول انگریزی آیا اور اُس نے راس خیمہ پر گولہ باری کی کہ وہ ویران ہو گیا اُسکے رہنے والے چور تھے کہ وہ رہزنی انگریزونکی کرتے تھے اور اُن کے جہازون کو لوٹ لیتے تھے اور سنہ ۱۸۱۰ء مین سعود نے بلاد شام کیطرف چھ ہزار سوار لیکر ارادہ کیا اور اسمین پہونچکر بڑی خونریزی کی اور (۴۵) شہرونکو وہان کے خراب کیا یہانتک کہ اُسکے اور دمشق کے بیچ مین دو دن کی راہ رہگئی اور وہانکے لوگ اُس سے ڈرے اور یوسف پاشا کو اُس سے مقابلہ کرنیکی طاقت نہ تھی مگر سعود وہین سے فتح پا کر لوٹ گیا اور پہر اسکو خبر لگی کہ بعض سردارون بلاد حجاز نے اُسکی طاعت اور انقیاد سے انکار کیا اُسنے اوسیوقت اپنا کچھہ لشکر اُس جانب روانہ کیا اور اُس نے اُنکے شہرون مین داخل ہو کر وہان کے چھوٹے بڑونکو تہ تیغ کیا۔ اور وہان دس ہزار آدمی تھے سو اُنمین سے ایک بھی نہ بچا اور جب امر وہابیت نے اُسکے وقت مین خوب زور پکڑا اور اُنکا رعب وداب لوگون مین زیادہ ہونے لگا تب سلطان محمود خان نے اُنکے دفع کا ارادہ کیا اور اُنکے شر سے لوگون کو بچانا چاہا سو اُس نے محمد علی پاشا خدیو مصر کو لکہا کہ ان لوگون کو بزور بلاد حجاز سے نکالدو اور اُنکی حکومت اور ولایت حرمین شریفین وغیرہما سے اُٹھا دو سو اُس نے توشہ اور لشکر جمع کرنا شروع کیا اور جب ایک بڑا لشکر تیار کر لیا اُسپر طوسون پاشا نے اپنے بیٹے کو امیر بنا کے روانہ کیا لشکر وہان سے اسطول ر وانہ ہو کر (۲۸) جہازون مین بماہ سوسیس ینبع تک پہنچا اور تشرین مین اُترا اوایل سنہ ۱۸۱۱ مین پھر ینبع سے

مدینہ منورہ کا ارادہ کیا اور اسکی راہ مین بدر اور صفراء پر غلبہ کیا پھر عبد اللہ بن سعود اور اسکے بہائی نے اس لشکر سے مضیق جدیدہ مین کہ وہ قریب ایک منزل کے ہی مدینہ سی ملاقات کی اور بڑا مقاتلہ ہوا لشکر نے شکست کہائی سب اموال و اثقال اسکے وہابیون کے ہاتہہ آئے اور چار توپین معہ سامان حرب انکے ہاتہہ لگین پھر طرسون پاشا اُنکی قید مین دوبارہ آیا اور مدینہ کیطرف تشرین اول سنہ ۱۸۱۲ مین مدینہ پہنچا اور سارے شہر کو گہیرا اور تشرین ثانی مین سن مذکور سی مدینہ مین داخل ہوا اور وہابیون کا قتل کرنا شروع کیا اور لوٹ مار وہان جاری کی اور بعضی وہابی قلعہ مین متحصن ہوئے جب انکا توشہ تمام ہوگیا تو اُنہون نے امن چاہی اور طرسون نے انکو امن دی جب وہ قلعہ سے باہر نکلکر مدینہ سی دور گئے ایک لشکر نے اُنپر حملہ کیا اور اُنمین سے کسیکو نہ چھوڑا مگر جو بہاگ نکلا اور سنہ ۱۸۱۴ع مین طرسون نے مکہ مکرمہ پر فتح پائی اور جدہ پر غالب ہوا اور اسمین اور وہابیون مین کئی لڑائیان ہوئین اور مصری قنفدہ پر اسی سن مین غالب ہوئے اور تہوڑی عرصہ مین وہابیون نے اُنپر حملہ کیا اور مصری بہاگ نکلے اور وہابی شہر مین داخل ہوئے اور قتل و قمع شروع کیا اسی ایام مین سعود بن عبد العزیز جسکا ہم حال لکھہ رہی ہین اُسکا انتقال ہوا مرض بخار مین اور یہہ معاملہ آٹھوین جمادی الاول سنہ ۱۲۲۹ ہجری (۲۸) نیسان کو سنہ ۱۸۱۴ میلادیہ مین ہوا عمر اُسکی اڑسٹھہ برس کی تھی

چوتھے عبد اللہ بیٹا اُسی سعود کا ہے جسکا حال ہم اوپر لکھہ چکی مرد شجاع تہا اور اور باپ اکثر امور مین اسپر اعتماد رکہتا تہا اور وہ علو ہمت اور جنگجوئی اور بہادری مین اپنے باپ سی بڑہکر تہا مگر صاحب عزم ایسا نہتا جیسا اسکا باپ تہا اور وہ محمد علی پاشا عزیز مصر کے مقابلہ مین درہم برہم ہوگیا اور عزیز مصر حجاز مین آیا اور اپنے لشکر کا تفقد حال کیا اور اُن سے مدد لیکر بلاد حجاز مین بہت خون ریزی کی اور وہابیون پر

غالب ہوا اور لوگون کو اُنکی شر سے امان دی پھر عزیز مصر مکہ مین لوٹ آیا سنہ ۱۲۱۸ مین اور ابن سعود سے صلح طلب کی اِس شرط سے کہ وہ جو چیزین مزار نبوی سے لوٹ لیگیا ہے پھیر دے اور اگر نہ پھیریگا تو لشکر عزیز کا درعیہ مین داخل ہوکر بالکل استیصال درعیہ کا کریگا ابن سعود نے اس صلح کو قبول نہ کیا اور عرب نجد کی طرف چلا کہ طرسون پاشا سے ملے کہ وہ خبرہ مین جو قصیم کے حوالی مین ہے اُترا ہوا تہا اور ابن سعود شنان مین اُترا جو خبرہ سے کئی گہنٹے کے راہ پر ہے اور وہان مصریون نے کی راہ بند کی انکو گہیر لیا وہ اُنکے لشکر کے کثرت سے ڈرے اِن سے صلح چاہی اُنہین ابن سعود کے ساتھہ مصریون نے فریب کیا ابن سعود نے اُنکی صلح مان لی وہ صلح ابن سعود اور طرسون کے درمیان ان شرطون کے ساتھ ٹہیرے کہ وہان سے کچہہ مزاحمت نہ کی جاوے اور حج کی انکو اجازت دی جاوے بغیر مزاحمت کی اور مصری لوگ قصیم کو چہوڑ دین اور ان مشایخان عرب کو پہیر دین جو ابن سعود کی عہد شکنی کرکے مصریون مین ملگئے تہے اور اقرار کرین سلطان کی سلطنت کا سوائے اسکے اور شرطین مقرر ہوئین اور طرسون پاشا اپنا لشکر لیکر خبرہ سے حنر کیطرف لوٹا پہر وہان سے مدینہ گیا اور اواخر حزیران سنہ ۱۸۱۵ء مین مدینہ مین داخل ہوا اور اپنے باپ کو وہان نہ پایا اِسلئے کہ وہ مصر کو کسی ضرورت سے چلا گیا دو قاصد ابن سعود کے مصر گئے اور عزیز مصر سے پروانہ صلح طلب کیا اُس نے انکار کیا اور کہا ہم صلح نہین کرتے جبتک کہ احسا جو ایک عمدہ اور نہایت ارزانی کا ملک تہا وہابیون کا دولت کے سپرد نہ کر دیا جاوے غرض وہ دونون قاصد بے نیل مرام لوٹ آئے اور یہ خیانت مصریون کی ابن سعود کو بُری لگی اور دوبارہ لشکر اُن کے مقابلہ کو تیار کیا اور یہی حال سنہ ۱۸۱۶ء تک رہا اور شہر اپرل مین سنہ مذکور سے ابراہیم پاشا ابن محمد علی پاشا ایک لشکر گران لیکر حجاز گیا اور ابن سعود کی لڑائی مین بڑی کوشش کی اور اُنکے شہرون کے لینے مین بڑی سعی بجا لایا اسنے

صفحہ ۱۹۰ لایق ملاحظہ ترقی خواہان اہل اسلام و صفحہ ۱۹۷ لایق مطالعہ ناظرین خط جعلی دہلی و رسالہ چودہویں گلابی متضمن و مجوز لعن و طعن مجتہدین عظام و صفحہ ۲۱۸ لایق توجہ گورنمنٹ والا مقام کافۂ انام

اشاعۃ السنّۃ النبویّہ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر ہفتم **جلد ششم**

معہ

ضمیمہ متضمن مسایل مذہب محدثین اہل السنہ

بابت ماہ رمضان سنہ ۱۳۰۰ھ مطابق ماہ جولائی سنہ ۱۸۸۳ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

درجات و مراتب قیمت		تفصیل خریداران بشرح مراتب	قیمت سالانہ	
درجہ	مرتبہ		بابت رسالہ	بابت ضمیمہ
۱	اخص قیمت	اسلامی ریاستون کے نواب اور رئیس	للعہ	ے
۲	خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عام اغنیا و لابریری و سوسائٹی ہا	عہ	سے
۳	عام قیمت	متوسط اہل وسعت	ے	عہ ۸ر
۴	رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نہ رکھین اور سالانہ پیشگی داخل کرین	سے	۱۲ر/س
۵	للّٰہی قیمت	بیوسعت جو دس روپیہ ماہوار کی آمدنی نہ رکھین مگر علمیت رکھین اور اشاعت کرین	ثواب آخرت	دعاء خیر

(۲) ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہ ہوگا (۳) خط و کتابت و ارسال زر تا اطلاع ثانی بنام مہتمم پورے پورے عنوان و نشان مندرجہ ذیل سے ہونا چاہیے اور ارسال زر بجز منی آرڈر یا ہنڈوی کے کسی صورت نہ ہو ورنہ مہتمم ذمہ وار نہ ہوگا۔

ابو سعید محمد حسین لاہوری مہتمم اشاعۃ السنہ
مالیر کوٹلہ ضلع لودہیانہ

چشمہ نور پریس امرتسر مین چھپا

یک نشد دو شد

وہ مرض جسکا علاج اشاعۃ السنۃ نمبر ہ جلد ۶ مین بتایا گیا یہی منتج ہوا
تھا کہ ایک مرض مسلمانون مین اور پہیلا یعنی گلابی چودہوین صدی کا فتنہ ہنوز
فرو نہ ہوا تھا کہ ایک فتنہ اور مسلمانون مین کھڑا ہو گیا جسکے بیان وازالہ کے لیئے
مضمون ذیل لکھا جاتا ہے۔ ربّ الناس اذہب الباس اشف انت الشافی لا
شفاء الا شفاءک شفاءً لا یغادر سقما

ترقی معکوس

مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

ہماری قوم ہمارے اسلامی بھائیون ہمارے مذہبی رشتہ دارون کا حال گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل کا مصداق ہو رہا ہے —

کچھہ کہتے ہین تو اپنی شکایت کرنی پڑتی ہے جس سے اقوام غیر کی نظرون مین اپنی ذلت وحقارت ہوتی ہے چپ رہتے ہین تو اپنی قوم کی تباہی حالت دن بدن ترقی کرتی نظر آتی ہے —

آخر اس کشمکش کے بعد کچھہ کہنے ہی کو ترجیح معلوم ہوتی ہے اور جو ذلت وحقارت اقوام غیر کی نظرون مین بصورت شکایت نظر آتی ہے سکوت مین اس سے بڑہکر دکھائی دیتی ہے اسلئے ہم ناچار ہوکر کچھہ کہتے ہین اور اپنی قوم کے آگے کمال ادب نیاز وعجز وانکسار سے التجا کرتے ہین کہ وہ غور سے اسکو پڑہین

یٰلیتَ قومی یعلمُون

ہم جب اکناف عالم مین سرسری نظر کرتے اور دنیا و مافیہا کی حالت آنکھ سے دیکھتے اور اخبارون مین پڑھتے ہین تو مسلمانون کے سوا اکثر اقوام کو کیا مذہب میں اور کیا معاشرت مین روزافزون ترقی پر پاتے ہین -

انگریزون وغیرہ اقوام یوروپین کو دیکھو اونھون نے معاشرت مین کیا ترقی کی ہے کہ اسوقت وہ ضرب المثل ہو رہی ہے اور انکی مذہبی ترقی بھی انکی سابق حالت سے کچھہ کم نہین ہے اسکے جواب مین اگر کہو کہ وہ صاحب شوکت و سلطنت ہین اور جو کرتے ہین بزور شمشیر کرتے ہین جبسے مسلمان تہیدست ہین تو ہم اور مثالین برہمو و آریہ کی پیش کرسکتے ہین -

برہمو سماج نے جو تہوڑے ہی دنون مین ترقی کی ہے وہ کس کی تلوار کے زور سے ہوئی - نوخیز **قوم آریہ** جو دن بدن ترقی کر رہے ہین وہ کس سلطنت کی مدد سے اور کس کے تلوار کے زور سے **عموماً** ہنود بنگال و ممالک غرب و شمال و پنجاب ہی کو دیکھو اور انصاف سے کہو وہ کیسی تُمپر سبقت کر رہے ہین کیا وہ بھی کسی مُلک یا حصۂ ملک کے پادشاہ ہین - ؟

اور جب ہم اپنے گروہ مسلمانون کی طرف نظر غائر سے دیکھتے ہین اور آنکھہ پر چشمہ (عینک) چڑھاکر خوردبین لگاکر انمین ترقی کے آثار ڈھونڈھتے ہین تو اسکا کہین اثر و نشان نہین پاتے اور اپنی نگاہون کو *ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ کا مصداق بناتے ہین **ہان** بجائے اسکے ترقی معکوس کے آثار کالشمس فی رابعۃ النہار بلا اشتباہ و استتار مشاہدہ کرتے ہین **انکی** دنیاوی ترقی معکوس تو عیان ہے محتاج اظہار و بیان نہین ہے کون نہین جانتا کہ انکی ذلت و افلاس پر دوست و دشمن دونو کے گہر مین ماتم ہو رہا ہے **کوئی** لارڈ ریپن بالقابہ کے آگے انکی مفلسی و بدحالی کا رونا روتا ہے -

---

* پہر تو آنکھہ کو دوبارہ پہرا کر دیکھہ تیری نگاہ تیری طرف عاجز ہوکر اور تہک کر پھریگی یعنے کچھہ دیکھہ نہ سکیگی ؞

کوئی انکی شکایت حال مین اخبارون کے اوراق سیاہ کرتا اور اپنا وقت کھوتا ہے کوئی لکچرون اور منادیون کے ذریعہ سے انکی تباہی حال پر آنسو بہاتا ہے اسمقام مین صرف انکی **مذہبی** ترقی معکوس کا بیان اور اسپر افسوس مدنظر ہے۔

اگر انکے اس سال کا پہلے سال سے اور اس سے پہلے کا اوس سے پہلے سے مقابلہ کرتے ہین تو علم مین کمالات مین ترقی مذہب مین اشاعت اسلام مین سبھی مین **فیصدی** پچانوے اور بعض امور مین فیصدی **نوے** کی ترقی **معکوس** (تنزل) انہین پاتے ہین علم و کمالات کے تنزلات ہم پھر کسی موقع پر بیان کرینگے (اگر ہمارے بھائی ہماری ان باتون کو عداوت و اہانت پر حمل نہ کرین گے۔ بالفعل ہم ان کی مذہبی ترقی معکوس کو بیان کرتے ہین۔ پہلے سال اگر کسی شہر مین ایک لاکھہ مسلمان شمار کئے جاتے تھے تو اس سال وہان پچاس ہزار رہگئے ہین اور اگر انکے اصول پر زیادہ توجہ کرکے دیکھین تو لاکھہ مین سے دس ہزار ہی نظر آتے ہین

اس سے ہمارا مدعا یہہ نہین کہ (خدانخواستہ) وہ مرتد ہوگئے ہین اور اسلام چھوڑکر کسی اور دین عیسائی یہودی مین داخل ہوگئے ہین بلکہ مقصود اس سے یہہ ھی کہ وہ اپنی ہی اسلامی بھائیون (جو میدان ترقی معکوس کے شہسوار ہین) کے باضابطہ حکم و فتوے سے دین اسلام سے خارج کئے گئے ہین کوئی وہابی کوئی بدعتی کوئی مشرک کوئی لامذہب کوئی رافضی کوئی نجدی قرار پاکر گروہ اہل اسلام سے علیحدہ ہوئے ہین۔

ہمنی اپنی **مدت العمر** مین جہانتک کتب (حدیث تفسیر فقہ اصول عقاید وغیرہ اسلامی علوم کا) عبور کیا انہین یہی **مسئلہ** پایا کہ جس مسلمان سے کوئی کلمہ کفر و ارتداد یا فعل موجب حد و سزا شرعی سرزد ہو اُسکو اس سے انکار کرانا و تاویل مکرجانیکے تلقین کرتا اور اس انکار و تاویل کو (بفرض وقوع اس

قول وفعل کہے) توبہ قرار دینا اور جسکے قول مین **ننانوے وجوہ کفر** ہون اور **ایک وجہ اسلام** اُسکو اُس ایک وجہ اسلام کے اعتبار ولحاظ سے دائرہ اسلام مین جگہہ دینا اور بلحاظ وجوہ کفر اسلام سے خارج نہ کرنا لازم ہے مگر یہان اس قضیہ کا عکس ہوتا ہے جس **شخص** سے کوئی فعل وقول موجب کفر سرزد نہوا ہو اُسکو خواہ مخواہ اسکا قائل وفاعل قرار دیا جاتا ہے اور جس کے قول یا فعل مین ننانوے وجوہ اسلام ہون اور ایک وجہ کفر اُسکو ایک وجہ کفر کے لحاظ سے کافر ٹھہرایا جاتا ہے پھر اس طرفہ پر یہہ طُرّہ چڑھایا جاتا ہے کہ جو اس کافر کے کفر مین شک کرے وہ خود کافر ہوجاتا ہے اور جو اِس شک کرنیوالے کے کفر مین تردّد کرے وہ بھی کافر ہوجاتا ہے اِس تدبیر سے اصلی کافر جو ان باتون کے مرتکب قرار دیے جاتے ہین **فیصدی پچاس** نکلتے ہین اور جو انکے کفر مین یا شک کنندہ کے کفر مین شک کرنے کے سبب کافر بنتے ہین وہ **فیصدی نوے** پیدا ہوتے ہین

ان لوگون کو واجب یہہ تھا کہ اِس اتفاقی مسئلہ (جسکا خلاف ہمنے آجتک کسی کتاب حدیث وفقہ اور کسی مذہب شافعی وحنفی مین نہین دیکھا) پر عمل کرکے تاویلی ونادانستہ کفر کے مرتکب کو مسلمان بناتے اور مسلمانون کا عدد بڑھاتے اُنہون نے اپنے فاسد خیالون سے اسکا خلاف تراش کر اسکے ذریعہ سے مسلمانون کو کافر بنایا اور مسلمانون کا نمبر (جو پہلے ہی پاس ہونے کے درجہ سے کم تھا) اور بھی گھٹایا اور اِس رباعی کا مصداق بنکر دکھایا ؎

شنیدم کہ مردانِ راہِ خدا　　دلِ دشمنان ہم نکردند تنگ
ترا کے میسر شود این مقام　　کہ با دوستانت خلافست و جنگ

اور اپنے آپ کو یہہ شعر نہ سُنایا "تو برائے وصل کردن آمدی ؛ نے برائے فصل کردن آمدی"

ایک شخص دوسرے سے پوچھتا ہے کہ آپکے اعتقاد مین خدا کا جھوٹ بولنا جایز ہے ؟

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا غیر مسلّم ہے؟ اور آپکے مذہب مین مرد کی منی شک مین ملا کے کھانا درست ہے؟ **دوسرا** اس سے یہہ سوال کرتا ہے کہ آپ کے اعتقاد مین امام فروعی مذہب پیغمبر اسلام مین نبوت مین شریک ہے؟ اور اسکا قول پیغمبر کے قول سے تمہارے نزدیک مقدم ہے؟ **تمھاری** مذہب مین عورت کے اندام نہانی کی رطوبت شک مین ملا کے نوش جان کرنا مباح ہے؟ وعلی ہذا القیاس **پھر** ہنوز ایک شخص دوسرے کو جواب دینے نہین پاتا کہ وہ اس کے سکوت وتوقف ہی سے بحکم الخاموشی نیم رضا اسکو ان باتون کا قایل اور اس قایل ہونیکے سبب سے کافر قرار دیتا ہے اور اگر وہ ان باتون سے برملا انکار کرے تو اس انکار کو وہ نفاق اور تقیہ قرار دیتا ہے غرض بہر صورت اسکو دائرہ اسلام سے خارج کر کے کافرون کے گروہ مین ملا کر اور جہنم مین پہنچا کر لوٹتا ہے۔

اس **قسم** کی کارروائی آجکل **ایک** تو وہ ہوئی ہے (جو اشاعۃ السنۃ نمبر ۵ جلد ۷ مین بضمن مسلمانونکی خوفناک حالت مذکور ہو چکی ہے) **دوسری** یہ کہ جناب مولانا وشیخنا مولوی سیّد **محمد نذیر حسین** صاحب محدّث دہلوی جنکا اس وقت (امیر المومنین وامام المحدثین ہونا نہ سہی) کلمہ گو ہونا تو مسلم روزگار ہے بارادۂ حج بیت اللہ **بمبئی** مین وارد ہوئے تو وہان کے خیر خواہان اسلام وترقی جویان مسلمانان علما ومشایخ (جن کے پیش امام مولوی خلیل الرحمن صاحب لودہیانوی ہین جن کے اسم ورسم سے مین واقف نہین شاید وہ مولوی سیف الرحمن صاحب پسر مولوی عبد القادر صاحب لودہانوی ہون جو زمانہ غدر سے غایب ہین) اس **قسم** کے چند سوالات لیکر مولینا ممدوح کے گرد ہو گئے اور اس امر کے فکر مین لگے کہ انکو ان باتون کا قایل ٹھہرا کر کافر بنائین اور رجسٹر اسامیوار مسلمانون سے انکا نام خارج کر کے ایک نمبر گھٹائین **مولانا** ممدوح نے جب ان سوالات کو سنا تو برملا صاف

فرمایا کہ "یہ سب مجھپر بہتان ہے اور اِن باتونکا معتقد کافر ہے" (چنانچہ اشتہار مطبوعہ مطبع حسنی بمبئی مین (جو اِس گروہ کے پیش امام مولوی خلیل الرحمن صاحب نے مشتہر کیا ہی) یہہ جواب منقول و موجود ہے مگر یارون نے اِس جواب کو نہ مانا اور صرف اِس بہانہ سے کہ جناب ممدوح نے اِس انکار کو بطور اقرارنامہ لکھکر رجسٹری کیون نہین کرا دیا (یعنے تحریری جواب کیون نہین دیا) اُنکو اِن باتون کا قائل ٹھہرا ہی دیا اور اِن سوالات کو اخبارون مین خوب مشتہر کرا دیا۔

اِس کارروائی مین پہلے تو عموماً مسلمانون کی حالت پر **افسوس** آتا ہے کہ اونکی اور اُن کے مذہب اسلام کی نسبت ایسی باتین عالم مین شایع ہوئی ہین جن پر عیسائی و ہنود ہنسی اڑاتے ہین **پھر اُن** خیرخواہان اسلام پر جنہون نے یہہ باتین تجویز کر کے پیش کین **پھر** اُن مسلمان اخبارنویسون پر جنہون نے یہہ باتین بلاتردید اپنے اخبارون مین شایع کر دین **سب سے** زیادہ افسوس اڈیٹر اخبار **نورالانوار** پر ہے جس نے اِس تشہیر کے ساتھ یہہ بات بھی اخبار مین شایع کی (چنانچہ مشیر قیصر مطبوعہ ۲۔ اکتوبر ۱۸۸۳ء اُس سے ناقل ہے) کہ مولانا ممدوح نے ان سوالات کا جواب کافی یا نہین دیا اِس لئے اِن اخبارون کے مقلدین ناظرین یہہ نتیجہ نکالتے ہین کہ مولانا ممدوح ضرور اِن باتون کے قائل ہین و بناءً علیہ ایک جم غفیر اہل اسلام کو جنکی تعداد اِس اخبار (نورالانوار) مین اسّی لاکھ بتائی ہے) دایرہ اسلام سے خارج کر رہے ہین۔

مین ان **حضرات** سے **سوال** کرتا ہون کہ کیا اُنکے نزدیک کافی و شافی جواب یہی تہا کہ وہ اِن باتون کو مان لیتے اور کھلّم کھلے کافر بنتے یا اُن کے رد و انکار مین قلم اٹھا کر اُن کو شہرۂ آفاق کرتے اور اقوام غیر سے اسلام پر ہنسی کراتے جیسی اِن حضرات نے کرائی ہے۔ **باطل باتون** کا شایع کرنا (رد کے ساتھ کیون نہ ہو) اچھا نہین ہے

اسلئے مولانا ممدوح نے زبانی جواب متضمن انکار پر اکتفا کیا آپنے توصریح انکار کیا اگر آپ اُن کے جواب مین محض سکوت ہی اختیار کرتے تو بھی بحکم آنست جوابش کہ جوابش نہ دہی اور جواب ـــ باشد خموشی ایک نوع کا کافی جواب تھا یہ ضروری نہین ہے کہ ہر بات کا جواب تقریری یا تحریری ہی دیا جاوے

بھلا کوئی شخص کسی شریف آدمی سے پوچھے کہ جناب آپ گوہ کھایا کرتے ہین یا آپکی بہو بیٹی مین فلان عیب ہی تو اسکا جواب وہ شریف آدمی صاحب حیا بجز سکوت اور کیا دیسکتا ہے ہ کیا ایسا بھی کوئی ہے جو اسکے جواب مین تقریراً یا تحریراً اس امر کے درپے ہوجائے کہ ہم تو نہین ـــ کھایا کرتے اور ہماری بہو بیٹی اس عیب سے بری ہے ۔ پہر اسکو اخبار چھاپنے کے لئے اخبار نویسون کے حوالہ کر دے ۔

مسلمانو ! آو خدا سے **شرماؤ** اب بھی ایسی باتون سے جو ترقی معکوس کی علت تامہ ہین **باز آؤ** ۔ اسلام کو **بڑھاؤ** ۔ مسلمانون کے عدد کو (برائے نام ہی کیون نہ ہو) بڑہنے دو مسلمان آگے ہی تہوڑے ہین تم اُن تہوڑے کو اور نہ گھٹاؤ اور کافرون کی تعداد کو نہ بڑھاؤ اور اگر تمکو **کافرونکی ایسی ہی بکثرت ضرورت** وحاجت ہی **تو** دُنیا مین اِن کلمہ گویون کے سواے کافر اور بہت ہین جو تمہارے دین سے نبی سے قرآن سے اسلام سے برملا کفر (انکار) کے مدعی ہین اِن ہی سے اپنا کام چلاؤ اور ضرورت وحاجت کو پورا کرو ۔ آیندہ اختیار **ہ**

ہمارا کام سمجھانا ہی یارو
اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو

حسن عقیدت محدّثین

بجناب آئمّہ مجتہدین

اندنون جو اہلحدیث ہندپر اُن کے مخالفین یہہ **تہمتین** لگاتے ہین کہ وہ ائمہ مجتہدین و اولیاء کاملین اور انکے اتباع صالحین کو بے ادبی سے یاد کرتے ہین اور انکی عالی جناب مین سوء ظنی رکہتے ہین (چنانچہ گلابی چوورقہ اور اِس سے پہلے خط جعلی مفسدین دہلی مین (جسکا ذکر و جواب اشاعۃ السنہ نمبر ۵ جلد ۶ مین گذرچکا ہے) بڑی طمطراق سے یہہ تہمتین درج کی گئی ہین) اُن کے **جواب** مین **جو کچھہ ہمنے** یا اُور خیرخواہان اسلام و اتفاق جویان اہل اسلام نے کہا ہے **اُسکو** اِس گروہ کے ایک رئیس والا مقام (مجدد العصر ناقد الاثر نواب والاجاہ امیر الملک مولوی سیّد **محمد صدیق حسنخان** صاحب بہادر) نے بخوبی **تصدیق** کردیا ہے **اور اس** بات کی بیان و **ثبوت مین** (کہ گروہ محدثین آئمہ اربعہ وغیرہ مجتہدین سلف صالحین کے جناب مین وہی عقیدت رکہتے ہین جو اُنکو محدثین سلف کی جناب مین حاصل ہے اور انکے طاعن لاعن کو وہ ملعون اور مردود سمجھتے ہین) ایک سو چار صفحہ کی ایک کتاب عمدہ اور سلیس فارسی عبارت مین لکہی ہے اور مطبع مفید عام آگرہ مین خوبصورتی اور صفائی کے ساتہہ **چہپوادی** ہے جس کا نام نامی یہہ ہے

جلب المنفعة في الذبّ عن الائمة المجتهدين الاربعة

اور اِس نام کا ترجمہ یہہ ہے کہ یہہ اِس نفع کو کہینچنے اور حاصل کرنیوالی کتاب ہے جو چار دون

مجتہدین کے جناب سی طاعن طاعنین کے روکنے اور دفع کرنے مین حاصل ہے ہم اسمقام مین اِس کتاب کا مفتح اور خاتمہ اور بعض وسطی و ضمنی فقرات ضروریہ کو بعینہا اور بقیہ مطالب ایک سو چار صفحہ کتاب کا دو صفحہ مین خلاصہ اس غرض سے نقل کرتے ہین کہ ناظرین حق بین و شائقین وفاق آئین اِسکو اِس کتاب کی فہرست سمجھین اور اسے اسکی خوبی مضامین کو دیکھکر جمال اصلی کتاب کی شایق ہون۔

یہہ **کتاب** گروہ اہلحدیث کی اسارت ادب ائمہ دین سے برارت پر قوی **شہادت** ہے۔ اور جماعت متبعین آئمہ مجتہدین و صوفیہ صافیہ کے لئی (جنکو ان تحریرات سے کچھہ کدورت پیدا ہوگئی ہو) دافع سوءظنی و موجب **طمانیت** اور طائفہ مفترین اور محررین کلمات توہین ائمہ دین کے لئے مورث حسرت و **ندامت** **اہلحدیث** اِس کتاب کو (نقد جان دیکر کیون نہ ہو) خرید کر بطور سارٹیفکیٹ (سند) اپنے پاس رکھین۔ اور **متبعین آئمہ مجتہدین** و صوفیہ صافیہ اسکو پڑھکر اپنے دامن خاطر کو غبار کدورت و سوءظنی بحق اہلحدیث سی پاک کرین۔ اور اِس زمانہ تنزل و حالت ضعف و قلت اہل اسلام مین ایک دوسرے کو اتفاق و اتحاد کی نگاہون سے دیکھین۔ اور **مفتریان** اہل بہتان یاوہ بیخوف خارج از ایمان (جنکی قلم سے سب سے پہلے آئمہ دین کے حق مین گالیان نکلی ہین اس کتاب کو دیکھکر عرق خجالت نہ پائین تو کسی کنوئین یا تالاب ہی مین ڈوب کر مر جائین۔ اور اسی دوات کی سیاہی سے جس سے آئمہ دین کے حقمین کلمات سب و شتم لکھے ہین اپنا مونہہ کالا کرکے کسی سرنگ مین جا گہسین۔

اِس کتاب کی اشاعت کے بعد انکو زمین پر رہنا اور لوگون کو مونہہ دکھانا بڑی شرم کی بات ہے ڈوب کر مر جانا یا مونہہ کالا کرکے زمین مین دہس جانا اِس زندگی سے ہزار درجہ بہتر ہے (اب اس کتاب کے مطالب کو نقل کیا جاتا ہے) اِس کتاب کے

شروع مین حمد وصلوٰة کے بعد کہاہے۔

"واجب بر ہر مسلمان آنست کہ بعد از موالات خدا و رسول موالات مومنین از علما مجتہدین و اولیا صالحین گزینند خصوصًا ولاے آن علما وائمہ کہ ورثہ پیغمبران اند و بمنزلہ نجوم آسمان کہ در تاریکی بر و بحر راہ مینمایند۔ و در ہدایت بر روی خلق می کشایند و بر روایت و درایت ایشان اتفاق اسلامیان ست چہ ہر امت کہ پیش از مبعث خاتم رسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بود علماء اوشرار آن امت بودند مگر ملت اسلامیہ کہ علماء وے خیار اند چنانکہ این امت وسط امم ست و مرتبہ علماء این امت مرتبہ خلفاء رسول ست صلعم سنت مطہرہ وے را صلعم کہ احیانًا مے میرد زندہ میکنند و روح تازہ در کالبد اسلام مے دمند بہم قام الکتاب وبہ قاموا وبہم نطقت السنة وبہا نطقوا ۝

فلولا الہوی ما عرفناہم ولولاہم ما عرفنا الہوی

نزد من ہر شب نسیم صبح را آمد شدست از تو پیغام آورد از من برد آرام را

ہیچ یکے از امامان دین کہ امت سر بقبول ایشان فرود آوردہ ست ہمچو ائمہ اربعہ مجتہدین و جز ایشان از جہابذہ حدیث چنان نبودہ ست کہ اعتقاد مخالفت رسول صلعم در سنتے از سنن و حدیثے از احادیث وے علیہ الصلوٰة والسلام بدل داشتہ باشد چہ دقیق سنت و چہ جلیل و چہ کثیر حدیث و چہ قلیل آن بلکہ ہمگنان متفق بودہ اند بر وجوب اتباع رسول و برانکہ ہر کسے از کسان امت چنانست کہ سخن او ماخوذ و متروک می تواند شد الا رسول صلعم لکن اگر یکے را قولے یافتہ شود کہ حدیث صحیح خلاف وست پس لابد وے را در انجا عذرے خواہد بود در ترک آن حدیث و جماع اعذار سہ عذر ست یکی عدم اعتقاد بآنکہ گفتہ رسول ست دوم اعتقاد بآنکہ مرادش باین قول نہ آن مسئلہ ست سوم اعتقاد نسخ آن حکم و این ہر سہ صفت چند سبب دارد

پھر صفحہ ۳ سے ۲۴ تک ان اسباب کی تفصیل مین دس سبب بیان کئے ہین جو اکثر جلد اول ضمیمہ اشاعۃ السنہ مین بیان ہو چکے ہین - ازانجملہ ایک سبب یہ ہے - کہ بعض احادیث بعض ائمہ کو نہین پہنچی ہین اسکی تفصیل مین مخفیات صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین کو عمدہ طرز سے بیان کیا ہے اور وہ تفصیل ہمارے ضمیمجات سنہ ۷۷ء مین ہو چکی ہے -

پھر صفحہ ۲۴ بیان کیا ہے کہ جب کسی مجتہد کا عمل کسی حدیث کے مخالف معلوم ہو تو وہ منجملہ ان اسباب عشرہ کسی سبب پر محمول ہے - اسمین عمداً مخالفت کی تجویز جائز نہین ہے -

پھر صفحہ ۲۵ سے ۵۶ تک اس امر کو بیان کیا ہے کہ حلال کو حرام یا حرام کو حلال کہنے پر یا کسی اور امر پر جو وعید آئی ہے مجتہد اسکا مورد نہین ہو سکتا اور اس کے موانع کو بہ تفصیل بیان کیا ہے اور اسکے ضمن مین یہہ مسئلہ بھی بیان کیا ہے کہ عام حکم وعید خاص اشخاص پر نہین لگایا جا سکتا -

پھر صفحہ ۵۷ اس بحث کا خلاصہ بالفاظ ذیل بیان فرمایا ہے و خلاصہ کلام درین مقام آنست کہ لعن و طعن جاہلان در حق ائمہ اسلام خواہ از مقلدان در بارہ محدثان باشد و خواہ از متبعان در بارہ مجتہدان متوجہ بدو امر ست یکی ترک تقلید ائمہ و این ترک را موجب سوء ظن تارک در حق امام شناسند و مثل اوست طعن غیر مقلدان بر مقلدان در ترک عمل بحدیث صحیح کہ مخالف قول ائمہ مجتہدین ست و این را نیز منجر بسوی ائمہ خود دانند و بر آن بناسب و شتم مخالفان خود مینمایند دیگر طعن و لعن در بارہ فعل بعض افعال ست کہ بران وعید آمدہ و صدور آن از بعض ائمہ معلوم ست پس جواب از امر اول ہمان اسباب معذرت ست کہ مذکور شدہ و نزد وجود اعذار ہیچ یکے را نمیرسد کہ بزرگان دین را در شکنجہ طعن و تشنیع کشد چہ ایشان ہرگز ترک عمل بحدیث از راہ

نفسانیت و عصبیت و حمیت جاہلیت نکروہ اند چنانکہ پس آیندگان ایشان بدون وجود اعذار صحیحہ و اسباب سائغہ میکنند و جواب الزام ثانی منع لحوق وعید ست بوجوہ متقدمہ مذکورہ درین کتاب بروجہ فصل خطاب و علی ہذا جملہ اکابر ملت اسلامیہ مصون اند از طعن و لعن این جاہلان بیخبر و سفہاء شوریدہ سر خواہ آئمہ اربعہ مجتہدین باشند یا عصابہ محدثین یا جماعہ صالحہ متصوفین یا طائفہ دیگر از متقدمین خصوصاً آنانکہ پیش از ما صدہا سال جلوہ گر بودند و زمانہ خیر قرون ایشان را دریافتہ گو این دریافت قلیل باشد خواہ کثیر مثلاً امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ کہ اول ائمہ اربعہ اہل اجتہاد ست و امام دار الہجرہ مالک بن انس و امام شافعی و احمد این ہر چہار بزرگوار رضی اللہ عنہم اجمعین در قرن ثالث از قرون ہجرت مشہود لہا بالخیر بودند۔

پھر صفحہ ۵۸ وغیرہ مین اُن ائمہ کا خیر القرون مین داخل ہونا ثابت کیا ہے اور قرون ثلثہ کی حد بیان کی ہے۔

پھر صفحہ ۶۲ و ۶۳ امام ابو حنیفہ کے فضایل و مناقب بیان کئے اور جو اُن کی نسبت عربیت سے کم واقف ہونا اور حدیث کی روایت کم کرنا بیان کیا گیا ہے اسکا محمل و مطلب بتایا ہے پھر صفحہ ۵۶ وغیرہ بقیہ آئمہ اربعہ کے فضایل بیان کئے ہین۔

پھر صفحہ ۶۶ مین فرمایا ہے "پس اگر نیک بنگاہند دریابند کہ مقلدان راستگو و تابعان حق جواز برائے ائمہ موصوفین ہمین عصابہ محدثین ست و این احناف و شوافع وغیرہا کہ تقلید را در برابر حدیث اختیار کردہ اند و مسایل قیاسیہ و احکام اجتہادیہ را بر کلام خدا و رسول ترجیح می نہند درحقیقت تارکان تقلید ائمہ و منکران ارشادات ایشان اند خود جادۂ خلاف امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ می سپرند و تہمتش بر متبعان می نہند وقد خاب من افتریٰ"۔

پھر اسکی تائید مین صفحہ ۶۷ سے ۸۲ چارون امامون کے اس مضمون کے اقوال نقل کئے ہین

کہ اونہون نے فرمایا کتاب و سنّت کے سامنے ہماری اقوال کو چہوڑ دو اور نص کے ہوتے کسیکی تقلید نکرو امام ابو حنیفہ کے ۷ قول امام مالک کی ۳ امام شافعی کے ۹ امام احمد کے ۳ - پہر صفحہ ۸۳ مین لوگون کے اِس خیالی وادعائی اجماع کی حقیقت بیان کی ہے جسکا ہر باب مین لوگ بلا تحقیق و ثبوت دعوی کرتے ہین - پہر صفحہ ۸۷ و ۸۸ مین ائمہ محدثین و اصحاب صحاح ستہ کی حالات و فضایل بیان کئے ہین -

پہر صفحہ ۸۹ مین بیان کیا ہے کہ جو نفسانی اختلاف مسلمانون مین آجکل ہو رہا ہے صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین مین اِس قسم کا اختلاف نہ تہا - پہر صفحہ ۹۲ سے ۹۸ تک باہمی تکفیر سے روکا ہے اور اسکے ضمن مین یہہ بہی بیان کیا ہے کہ ہمارے نزدیک تقلید بمقابلہ نص حرام و شرک ہے و مع ہذا ہم اِس فعل کے مرتکب پر بالخصوص کفر و شرک کا فتوی نہین لگاتے -

اخیر رسالہ مین صفحہ ۱۰۳ و ۱۰۴ فرمایا ہے و بالجملہ مقصود از خامہ فرسائی درین رسالہ بیان ہمین معنی ست کہ گمان سوء ادب از عصابہ حدیث در حق ائمہ اربعہ مجتہدین وغیرہم از علماء دین خواہ متقدمین از سلف صالحین باشند یا متاخرین متبعین افترا محض سوء ظنی بحق خاص مومنین ست ورنہ قدر و منزلت ایشان چندانکہ در نظر زمرۂ موحدین بودہ است معشار آن در طایفہ مقلدین ثابت نمیشود و چہ قسم می تواند شد کہ ہر کہ منتمی بجناب سید المرسلین ست بانکار حدیث او و عمل را بر سنت صحیحہ او بمقابلہ قیل و قال مجتہدین و مجادلین نمی پسند دارد ازوے توقع تعظیم و تکریم ائمہ دین کجا و علی فرض المحال اگر عاملان سنت ائمہ را بنظر حقارت می بینند آخر ہمین جہت می بینند کہ خلاف آنہا با احادیث در احکام و مسائل معلوم ایشان شدہ ست گو خصم این حرف را از ایشان بنا بر عصبیت و جاہلیت نہ پذیرد نہ بجہت کدام امر دیگر پس این تحقیر نسبت باز درا مقلدین کہ در بارہ احادیث و قرآن میکنند و لیل و نہار در ضد و رد و انکار مسائل ثابتہ بسنن صحیحہ بودہ اند بے شبہ حقیر و قلیل ست مصرع

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ؛ فرقی کہ از ائمہ مجتہدین تا جناب شفیع المذنبین ست بر فردے از افراد مسلمین مخفی نیست اللہم مگر آنکہ یکے کور مادر زاد باشد و بصر بصیرتش باطل افتادہ و انکار مقلدین و تحاشی ایشان از اتباع سنن سید المرسلین چیزیست کہ بر ہر یکے از موافقین و مخالفین ظاہر ست و انکارش مکابرہ بیش نیست و اگر انکار ایشان درین باب ثابت ست اہلحدیث چہ گناہ کردہ اند کہ سخن ایشان در تحاشی سوء ادب بجناب ائمہ مجتہدین مقبول نیست ؎ الٰہی دیدۂ تحقیق دہ ہر یک مقلد را ؛ چو عینک تا بکی ہر سو بچشم دیگران بیند۔

خلاصہ مطالب رسالہ ختم ہوا جو غالباً ناظرین کو مطالعہ اصل کتاب کا شائق کریگا جس سے ان کو حسن عقیدت محدثین بجناب ائمہ مجتہدین کا کامل یقین ہو گا وباللہ التوفیق۔

خط بنام اڈیٹر مشیر قیصر

میری معزز و مکرم دوست مولوی غلام محمد خان صاحب اڈیٹر اخبار مشیر قیصر

السلام علیکم۔ جو مضمون آپنے اپنے اخبار نمبر ۴۲ جلد ۷ مطبوعہ ۱۶ اکتوبر ۸۳ء مین بعنوان علماء اہل اسلام کی نااتفاقی کے زیب رقم فرمایا ہے مین اسکی قدر کرتا ہون اور اسکو نیک نیتی اور اتفاق طلبی پر مبنی سمجھتا ہون۔ لہذا اس کی شکریہ کو اپنا فرض جانتا ہون مگر ساتھ ہی اسکی اسقدر افسوس بھی ظاہر کرنا نامناسب نہین سمجھتا کہ تین فقرہ اس مضمون کے میری ناقص سمجھ مین نہین آئے۔

ایک یہ کہ گروہ اہلحدیث ایک جدید فرقہ ہے دوم یہہ کہ اس گروہ کی تصانیف مین حضرت امام اعظم کوفی رضی اللہ عنہ کی توہین اور علم حدیث سے لاعلمی وقتاً فوقتاً درج ہوتی ہے۔ سوم یہہ کہ محمد حسین (خاکسار) کی اکثر تصانیف مین ایسا تذکرہ ہوتا ہے جو انکی بعض مخالفین نے کیا ہے جس سے بجز چھیڑ چھاڑ اور کدورٹن آدمی کے دل دکھانیکے کچھ حاصل نہین"۔

منجملہ ان فقرات کے فقرہ اول کے سمجھانیکی تو مین آپکو تکلیف دینا نہین چاہتا اسکی سمجھنے مین خود ہی مشقت اٹھاؤنگا اور جو سمجھ مین آیا اسکو اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ مین درج کرونگا۔ فقرہ دوم و سوم کے سمجھنے و سمجھانیکے جناب کو تکلیف دیتا ہون براہ مہربانی آپ یہ تکلیف گوارا فرما کر میرے دو سوالونکا جواب دین

(۱) آپنے تصانیف علماءِ اہلحدیث مین ایسی کونسی کتاب دیکھی یا سنی ہے جسمین امام الائمہ فخر الامۃ حضرت امام ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ کی توہین یا علم حدیث سے لاعلمی پائی جاتی ہے ۔

(۲) خاکسار کی تصانیف مین آپنے ایسی کونسی جگہہ پائی ہے جسمین اس امام عالیمقام کا ایسا تذکرہ ہے جسمین جناب ممدوح کی توہین موجود ہے اور اس سے کسی منصف متبع امام کی (جسکو اس تذکرہ کے پڑھنے سے پہلے سے میری نسبت سوء ظنی نہ ہو) کی دلشکنی متصور ہو ۔

مگر سوال اول کے جواب مین یہہ ملحوظ خاطر رہے کہ وہ کتاب جسمین امام صاحب کی توہین ہو اس گروہ کے کسی عالم کی تصنیف ہو نہ محض کسی کتاب فروش کے ۔ اور بوقت جواب سوال دوم پیش نظر فیض اثر رہے کہ دو چار سطرین عبارت توہین آمیز کے ماقبل و مابعد سے بھی دیکھہ لی جاوین ایسا نہ ہو کہ جس عبارت کو آپ توہین سمجھتے ہین اسکا توہین نہ ہونا اسی مین ثابت کیا گیا ہو +

بجواب سوال اول اگر آپ ایسی کتاب کا جسمین امام صاحب کی توہین ہو نام بتا دینگے تو مین اسکے مصنف (اگر وہ اس گروہ کا عالم ہے) سے توبہ کراونگا ۔ ورنہ اُسکو اپنے گروہ سے باضابطہ خارج کرنیمین کوشش کرونگا اور بجواب سوال دوم اگر میری تصانیف مین کوئی جگہہ بتاوینگے جسمین امام صاحب کی توہین ہے تو مین بذات خود لکھنو مین حاضر ہو کہ اس فعل شنیع و جرم قبیح سے آپکے ہاتھہ پر بیعت توبہ کرونگا ۔

اور اگر آپنے ہماری یا ہمارے گروہ کی اصل تصانیف کو نہین دیکھا جو فرمایا ہے اسمین سنی سنائی باتون پر یا کسی مخالف کی نقل و اقتباس پر بہروسہ کیا ہے (چنانچہ آپ کا اسی پرچہ کی سطر ۷ و ۸ و ۹ کالم اول صفحہ ۱۰ کا یہہ فقرہ "راقم کو بہت کم اتفاق ایسی تصانیف دیکھنے کا ہوا ہے مگر جہانتک اُسکا اقتباس نظر سے گذرا الخ" اسپر شاہد ہے) اور اسوجہہ سے آپ اس بحث کو طول دینا نہین چاہتے تو ہم بھی خواہ مخواہ الجھنے کو پسند نہین کرتے آپ خوب جانتے ہین کہ ہم ۱۸۸۱ء سے شخصی مباحث کو ترک کر چکے ہین اس صورت مین آپکو مناسب ہے کہ اب ہمارے اس خط کو اپنے اخبار مین چھاپدین جسکے اخیر مین ہم یہہ کہتے ہین کہ جس شخص کے دل مین امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کی توہین ہے یا اسکی قلم و زبان سے بغرض توہین ایسے کلمات جنسے ان کی اتباع کے دل دکہین سرزد ہون وہ خدا کا رسول کا ایمان کا اسلام کا دشمن ہے ۔ م

اسکو فتح دی ان دونون مین بڑی بڑی لڑائیان ہوئین وہابیون نے بڑی ہزیمتین پائین اُنہین مین ایک واقعہ ماویہ کا تہا جو (۱۲) یار مین سنہ ۱۸۱۷ء مین واقع ہوا اور واقعہ عنیزہ اور شقرا جو (۱۴) کانون ثانی مین سنہ ۱۸۱۸ء مین واقعہ ہوا اسکے بعد ضرمہ مین ایک لڑائی ہوئی پہر درعیہ مین ایک جنگ ہوئی۔ ابن سعود نے بہت زاد جمع کیا اور لشکر اکٹہا کر کے درعیہ مین قلعہ بند ہوا ابراہیم پاشا ایک مدت تک اسکو گہیرے رہی بعد اسکے قلعہ فتح ہوا اور ابراہیم پاشا نے قلعہ مین داخل ہوکر ابن سعود اور اسکے گہر والون کو مقید کیا کوئی اُنہین سے بہاگ نہ سکا سوا ایک بیٹے ترکی کے اور بعضون نے کہا ہے کہ جب ابن سعود اپنی نجات سے مایوس ہوا اور درعیہ بالکل مصریون کی گولہ باری وغیرہ سے برباد ہوگیا تو ابراہیم پاشا سے اس نے امن چاہی ابراہیم نے اُسکو امن دی اور یہ واقعہ (۸) ذی قعدہ کو سنہ ۱۲۳۳ہجری مین ہوا یعنے بقول سنہ ۱۸۱۸ میلادیہ مین غرض ابن سعود ابراہیم پاشا کے پاس آیا اور اپنے تئین اُسکو سونپ دیا اور امن چاہی اور ایک دن کی مہلت مانگی ابراہیم نے اُسکی بہت تعظیم کی اور مہلت دی دوسری دن اُسکی شرط کے موافق اسکو مصر لیجانا چاہا ابن سعود حسب حکم سلطان مصر کیطرف ایک لشکر کی حفاظت وحراست مین روانہ ہوا چودہوین ذیقعدہ کو وہان سے چلکر اٹہارہوین محرم کو محمد علی پاشا عزیز مصر کے پاس پہنچا عزیز مصر نے اسکا بہت اکرام کیا ایک خلعت دیکر آستانہ علیہ سلطان کو روانہ ہوا (۱۷) صفر (۱۶) کانون اول مین سن مذکور ہی وہان داخل ہوا وہان باندہکر مار اگیا اور خزندارہ اور عبد العزیز بن سلیمان جو اسکا کاتب ہوا وہ دونون قید رہی۔

پہر فصل ہفتم مین خاص کر محمد بن عبد الوہاب نجدی کے حالات بالفاظ ذیل بیان کئے ہین۔

محمد بن عبد الوہاب کا حال کرنیل یوس فندیک امیرکانی نے اپنی کتاب مرآۃ الوضیہ فی الکرۃ الارضیہ کی چوتھی فصل مین بلاد عرب کے حالات مین صفحہ ۳۳۶ مین یون لکہا ہے کہ اوائل اس قرن مین طائفہ وہابیہ قوی ہوا ور یہہ گروہ ایک مرد تمیمی کیطرف منسوب ہی کہ اسکو محمد بن عبد الوہاب کہتے ہین اور وہ قبیلہ مسالیخ مین سے تہا اولاد علی سے اور اس قبیلہ کا بقیہ نواحی زبید مین ہی خلیج عجم پر اور محمد بن عبد الوہاب درعیہ مین تہا نجد مین اور حاکم وہان کا ان دنون سعود بن عبد العزیز عنزی تہا ربیعۃ الفرس کے قبیلہ سے کہ وہ شیخ تہا شہر کا غرض سعود ابن عبد الوہاب سے متفق ہوگیا اور اسکی تعلیمون کو پہیلانے لگا سنہ ۱۷۶۰ مسیحی مین اور اسکے بعد عبد العزیز ابن سعود حاکم ہوا اور دو بڑے لشکرون پر غالب آیا جو وزیر بغداد نے اسکی طرف روانہ کئے تہے اور ایک بڑے لشکر پر اور فتح پائی جو زید بن مساعد شریف مکہ کے زیر نشان تہا سنہ ۱۷۹۳ مین اور یہہ گروہ وہابیون کا عراق مین غالب ہوگیا اور مسجد علی پر انہون نے غلبہ کیا اور اسکو ویران کردیا اور سنہ ۱۸۰۳ مین عبد العزیز نے اپنے بیٹے سعود کو بارہ ہزار فوج کے ساتھہ روانہ کیا اور وہ طائف اور مکہ پر حاکم ہوگیا اور پہر جدہ کو گیا اور اسکا محاصرہ کیا اور وہان اسکو اپنے باپ کے موت کی خبر ملی وہ درعیہ کو لوٹ آیا اور سنہ ۱۸۰۴ مین پھر حجاز کو گیا اور مدینہ منورہ کو فتح کیا اور اسکی اطراف پر مسلط ہوگیا اور وہان فرمان روائی کی سنہ ۱۸۱۵ تک پھر ابراہیم پاشا اسکے دور کرنے پر مستعد ہوا جو والی مصر تہا اور کئی لڑائیون مین اسپر غالب آیا یہانتک کہ اسکو ملک حجاز سے نکال دیا اور سعود مرض بخار سے درعیہ مین مرگیا اور پچاس برس کی اسکی عمر تھی اور اسکی اولاد نجد پر حاکم رہی اور اسکی اطراف پر ابتک حاکم ہے اور قصبہ ان کا مدینہ ریاض ہی اور وہ لوگ سب وہابیون مین سے ہین انتہی اس کتاب کے تاریخ تالیف سنہ ۱۸۵۲ء اور مراجعت اس کتاب کی بغیر نظر ثانی

سنہ ۱۸۱۷ء مین ہوئی اور اُسی مؤرخ نے یہہ بھی کہا ہے کہ نجد اُس ملک کو کہتے ہین جو متصل شام جانب شمال واقع ہے اور عراق سے جانب مشرق اور حجاز سے جانب غرب اور یمامہ سے جانب جنوب اور وہ بہت پاکیزہ ملک ہے عرب کا اور شعرائے عرب نے اکثر اُسکی تعریف کی ہے اور اُسمین ایک زمین واقع ہے جسکو کلیب بن وائل بن ربیعہ نے رمنہ مقرر کیا تہا اور آخر یہہ امر اُسکے قتل کا سبب ہوا اور بڑی لڑائی ہوئی جو حرب بسوس مشہور ہے اور وہ لڑائی عرب مین ضرب المثل ہو گئی اور جبل عکاذ بھی اُسملک مین واقعہ ہے کہ ایک مدت سے عربی فصیح سوا اُسکے اور کہین باقی نہین۔

اسکے بعد نواب صاحب نے ان حالات محمد بن عبد الوہاب سے یہ نتیجہ نکالا کہ ہندوستان کے مسلمانون مین ان حالات کا نام و نشان بہی نہین پہر اُنکو کیون وہابی کہا جاتا ہے اور بیان کیا ہے کہ ہندوستان کے روسا و اُمرا خصوصا رئیسہ بھوپال نے ہمیشہ وقتاً فوقتاً گورنمنٹ کی خیر خواہی و معاونت سے گورنمنٹ کی خوشنودی حاصل کی ہے چنانچہ فرمایا ہے الحاصل جو حال وہابیون کا ان سات فصل مین تحریر ہوا اس سے زیادہ کسی کتاب تاریخ وغیرہ مین کسی نے نہین لکہا اور یہہ موافق تحریر و تحقیق علمار عیسائین کے ہے اس سے زیادہ تحقیقات بہی ممکن نہین ہے اس حال کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانان ہند مین کوئی سُنی وہابی مذہب نہین ہے اسلئے کہ جو کارروائی ان لوگون نے ملک عرب مین عموماً اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین خصوصاً کی اور جو تکلیف اُن کے ہاتہون سے ساکنان حجاز و حرمین شریفین کو پہونچی وہ معاملہ کسی مسلمانان ہند وغیرہ نے ساتھ اہل مکہ و مدینہ کے نہین کیا اور اس طرح کی جراءت کسی شخص سے نہین ہو سکتی اور یہہ بہی معلوم ہوا کہ یہہ فتنہ وہابیون کا سنہ ۱۸۱۸ء مین بالکل خاموش ہو گیا اُسکے بعد کسی شخص امیر و غریب نے اُس ملک مین پہر سر نہ اُٹھایا

× × عہدنامہ بہوپال اسی سنہ ۱۸۱۸ء مین ہوا جو سال ختم فتنہ اہل نجد کا ہے جنکی طرف

وہابی منسوب ہین۔ اُس دن سے آجکا دن ہے کہ کسی نے سرکار برٹش سے کسی قسم کی مخالفت و سرکشی نہین کی بلکہ بپابندی قول و قرار مذکور زمانہ غدر ہندوستان مین جبکہ اکثر رعایا خالصہ انگریزی کی بدل گئی رؤساء ہند نے بقدر اپنی طاقت و مقدرت کے سرکار برطانیہ کو رسد و فوج اور مال سے مدد واجبی دی نواب سکندر بیگم صاحبہ مرحومہ نے بھوپال سے تا جہانسی فوج ریاست بھیجی اور غلہ و اجناس علاقہ بھوپال سے ہر طرح کی اعانت کی۔ اِسی طرح نواب شاہجہان بیگم صاحبہ عالیہ نے ہنگامۂ فوج کشی کابل مین مستعدی اپنی واسطے مدد سرکار انگریزی کے فوج و مال سے ظاہر کی اور سال حال مین جبکہ مہم مصر پیش آئی طرح طرح کی دلسوزی اور اعانت ظاہر فرمائی یہان تک کہ جب سرکار نے اعرابی پاشا کو شکست دی اور مُلک مصر پھر توفیق پاشا خدیو مصر پر مسلم ہوا تو اُسکی خوشی مین اتواب قلعہ فتحگڈہ سے سر کین اور خریطہ خط تہنیت روانہ صدر کیا اِسی طرح ہر موقع مین باتفاق نامہ نگار سب سے پہلے اپنی خیر سگالی اور مدد دہی کا ارادہ سچے دل سے ظاہر کیا جسکا شکریہ ذریعہ تحریر سر رشتہ و تار ہاے برقی مکرر سہ کرر طرف سے جناب ویسراے کشور ہند کے معرض اظہار مین آیا اور یہ کارروائی موجب کمال خوشی حکّام عالی مقام ہوئی۔

پھر فصل ہشتم مین جناب مؤلّف نے حسب وعدہ اپنی مختصر سرگذشت لکھی ہے اور اُسکے ضمن مین نجدیون کا ۱۸۱۸ء مین منقرض ہو جانا۔ اور محمد بن عبد الوہاب نجدی کا مذہب حنبلی کا مقلّد ہونا اور اہلحدیث ہندوستان کا تقلید مذہب خاص سے منکر ہونا اور عبد الوہاب نجدی سے کوئی تعلق و راہ و رسم نہ رکھنا اور اہلحدیث کی کتابون مین گورنمنٹ انگلشیہ سے بغاوت و جہاد کی ترغیب کا نہ پایا جانا اور ہندوستان مین کسیکا بھی وہابی مذہب ہونا اور اہلبدعت کا اہلحدیث کو ازراہ عداوت وہابی کہنا بیان کیا ہے اور فرمایا ہے

حسب بجسب اغوای ملازمان قدسیہ بیگم صاحبہ مرحومہ کے ٹیمس آف انڈیا نے اپنے پرچہ خبر مورخہ ۲۴ جنوری ۱۸۸۱ء مین حسب فرمائش سید حسن و سید احمد و منشی لطف اللہ خان و سید عبداللہ ساکن سورت آل عیدروس یہ چہاپا کہ ہم لوگون نے عربی اخبار جوایب مطبوعہ قسطنطنیہ مورخہ ۲۵ محرم ۱۲۹۷ھ مطابق ہشتم جنوری ۱۸۸۰ء نمبر ۱ اس مضمون کو پایا ہے کہ صدیق حسن خان ایک معزز وہابی نے جو شوہر ہز ہائینس رئیسہ بہوپال جی ایس آئی ہین دو تین اپنی خاص تصنیف کی کتابین مطبع جوائب مین چہپنے کو بہیجی ہین خطبہ کتب سے ظاہر ہے کہ یہہ کتابین خلاف عام قواعد اسلام اور امن والی مسایل مذہبی کی ہین اور اس صحیح مذہب کے خلاف ہین جو بارہ سو برس سے ایک طرح پر چلا آتا ہے اور یہہ کتابین تائید مذہب وہابی مین ہین جو اسی مانہ مین صاحب جوائب نے ٹیمس کو جواب دندان شکن دیا اور غلطی خبر مذکور کی ثابت کر دی۔ پہر دوبارہ سید حسن وغیرہ چار نفر مذکورہ نے ٹیمس آف انڈیا مین وہابی ہونا میر طبع کرایا اسپر ریاست نے اعتراض کیا اور اجنٹی سیہور اور اندور کو لکہا آخر ٹیمس نے لکہنا خبر مذکور کا جہوٹ سمجہکر ترک کر دیا کیونکہ ان کتابون مین بغاوت یا جہاد کا ذکر نہین ہے بلکہ وہ مذہبی کتابین بہی نہین علم تاریخ و لغت معانی و بیان وغیرہ کی ہین۔ پہر ماہ ذیقعدہ ۱۲۹۸ہجری مین سید حسن مذکور مر گیا اسلئے اس جگہہ بضرورت بیان حال خبر مذکور لکہنا اس بات کا ضرور ہوا کہ یہہ وہابیت کس چیز کا نام ہے جسپر اس قدر شور و غل ہوتا ہے اور ہر شخص اور قوم کی دشمن جب کسیکو ایذا پہنچانیکا قصد کرتے ہین تو نزدیک حکام وقت کے اُسکو وہابی ظاہر کرکے بدنام کر دیتے ہین سو اصل اسکی یہہ ہے کہ بموجب تحقیقات عُلماے عیسوی کے جسطرح کتاب آثار البلاد وغیرہ مطبوع بیروت مین لکہا ہے یہہ بات معلوم ہوئی کہ محمد بن سعود نام ایک امیر ملک نجد مین تہا اُسکے وقت مین ایک شخص محمد بن عبد الوہاب نام ظاہر ہوئے آن جی اور قوم بوہرہ

سے مخالفت مذہبی ہوئی محمد بن سعود نے اُنکی مدد کی یہہ واقعہ سنہ ۱۷۶ء مین ہوا اور بعد سنہ ۱۷۹ء کے ابن سعود مرگیا۔ اُسکی جگہہ بیٹا اُسکا عبدالعزیز نام قایم ہوا اُس نے اپنے باپ کی طرح پیر مذہب محمد بن عبدالوہاب کا رواج دیا اور اطراف نجد و ملک عرب مین لڑائی شروع کی یہان تک کہ سنہ ۱۷۹۲ یا سنہ ۱۷۹۴ء مین مکہ و مدینہ پر فتح پائی اور بہت علاقہ لے لیا اُسکے بعد بیٹا اُسکا سعود نام سنہ ۱۸۰۴ء مین حاکم ہوا اور باپ کے طریقہ پر کارروائی کی یہانتک کہ حسب الحکم سلطان محمود خان والی روم کے محمد علی پاشا مصر نے سنہ ۱۸۱۱ مین اُسپر فوج کشی کی اور شکست دی پہر وہ سنہ ۱۸۱۴ء مین مرگیا اسکی عمر ۶۸ برس کی تھی اُسکی جگہہ اُسکا بیٹا عبداللہ نام قایم ہوا اُسکی لڑائی ابراہیم پاشا بن محمد علی پاشا سے سنہ ۱۸۱۶ مین ہوئی اور آخر کو مقید ہوکر اسلامبول بھیجا گیا وہان جاکر قید مین مرگیا اور یہہ فتنہ سنہ ۱۲۳۴ھ مطابق سنہ ۱۸۱۸ مین ختم ہوگیا۔

اصل اس مذہب کی یہہ ثابت ہوئی اور معلوم ہوا کہ سواے اطراف ملک نجد کے کسی دوسری جگہہ مذہب مذکور نے رواج نہین پایا اور دوسری کتب تاریخ بیروت سے جو تالیف علمائے عیسوی کے ہین یہہ بات بھی معلوم ہوئی کہ مذہب محمد بن عبدالوہاب کا حنبلی تہا جب سے سعود وغیرہ اور اُسکے مددگار مٹ گئے پہر کسی نے اُسدن سے آج دن تک اُس ملک مین خروج نہین کیا ہندوستان کے مسلمان ہمیشہ سے مذہب شیعی یا حنفی رکہتے ہین انکی راہ و رسم ملک نجد سے کسی کتاب تاریخ سے ثابت نہین ہوتی اور نہ کوئی شخص مسلمان اُس ملک کا مرید یا شاگرد اُن لوگون کا ہے اور نہ کوئی کتاب اُس ملک کی اس اقلیم مین رائج ہے لکن ہم دیکہتے ہین کہ ایک شہر مین بعضے لوگ بعضونکو وہابی کہتے ہین اور ایک دوسرے کے رد مین کتابین بناتے ہین اِسکے سبب مین جو غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہہ فساد آپسکی عداوت سے ہے اِسلئے کہ مذہب اسلام مین باوجودیکہ تہتّر فرقے ہین جنکی گنتی علمائے اسلام نے اپنی کتابون مین لکہی ہین انمین کسی جگہہ کوئی فرقہ بنام وہابیہ نہین گنا۔ ان کے سوا جنکو

ہندوستان مین انکے دشمنون نے وہابی مشہور کیا ہے وہ اِس نام سے انکار کرتے ہین اور کوئی تعلق اُسکا ملک نجد سے ثابت نہین ہوتا۔ پہر جو غور کیا گیا کہ وہ کون مسایل ہین جن کے سبب سے ایک فرقہ کا نام بدعتی ہوا اور دوسرا وہابی کہلایا تو معلوم ہوا کہ وہ چند مسئلہ ہین۔ بعضے اُنہین متعلّق عقاید ہین اور بعض متعلق عبادات اُن مسایل ہین کسی جگہہ مسئلہ جہاد کا ذکر نہین ہے اور ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے تعداد اُن مسئلون کی سات مسئلہ اپنی کتاب مین اور چودہ کتابین لکھی ہین۔ لیکن ان مسایل مین اُن سے غلطی ہوئی ہے۔ چنانچہ نکتہ چینی سیّد احمد خان سی ایس آئی سے ظاہر ہے جو معہ ترجمہ انگریزی خاص مقام لندن مین طبع ہوئی ہے اور حصر کتابون کا بہی غلط ہے اور بعض ایسی کتابون کا نام لیا ہے جو کسی کے نزدیک مذہب وہابی کے نہین ہین جیسے درمختار۔ پس جو لوگ قبر کو نہین پوجتے مردون کی نذر ونیاز نہین کرتے مولویون اور درویشون کی رائے کی اطاعت نہین کرتے مجلس مولود نہین کرتے تعزیہ نہین بناتے کسی مذہب خاص کے پابند نہین۔ چوری و دغابازی ورشوت خوری وزناکاری وعہدشکنی وغیرہ افعال بد کو منع کرتے ہین اور جو دین بارہ سو برس سے چلا آتا ہے کہ جس وقت سوای اسلام کے کوئی نام مذہب کا جانتا نہ تہا اور وہ قرآن شریف اور حدیث کی کتابون مین لکہا ہے۔ اور وہ کتابین ساٹہہ ستّر برس بلکہ اُس سے پیشتر سے مدرسہ کلکتہ و دہلی و بمبئی و مصر وغیرہ مین طبع ہوئی ہین اور ہوتی ہین اور ان کا منشا صرف قائم ہونا عبادت پر یعنی نماز وروزہ وحج وغیرہ فرائض پر اور بچنا ہر فساد کی بات سے ہے اور اس قسم کی کتب ورسائل سینکڑون عدد عربی وغیرہ زبانون مین سینکڑون برس سے تالیف ہوئی ہین نہ چودہ کتابین ہین نہ چالیس انکو یہہ بدعتی لوگ جو پابند کسی مذہب خاص کے ہین وہابی کہتے ہین۔ ایک شخص فضل رسول نام شہر بدایون ملک ہند کا رہنے والا تہا سب سے پہلے وہابی نام اُس نے مسلمانان ہند کا رکہا

پھر اس نام کو عوام مین مشہور کر دیا جو لوگ فسادی تھے اُنہون نے حکام کے ذہن مین یہ بات ڈالدی کہ جو لوگ وہابی کہلاتے ہین وہ سرکار انگریزی کے دشمن ہین سرکار نے جو غور فرمایا تو یہ دریافت کیا کہ مطلق وہابی کے کہنے سے کوئی ہمارا دشمن نہین سمجھا جاتا جب تک کوئی جرم بغاوت اُس سے صادر نہ ہو مگر یہہ بات مدت دراز کے بعد سرکار نے سمجھی ورنہ ایک زمانے مین صرف کسی کے وہابی کہدینے پر بھی مواخذہ ہو جاتا تہا اب وہ بات باقی نہ رہی سیّد احمد شاہ ساکن نصیر آباد بریلی مین ایک شخص تھا جنہون نے بہت خلق کو نماز روزے پر قایم کیا اور گناہون اور فساد کے کامون سے روکا اور پھر وہ ہندوستان سے چلےگئے۔ اطراف پنجاب مین سکہون سے لڑے انکو فضل رسول بدایونی نے وہابی ٹھیرایا اور سرکار کا دشمن بتلایا حالانکہ وہ کلکتہ تک گئے تھے اور ہزارون مسلمان فوج انگریزی کے اُن کے مرید ہوئے تھے مگر اونہون نے کبھی یہہ ارادہ ساتھ سرکار انگریزی کے ظاہر نہ کیا اور نہ سرکار نے اُن سے کچھہ تعرض فرمایا حالانکہ خاص کلکتہ سے سات سو آدمی اپنی ہمراہ لیکر حج کو گئے اور مدت دراز تک ہزارون مریدون کو ہمراہ لیکر ہندوستان کے شہرون مین وعظ و نصیحت کرتے رہے اسکی تصدیق کے واسطے تحریر سیّد احمد خان سی ایس آئی کافی ہے جو اُنہون نے جواب مین ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے خاص لندن مین بعبارت اردو وانگریزی طبع کرائی ہے اُسمین حال وہابیون کا اور حال سید احمد شاہ بریلوی کا اور مسئلہ جہاد و ہجرت کا اور مسئلہ دار الحرب کا اور دار الاسلام ہونے ملک ہندوستان کا اور ذکر اُن کتابون کا جنکو لوگ تصنیف وہابیون کی خیال کرتے ہین مفصل لکھا ہے اور انکا لکھنا اسواسطے زیادہ معتبر ہے کہ یہہ بڑے معتمد گورنمنٹ عالیہ اور خیر خواہ سرکار انگریزی کے ہین ہنیز تو سید احمد شاہ بریلوی کو نہین دیکھا اور نہ اُن کا زمانہ پایا لوگون سے انکا حال سنا اور کتاب سیّد احمد خان سی ایس آئی مطبوعہ مقام لندن سنہ ۱۸۷۲ء مین لکھا دیکھا ہے۔

اسکے بعد سول وملٹری گزٹ لاہور کے ایک آرٹیکل کا خلاصہ نقل کیا ہی جس مین سنہ ۱۸۵۷ء مین علمار کا خیرخواہ گورنمنٹ رہنا مذکور ہے ۔ اسکے بعد اخبار نیرہوین صدی آگرہ سے ایک مضمون اس گروہ (خصوصًا جناب مولّف) کے خیرخواہ گورنمنٹ ہونے کے شہادت مین نقل کیا اسکے بعد یہہ بیان کیا ہی کہ کتب اسلامیہ مین مسئلہ جہاد ایسے طور پر بیان نہین ہوا کہ اسکے پڑہنے سے گورنمنٹ سی بغاوت کا کسیکو خیال پیدا ہو اور بیان کیا کہ ۱۸۵۷ء وغیرہ مین جو مفسدے ہوئے ہین وہ اس مسئلہ کی نتائج نہین ہین ان مفسدونکو علم مسائل نتھا اسکے بعد فرمایا ہے معہذا تہمت وہابیت اور جہاد علما حدیث پر خواہ قدما ہون خواہ متاخرین محض خیال خام ہے کوئی دانشمند تجربہ کار معاملہ فہم ہرگز اس بات کو قبول نہین کرسکتا ہے کہ سوائے اُن ملاؤن کے جو علم کامل سے جاہل اور اور تحقیق صحیح سے عاطل ہین کوئی شخص بھی اہل علم و معرفت سی ایسا دعوی کرے کہ سرکار سے جہاد کرنا مذہب اسلام مین حالت موجودہ پر بالخصوص فرض ہے یا اسوقت مین شروط جہاد موجود ہین اور مجہہ کو تو خاصنہ اس بحث مین قلم اُٹھانے سے کچھہ غرض نتھی مگر چونکہ ایک کتاب مجموعہ خطب جس کا نام **موعظۂ حسنہ** ہے بہوپال مین طبع ہوئی اور وہ کتاب ایسی تہی کہ اسمین خطب جمعہ سال تمام کے فی ماہ پنج خطبہ علما سابقین مرحومین صدہا سال کے جمع تہے مثل **ابن الجوزی** و محمد ابن احمد یمنی وغیرہما اہلحدیث کی اُسمین اتفاقًا ایک خطبہ نغز کا مؤلفہ مولوی محمد اسمعیل مرحوم کا بھی ایک کتاب مین بذیل خطب کسوف وخسوف و استسقا ونکاح وغیرہ حسب طریقۂ دیگر مجموعات خطب مطبوعہ بلاد متفرقہ درج تہا اسپر یارون نے مجہکو وہابی کہدیا جس کا جواب دیباچہ کتاب **غربال** تاریخ بہوپال مین لکہا گیا ہے حالانکہ مین نے مولوی محمد اسمعیل کو نہین دیکہا اور نہ انکا زمانہ پایا اور نہ انکی کسی کتاب مین ذکر جہاد کا لکہا دیکہا اور نہ خاص اس خطبہ مین ذکر جہاد کا ساتھ گورنمنٹ کے ہے صرف

بیان فضیلت جہاد کا ہے جس طرح ساری کتب اسلامیہ مین لکھا ہی اسی طرح کے خطب و کتب تاریخ سلاطین اسلام وغیرہ مین بہت لکھی ہین اور مجامیع خطب مطبوعہ بلاد متفرقہ مین بہی موجود ہین بلکہ آٹھ۔ پس پہلے طبع مجموعہ خطب مذکور سے یعنی کتاب ہدایۃ السائل مین ایک فقرہ یہہ بہی تحریر کیا ہے کہ ہم پر نہ اتباع محمد بن عبد الوہاب نجدی کا لازم ہے اور نہ اتباع محمد اسمعیل دہلوی کا حالانکہ اگر کوئی شخص مسلمان کسی عالم اسلام کی کتاب سے کوئی مسئلہ ردّ شرک و بدعت و تقلید کا نقل کرے اور اُسکے موافق عقیدہ رکہے اور اسکو اپنا پیشوا جانلے تو یہ بات بہی کچہہ مضر کسی سلطنت و دولت کو اس وقت تک نہین ہوسکتی ہے جبتک کہ بنیاد کسی فساد و بغاوت کی اسپر قائم نہو علماء ہر ملت و مذہب ایک کتاب سے ہمیشہ نقل استفادہ و استدلال کیا کرتے ہین یہہ امر کوئی جرم مذہبی یا قانونی نہین ہے مگر جب یہہ تہمت نسبت میرے بطور مخبری لگائی گئی تو اُسوقت جس طرح ہر شخص کو اپنے خلاف منشاء امر پر غصہ و رنج ہوتا ہے مجہکو بہی اس مخبری بے اصل اور تہمت محض پر غصہ و رنج پیدا ہوا ناچار مینے اس فصل کو واسطے بیان حال وہابیت کے تحریر کیا ہمکو وہابی کہنا ایسا ہے جیسا کوئی کسی کو گالی دے اور منسوب کرنا ہمارا طرف اُن اشخاص کے جنکا نام بعض لوگون نے براہِ عداوت مذہبی یا خانگی وہابی رکہا ہے اور وہ لوگ بہی وہابی نہ تہے اور نہ اُنہون نے سرکار انگریزی سے کبہی جہاد کیا اور نہ ہندوستان مین فتوی جہاد کا لکہا سراسر نا انصافی ہے۔ مین باتفاق راے سید احمد صاحب خان بہادر سے جو اُنہون نے جواب ڈاکٹر ہنٹر صاحب مین ظاہر کی ہے اور کتاب نکتہ چینی مین لکہی ہے یہہ کہتا ہون کہ سید احمد شاہ بریلوی جن کا نام فضل رسول بدایونی نے وہابی مشہور کیا تہا وہ اپنی ذات سے عالم مولوی نہ تہے ایک درویش قوم سادات سے تہے شاہ عبد العزیز دہلوی کے مریدون ہی کے طریقہ پر چلتے تہے اور وہ اپنے باپ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے طریقہ پر تہے

اور خلق کو وعظ و نصیحت کرتے تہے اُنکی نصیحت سے ہزارون جاہل ہندوستان کے راہ راست پر آگئے - شاہ عبد العزیز اور اُنکے باپ کا زمانہ ہنگامہ ملک نجد سے قریب یا اول تہا مگر اون کو کسی نے وہابی نہ کہا اور نہ اونہون نے ملک نجد کو دیکہا اور نہ انکو طریقہ اہل نجد پر اطلاع حاصل ہوئی - اور نہ اُنہون نے کسی اپنی تصنیف مین ذکر وہابیون کا لکہا بلکہ وہ نام و مذہب وہابی سے بہی آگاہ نہ تہے - اسیطرح جو تصنیف سید احمد شاہ صاحب بریلوی اور اُنکے مریدون کی ہے اُسمین کہین بہی ذکر وہابیون کا نہین ہے اور نہ مسئلہ جہاد کا لکہا ہے ایک کتاب اُنکی **صراط مستقیم** نام ہے جو کلکتہ مین اُسی زمانہ مین طبع ہوئی تہی اور پہر دوبارہ اِس زمانہ مین دہلی میرٹھ مین چہپی اُسمین مسائل درویشی ہین دوسری کتاب **تقویۃ الایمان** مؤلفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی ہے اسمین ذکر رد شرک و بدعت کا ہے کہین وہابیون کا اور مسئلہ جہاد کا پتہ بہی نہین - یہی حال کتاب راہ سنت اور ہدایۃ المومنین کا ہے کہ اُسمین بدعات اور تعزیہ کی بُرائی لکہی ہے - تعزیہ ایک ایسی چیز ہے کہ مذہب شیعہ مین بہی بدعت ہے - گورنمنٹ اگر ساری کتابون کو جمع فرماکر ملاحظہ کریگی تو کسی کتاب مین ان کتب سے مسئلہ جہاد کا یا بغاوت کا سرکار انگلشیہ سے یا فساد سکہانے کی کوئی بات نہ پاویگی - سید احمد خان بہادر سی ایس آئی سے اس مقام پر یہہ بہول ہوئی ہے کہ اونہون نے لقب وہابی کا حق مین سید احمد شاہ اور اُنکے مریدون اور شاگردون کے روا رکہا اور یہہ بہی لکہا کہ ہر فرقہ حنفی مذہب وغیرہ مین بہی وہابی ہوتے ہین مگر یہہ لوگ معتقد جہاد کے ساتہہ سرکار انگریزی کے نہین ہین اور آخر فقرہ انکا یہہ ہے کہ ہم اسوقت بہت سے آدمیون کا نشان دے سکتے ہین جو سرکار انگریزی کے ملازم ہین اور ملازم بہی ایسے کہ اُنسے زیادہ خیرخواہ سرکار کا اور معتمد کوئی نہین باینہمہ وہ اپنے تئین کہلے خزانہ بے تامل وہابی کہتے ہین اور اس کہنے پر انکو ایک طرح کا ناز ہے

مراد اس عبارت سی خود سید احمد خان بہادر ہین کہ وہ اپنی جان کو وہابی قرار دیتے ہین مگر ہمارے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ سارے جہان کے مسلمان دو طرح پر ہین - ایک خالص اہلسنت وجماعت جنکو اہلحدیث بہی کہتے ہین دوسرے مقلد مذہب خاص وہ چار گروہ ہین - حنفی - شافعی - مالکی - حنبلی - جو شخص ملک نجد مین پیدا ہوا اور جسکی رائی پر محمد بن سعود نجدی نے بوہرون اور عرب کے مسلمانون اور بدؤن سے لڑائی کی وہ شخص حنبلی مذہب تہا - یہہ بات کتب تواریخ عیسائی و اہل اسلام دونون سے ثابت ہی پہر اہلحدیث کسطرح وہابی ہوسکتے ہین"۔

اسکے بعد جناب مؤلّف نے بڑی بسط وتفصیل کے ساتہہ چند باتین بیان کی ہین جنکا خلاصہ ہم اس مقام مین نقل کرتے ہین اصل عبارت سے بخوف تطویل تعرض نہین کرتے ✢

(۱) لفظ وہابی ہر شہر و ملک مین جداگانہ معنی مین مستعمل ہے -

(۲) سرکاری محاورہ مین وہابی بمعنی باغی وجہادی استعمال کیا گیا ہی جسکی غلطی سیّد احمد خان بہادر نے سرکار کو جتا دی ہے -

(۳) جہاد کا مسئلہ اہل اسلام کے ہر فرقہ و مذہب (شیعہ سُنّی حنفی اہلحدیث) کی کتابون مین موجود ہے مگر وہ ایسی شرائط پر موقوف ہین کہ ان کا وجود سیکڑون سال سے معدوم ہے وبناء علیہ وہ مسئلہ گورنمنٹ انگلشیہ سی متعلّق نہین ہوسکتا

(۴) ان ہی شروط کے لحاظ سی امیر تیمور کی لڑائیان جہاد متصور نہین ہوئین

(۵) اسیوجہ سے محمد بن سعود نجدی وہابی کی لڑائی بہی علماء حرمین کے نزدیک جہاد متصوّر نہین ہوئی مفسد وباغی ہر قوم مین ہوتے ہین دیکہو سرحدی اقوام (جو وہابیون کے بہی سخت دشمن ہین) سرکار سے ہمیشہ فساد برپا رکہتی ہین -

(۶) اسی وجہ سی زمانہ غدر کا جنگ شرعی جہاد نہین سمجہا گیا -

(۷) زمانہ غدر مین جہاد کے فتوے پر علماؤن کی مہرین جبراً کرائی گئی ہین۔

(۸) اہلحدیث نے کبہی کسی کے مذہب مین دست اندازی وجبر نہین کیا اور نہ کسی سے مذہب پر لڑے ہین۔

(۹) اِن کے مخالفون کا حال اسکے برعکس ہے۔ پہر وہ برطبق مثل اولٹا چور کوتوال کو ڈانٹے، انہین کو مجرم بناتے ہین

(۱۰) اسکی تائید مین قاری عبدالرحمن پانی پتی کی رسالہ **کشف الحجاب** کے عبارت

(۱۱) اخبار نورالانوار کا وہابیون کی تعداد اسّی لاکہہ بتانا غلط ہے

(۱۲) رؤسا اسلامی ہندوستانی ریاستون کا وہابی نہونا زمانہ غدر مین ثابت ہوگیا۔

(۱۳) ریاست بہوپال کا خیرخواہ گورنمنٹ ہونا اور وقتاً فوقتاً خدمت ومعاونت کرنا اور اسپر عزت پانا۔

(۱۴) اہلحدیث کا عقیدہ جس سے انکا خیرخواہ ملک وگورنمنٹ ہونا ثابت ہے۔

(۱۵) مولف کے والد ماجد (مولانا ابوالحسن قنوجی) کا سنہ ۱۸۴۲ء مین وہابی ہونیسے انکاری ہونا۔

(۱۶) کوئی اہلحدیث ہندوستانی وہابی نہین کہلاتا جیسے شیعہ شیعہ کہلاتا ہے حنفی حنفی۔

(۱۷) بعض مسایل مین اہلحدیث ہندوستان کا وہابیہ نجد سے اتفاق واشتراک ایسا ہے جیسا کہ بعض مسایل مین ہندؤن اور عیسائیون کو بہی انسے اشتراک حاصل ہے

(۱۸) اہلحدیث ہندوستان کا وہابیہ نجد سے مسئلہ قتل وتکفیر مخالفین مذہب مین مخالف ہونا۔

(۱۹) جو اہلحدیث ہوگا وہ کبہی گورنمنٹ کا مخالف وباغی نہ ہوگا۔

ان سب باتون کے بعد سول و ملٹری گزٹ لاہ؛ بہی ایک مضمون نقل کیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے اہلحدیث ہندوستان وہابی و باغی و بدخواہ گورنمنٹ نہین ہین اور نہ وہابی کہلانے کے مستحق ہین - اخیر رسالہ مین ایک خاتمہ لگایا ہے جسمین بشہادت احادیث صحیحہ یہہ بیان کیا ہے کہ فتنہ و فساد کے زمانہ مین مسلمانون کو اپنی تلوارین توڑ کر اپنے گھرون کا ٹاٹ بن جانے (یعنی خانہ نشین ہوجانے) یا جنگلون اور پہاڑون مین عزلت و خلوت نشینی اختیار کرنیکا حکم ہے - اس فساد مین شریک ہونیکی ہرگز اجازت نہین ہے - یہہ اس کتاب کا خلاصہ مطالب ہے اب سپر اڈیٹر اپنی راے ظاہر کرتا ہے -

رائے اڈیٹر

یہہ کتاب پکّے مسلمانان پیروان احکام اسلام کے لئے (جو حکام و رعایا کی واجبی حقوق کی رعایت کو جزو اسلام سمجھتے ہین) **بشیر** ہے - اور ناواقف مسلمانون کے لئے (جو بعض اوقات چند اوباش خلائق کو مخالفین مذہب سے لڑتے ہوئے دیکھکر اسکو جہاد شرعی سمجھکر بخیال شہادت اسمین شریک ہوجاتے ہین) ایک واعظ و **نذیر** ہے - اور گورنمنٹ انگلشیہ کے لئے ایک دیانت دار و صداقت شعار **مشیر** و پولیٹیکل **وزیر** ہے - اور مختلف فرقہ ہاے اہل اسلام کے باہمی اتفاق و اتحاد کے لئے اکسیر ہے -

فریق اول کو تو وہ صاف بشارت دیتی ہے کہ جو کچھہ مسئلہ جہاد و اطاعت سلطنت کی بابت مین انکا عقیدہ ہے خدا و رسول اور قرآن و حدیث کا وہی حکم و فیصلہ ہے وہ اپنے اس اعتقاد پر قائم و مستحکم رہین اور سلطنت کی اطاعت و عدم بغاوت کو اپنی ایمان و اسلام کا جز سمجھتے رہین -

فریق دوم کو وہ یہہ سکھاتی ہے کہ اکثر ملکی لڑائیان جنکو وہ جہاد سمجھتے ہین اور وقتاً فوقتاً انمین وہ شریک ہوجاتے ہین جہاد نہین فساد ہین شرع محمدی کیطرف سے انمین شریک ہونیکی

اجازت نہین بلکہ ایسے موقعون پر تلوارین توڑ کر خانہ نشینی و غزلت گزینی کا صاف حکم آچکا ہے
گورنمنٹ انگلشیہ کو (جو فریق سوم ہے) وہ یہہ بتاتی ہے کہ اُنکی رعایا
سے کروڑہا مسلمان عموماً اور لکھوکہا اہلحدیث خصوصاً اُنکے سچی وفادار و پوری اطاعت
شعار رعایا ہین اور یہہ مشورہ دیتی ہے کہ گورنمنٹ انکو قوت بازو و بیخ سلطنت خیال کرے
اور اِس خیال سے انکو اسی نظر عطوفت و یگانگت سے دیکھے جس سے ہر ایک سلطنت اپنے
ہم مذہب رعایا کو دیکھتی ہے اور اس باب مین اُن خیر خواہان سلطنت (ناواقف
انگریزون کی (جنکا یہہ مقولہ ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ کی بغاوت عموماً مسلمانون یا
خصوصاً وہابیون کا مذہبی فرض ہے) ہرگز نہ سُنے اور یہہ خیال کرے کہ ان انگریزونکو
بلحاظ علم و واقفیت مذہب اسلام سے کیا تعلق ہے اور جو لوگ اُن کے برخلاف گورنمنٹ
کو یہہ بتاتے ہین کہ سلطنت کی بغاوت (خواہ وہ کسی مذہب پر ہو) مسلمانون کی
مذہب مین حرام اور سخت گناہ ہے۔ مذہب اسلام سے کیا نسبت ہے۔ اور اُن کے قول کو
عام اہل اسلام مین کیسی وقعت ہے۔

یہہ بات تسلیم کیجاتی اور ضرب المثل ہو رہی ہے صَاحِبُ الْبَیْتِ اَدْرٰی بِمَا فِیْهِ
یعنی گہر والا اُس چیز کو خوب جانتا ہے جو اِس گہر مین ہوتی ہے۔ یہہ واقفیت اس شخص کو
نہین ہوتی جو کسی کے گہر مین چوری یا اجازت سے تہوڑی دیر کے لئے آگہستا ہے اور یہہ
امر بہی لائق تسلیم ہے کہ یہہ کتاب جس پر یہہ ریویو لکہا جا رہا ہے اُس شخص کی تصنیف ہے
جسکو مسایل مذہب اسلام سے نہ صرف معمولی واقفیت بلکہ رتبہ اجتہاد و مجددیت حاصل ہے
اور اہل اسلام مین نہ صرف شہرت و مداخلت بلکہ کمال اعتبار و قبولیت میسر ہے اسلئے
اسکا قول گویا لاکہون اہل اسلام کا قول ہے۔

اور یہہ امر بہی مخفی نہین ہے کہ یہہ مضامین نہ صرف آجکل پرائیویٹ طور پر
خاص لوگون مین دائر ہین بلکہ ایک مدت سے اِس کتاب کے مؤلف والاشان اور اُن کے

تصحیح غلطی | کارپردازان مطبع نے نمبر حاشیہ ۶ مین مضمون مجدد کا اخیر چو ورقہ مضمون پیری مریدی کے ساتھ نمبر صفحہ ۱۴۸ کے بعد لگا دیا ہی جو نمبر صفحہ ۱۵۲ کے بعد لگانا چاہیے تہا ناظرین اُس چو ورقہ کو وہان سے جدا کر کے یہان لگالین اور نمبر صفحات بہی ۱۵۳ سے ۱۷۶ تک درست کرلین ۔

شامل بلکہ اسلام کے اعیان ان مسایل کو اپنی کتابون مین چہاپتے اور اخبارون اور رسایل کے ذریعہ سے تمام ملکون مین مشتہر کر رہے ہین جسمین توریہ و تصنع کا گمان و احتمال کسی بہی جگہہ نہین ان امور کیطرف توجہ و خیال کرنے سے (امید ہے) گورنمنٹ کو کامل یقین ہو گیا کہ ان ناواقف انگریزون کے خیالات مسلمانون کی نسبت غلط ہین اور یہہ قوم گورنمنٹ کی ایسی خیرخواہ رعایا ہے جیسیکہ اور اقوام رعایا ہنود عیسائی وغیرہ ہین اور اس امر کا یقین کرنا اور اس یقین کا رعایا پر اظہار کرنا نہ صرف رعایا کے لئے موجب امن و سود مند ہے بلکہ گورنمنٹ کا فایدہ اس سے چند در چند ہے - اور اسکے برخلاف لکھوکہہ رعایا پر مخالفت کا گمان (جیسا کہ بعض افسران گورنمنٹ کو مدت تک رہا ہے) جانبین مین وحشت و بیگانگی کا موجب ہے اور پولیٹکل اصول کی بالکل مخالف ہے - کیا اچہا کسی نے کہا ہے رعیت چو بیخ است و سلطان درخت ٭ درخت ای پسر باشد از بیخ سخت ٭

عام مسلمانون (فریق چہارم) کو وہ یہہ ہدایت کرتی ہی کہ مسلمان سب گروہ و اشخاص آپسمین ایک ہین - انکا خدا ایک رسول ایک کتاب آسمانی ایک اصول ایک پہر یہہ فروعی اختلاف کے سبب آپسمین کیون لڑتے اور ایک دوسرے پر ناحق تہمتین اور حکام وقت کے پاس جہوٹی مخبریان کرتے ہین وہ سب آپسمین ایک ہو جائین اور اتفاق و اتحاد کے ذریعہ سے حسن معاشرت و شایستگی سے اوقات بسر کرین **ان نتائج و فواید کی قدر شناسی** چارون فریق مذکورہ سے حسب تفصیل ذیل ہونی چاہیے -

تینون **فریق رعایا** اہل اسلام اس کتاب کو خرید کر فریق اول اسکو اپنی پاس بمنزلہ سارٹیفکٹ رکہین فریق دوم و چارم اسکو اپنا رہنما و دستور العمل قرار دین گورنمنٹ اس سے مشیر و وزیر کا کام لیوے اسکا انگریزی مین ترجمہ کرا کر قالب طبع مین لا کر اسکی ایک ایک کاپی تمام پولیٹیکل افسران و حکام سول و پولیس مملکت ہند مین تقسیم کرے - اور یہہ ہدایت کر دے کہ جملہ افسران گورنمنٹ عموماً اہل اسلام اور خصوصاً اہل حدیث کو اس کتاب کی شہادت سے اس سلطنت کے سچے وفادار اور پوری اطاعت

یہ نمبر پولیٹیکل اشارات ۔ مسلمان ایڈیٹروں کے خیالات علماء اسلام کے مناظرات ۔ عام اہل
اسلام کے حالات اور متعدد اخباروں (مشیر قیصر منظر العجائب اکمل الاخبار نور الانوار
طوطی ہند کشف الاخبار کوہ نور وغیرہ) کے بعض مضامین کے جوابات پر
مشتمل ہیں ۔ لہذا یہ گورنمنٹ ایڈیٹرز ۔ علماء و عام اہل اسلام
سبھی کی توجہ کے لائق ہیں ؛ ؛

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر ہشتم و نہم **جلد ششم**

معہ

ضمیمہ منضم مذہب محدثین اہل السنۃ

بابت ماہ شوال و ذیقعدہ سنہ ۱۳۰۰ھ مطابق اگست ستمبر سنہ ۱۸۸۳ عیسوی

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ و ضمیمہ

درجات و مراتب قیمت		تفصیل خریداران بشرح مراتب	قیمت سالانہ	
درجہ	مرتبہ		بابت رسالہ	بابت ضمیمہ
(۱)	اخص قیمت	اسلامی ریاستوں کے نواب اور رئیس	للعہ	سے
(۲)	خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عامہ اغنیاء الاہر پردسے یا سٹھیا	عہ	سے
(۳)	عام قیمت	متوسط اہل وسعت	سے /	عمر ۸
(۴)	رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نہ رکھیں اور سالانہ پیشگی داخل کریں	سے /	۱۲ ر
(۵)	للّٰہی قیمت	بہ نیت جو دس روپیہ ماہوار کی آمدنی نہ رکھیں مگر علمیت رکھیں اور اشاعت کریں	ثواب آخرت	دعاء خیر

(۳) یہ رسالہ اور ضمیمہ دونوں ماہواری ہیں (۳) ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہیں ہوتا (۴) خط و کتابت و ارسال زر تا اطلاع ثانی مہتمم کے پورے نام و خطاب سے حسب نشان ذیل ہونا چاہیے (۵) ارسال زر بذریعہ منی آرڈر یا ہنڈی کسی سبیل سے ہو ورنہ مہتمم ذمہ دار نہ ہوگا ؛ **ابو سعید محمد حسین لاہوری مہتمم اشاعۃ السنہ لودیانہ**

مطبع چشمہ نور امرتسر میں چھپا

مسلمانونکی افسوسناک حالات

لائق توجہ و ترحم ترقی خواہان قوم

ہم حسبۃً للہ و نصیحۃً لخلق اللہ اپنی درماندہ اور متنزل قوم کے بعض حالات (جو اسکے تنزل اور درماندگی کے آثار و علامات ہیں) اس غرض سے کہ اب بھی ہمارے وہ بھائی اپنا آپ سنبھالین یا اور بھی خواہان و ترقی جویان قوم اُنکی دستگیری کرین نہایت افسوس و تپاک کے ساتھ قید قلم مین لاتے ہین۔ جو اس بیان کو مسلمانون کی توہین سمجھین یا اسے محض چھیڑ چھاڑ خیال کرین وہ ازراہ کرم پہلے ایک دفعہ جلد ششم اشاعۃ السنہ نمبر ۱ (صـ ۹) و نمبر ۵ صـ ۱۲۶ و صـ ۱۳۸ و نمبر ۷ (صفحہ ۱۹۰) وغیرہ دیکھ لین اور نوٹ مندرجہ حاشیہ صفحہ (۲۲۳) کو بھی ملاحظہ کرین پھر جو مناسب سمجھین تجویز کرین ان مقامات کے ملاحظہ سے پہلے ہمارے دل و زبان و بیان پر کچھ حکم نہ لگا دین۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اس حکم و تجویز مین خود نقصان اٹھا دین یا اور مسلمانون کو ضرر پہنچا دین۔ ان حالات کی چند نمبر ہم اس مقام مین وارد کرتے ہین باقی آیندہ وقتاً فوقتاً بیان کرتے رہین گے لعل قومی یتفکرون *

نمبر ۱

مسلمانونکی مناظرات و مذہبی تالیفات

جس طرز و انداز پر آج کل بعض مسلمانون کے مناظرات و مذہبی تالیفات ہو رہی ہین اگر وہ چندے اسی طرز پر رہے تو (خدانخواستہ باشد) اسلام و مسلمانون کا کام تمام ہو گا روز بروز مسلمانون مین شقاق و نفاق بڑھتا جائیگا۔ ترقی اسلام و اتفاق قومی کا (جسکے ہواخواہان قوم جویان ہین) کہین سراغ نظر نہ آئیگا۔ مسلمانون کا زور ترقی باہمی خانہ جنگی مین صرف ہو کر تمام ہو گا۔ مذاہب غیر کو بے روک ٹوک عروج ہو گا پھر مسلمانون کو سر چھپنے اور ہاتھ پانون مارنے سے بھی ترقی کا (مذہبی ہو خواہ دنیاوی) مونہہ دکھائی نہ دیگا

اقوام و مذاہب غیر سے ہمسری و مقابلہ کا حوصلہ نہ رہیگا ؂

آجکل جدہر دیکہو اور جہان جاؤ یہی پاؤگے کہ مسلمان باہم لڑ رہے ہین ایک دوسرے کی مذہب کی عیب شماری کر رہے ہین ایک دوسرے کے عیوب مذہب کو بذریعہ تحریرات[†] رسائل واخبارات شہرۂ آفاق کرتے ہین۔ جس سے مسلمانون کے سبہی مذاہب اقوام غیر کی نظرون مین تمام جہان کے مذاہب سے ردی وبدتر معلوم ہوتے ہین ۔

[†] **نوٹ** اگر کوئی سوال کرے کہ تم بہی تواُنہی مین داخل ہوئے جبکہ اِس رسالہ مین کسی مسلمان فرقہ یا شخص کے عیب بیان کرنے لگے۔ تو اس کا جواب یہہ ہے گو بظاہر ہمارا ان کا فعل باہم مشابہ ہے۔ مگر اسمین او سمین بوجوہ ذیل فرق ہے۔ **اول** ان کا مقابلہ اپنے مخالف گروہ سے ہے ہمارا مقابلہ کسی مخالف گروہ سے نہین ہے **دوم** ان کا مقصود و ادعا فصل ہے ہمارا مدعا وصل۔ وہ اپنے گروہ مخالف سے مخالفت کو بڑہانا اور انکو تہ تیغ کرکے انپر فتح پانا چاہتے ہین ہم سب گروہون کی مخالفت کو گہٹانا اور سب کو باہم ملانا چاہتے ہین **سوم** اُن کا فعل ان دو دشمنون کی مانند ہے جو ایک دوسرے کے مقابلہ مین لشکر کشی و شمشیر زنی کرین۔ ہمارا فعل اِس گروہ مصالحہ جو کی مانند ہے جو اپنے زور شمشیر سے دونون کو جنگ سے ہٹا دے۔ اور جو لڑائی سے باز نہ آوے اسپر تلوار چلا دے جسکی اِس آیت مین ہدایت ہے۔ کہ اگر مسلمانون کے دو گروہ آپسمین لڑین تو انکی باہم صلح کراؤ۔ پہر بہی اگر ایک گروہ دوسرے پر تعدی کرے تو اس سے تم خود لڑو یہانتک کہ وہ خدا کے حکم (مصالحہ) کیطرف رجوع کرے

وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بینهما فان بغت احدٰهما علی الاخرٰی فقاتلوا التی تبغی حتی تفیٓء الی امراللہ۔ الحجرات ع ۱۔

باانیہمہ وجوہ فارقہ پہر بہی ہماری فعل کو کوئی عیب جوئی و باہمی اگر بدگوئی قرار دے تو یہہ اسکی خوش فہمی اور مسلمانون کی خوش قسمتی ہے کہ انہین حسن ظنی و اسباب صلح کلی کو راہ نہین ملتی اس تقدیر پر خدا کو کون بدلے۔

تہوڑا عرصہ گذرا ہے کہ ہمارے (علاتی†) بہائی حنفیون نے ہمارے (عینی) بہائی اہلحدیث پر چند الزام†† قایم کئے اور وہ بذریعہ اخبارات* و اشتہارات اور ایک خط جعلی اور ایک چوورقہ رسالہ گلابی (موسومہ بجامع الشواہد فی اخراج الوہابین عن المساجد) تمام دنیا مین مشتہر کئے۔ چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۵ و ۷ جلد ۶ مین ازانجملہ چند الزامات منقول ہوچکے ہین ؞

اسکے جواب مین اہلحدیث کیطرفسے اب چار جنگی رسالہ تیار ہوکر عالم مین منتشر و مشتہر ہورہے ہین اور پانچوین رسالہ کی تیاری ہورہی ہے ؞

اول رسالہ کا نام **کاشف المکائد فی رد من منع عن المساجد** ہے جو دہلی مطبع انصاری مین چہپکر شائع ہوا ہے اسکا ماحصل یہہ ہے کہ جو باتین تمنے ہمارے ذمہ لگائی ہین وہ تمہارے ہی مذہب مین پائی جاتی ہین۔ اسمقام مین ازانجملہ چند باتین اس رسالہ سے منقول ہوتی ہین ؞

(۱) خدا کا جہوٹ بولنا اور وعید مین خلاف ورزی کرسکنا تمہارے ہی مذہب کی کتاب **شرح عقائد** مین بصفحہ ۷۳ موجود ہے۔

(۲) انبیاء علیہم السلام سے خطا و زلات کا سرزد ہونا تمہارے ہی **مرقاۃ** ملا علی قاری اور **شرح فتوح الغیب** شیخ عبد الحق و مباحثہ مولوی **محمد قاسم** مرحوم واقع شاہ جہان پور

---

† علاتی و عینی کی وجہ تسمیہ ضمیمہ اشاعۃ السنہ نمبر (۱۱) جلد (۱) مین بیان ہوچکی ہین ؞

* جیسے اخبار نور الانوار کانپور و اخبار شیر قیصر لکہنؤ و اشتہارات مطبوعہ مطبع حسینی بمبئی جنمین صاف بیان کیا گیا ہے کہ اہلحدیث کی نزدیک (معاذ اللہ) منی اور رطوبت اندام نہانی عورت پاک ہے خواہ اسے شکر ملاکر کہا دین اور سور کی چربی اور خون اور اسکے بال اور کہال اور اسکا گوہ موت پاک ہے۔ خواہ انکو کوئی کہاوے یا پیوے یا اسکی کہال کا مصلے یا ڈول بناوے

†† وہ الزامات وہی اور اسی قسم کے ہین جو مؤلف رسالہ کاشف المکائد نے بالمقابلہ حنفیون پر جمائی ہین دیکہو مسلمانونکی تہذیب یہی ہے جو اس قابل ہے کہ مسلمان ملکر اسپر رووین رونا نہ آوے

کے صفحہ ۱۳ و ۴۸ و ۳۹ مین اور اکثر کتب اصول مذہب حنفی نور الانوار حسامی وغیرہ مین پایا جاتا ہے ؛

(۳) الف ولام خاتم النبیین کو عہد خارجی ٹہرانے سے اگر انکار ختم رسالت نکلتا ہی تو اس جرم کے مرتکب تمہارے ہی مولوی **عبد الحیٌ** صاحب لکہنوی ہین جنہون نے رسالہ **دافع الوسواس** عن اثر ابن عباس مین اس الف ولام کو عہد خارجی کے لئے ٹہرایا ہے ؛

(۴) خبر واحد کا مثبت اعتقاد ہونا جس سے تمنی انکار معجزات نکلا ہی تمہاری ہی شرح **مسلّم الثبوت** تالیف مولوی عبد العلی لکہنوی مین موجود ہے بلکہ تمہاری مولوی ٹونکی نے تو حاشیہ شرح نخبہ مین اسکی مثبت وجوب عمل ہونے سے بہی انکار کیا ہی ؛

(۵) اجماع بلا سند کا لایق اعتبار نہ ہونا تمہاری ہی کتب اصول (**تلویح** **مسلم الثبوت** **تحریر** ابن الہمام و **شرح** تحریر عبد العلی) مین زور وشور سے بیان کیا گیا ہے۔

(۶) نجاست افتادہ پانی کو (بشرطیکہ برتنے والے کی رائے مین نجاست کا اثر دوسری جانب نہ پہنچا ہو) پاک کہنا تمہاری ہی امام کا مذہب ہی جو **درمختار** مین صفحہ ۴۲ منقول ہی **علاوہ** بران تمہارے مذہب مین گائی بہنس کے پیشاب کو پاک لکھا ہی اور ہدایہ مطبوعہ مطبع مصطفائی اور اسکے حاشیہ مین بصفحہ ۴۶ لکہا ہے کہ اگر تہوڑا سا پیشاب پانی مین ملجائے تو اس سے وضو کرنا جائز ہے اور تمہارے مذہب مین پیشاب کے ساتہہ مردار کے چمڑے پر قرآن لکہنا جایز ہے (دیکہو فتاوی قاضیخان مطبوعہ نولکشور صفحہ ۳۶

تو انا للہ وانا الیہ راجعون ہی پڑہین۔ ہمکو ان الزامات کی نفی یا اثبات سے کچہہ بحث نہین ورنہ ہم کسی جانب داری یا طرفداری مین صرف اتنا بتانا چاہتے ہین کہ مسلمان آپس مین اس قسم کی بحث کرتے ہین جس سے بحث ومقصود ہم بعد اختتام نقل الزامات ظاہر کرینگے ؛

اور **فتاوی سراجیہ** مطبوعہ نولکشور جلد ۳ صفحہ ۱۳۱ اور فتاوی **عالمگیریہ** مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۳۴ وغیرہ ✣

(۷) شیرخوار لڑکے کو اور انسان کے بول کیطرح ناپاک نہ ٹہرانا ـــ صرف اسپر پانی چہڑک دینا تمہارے ہی امام کا مذہب ہی جو **مسند امام ابحنیفہ** کے صفحہ ۱۰۳ مین منقول ہے ✣

علاوہ بران تمہاری **درمختار** مین لصفحہ ۳۶ لکہا ہی کہ اگر انگلی کو نجاست لگجاوے تو وہ چوس لینے سے پاک ہو جاتی ہے جسمین صاف اجازت ہی کہ گوہ موت والی انگلی کو مونہہ مین ڈالکر چوس لیا کرین اور اسی مین لصفحہ ۳۷ لکہا ہی کہ عورت کی اندام نہانی کی رطوبت پاک ہی جس سے تمہارے اصول پر نکلتا ہی کہ اسمین شکر ملا کر چاٹ لیا کرین

(۸) بلا انزال دخول سے غسل واجب نہ ہونا تمہاری ہی **درمختار** کے صفحہ ۱۹ مین بیان کیا گیا ہے جہان کہا ہے کہ اگر کوئی صغیرہ یا بہیمہ سے جفت ہو تو بلا انزال غسل واجب نہین ہوتا صرف عضو تناسل کا دہونا واجب ہی ✣

(۹) وضو مین بجائے پاؤن دہونیکے مسح جائز کہنا تمہارے ہی خرج† بہائیون کا کام ہے ہم تو اس مسئلہ کے قائل کو ضال ومضل جانتے ہین ✣

(۱۰) مال تجارت مین اگر وہ یتیم کا مال ہو زکوۃ کو واجب نہ کہنا تمہارا ہی مذہب ہی۔ ہمارے مقتدا مولانا سید محمد **نذیر حسین** صاحب نے تو ایک فتوی مطبوعہ مطبع حنفی دہلی واقعہ ۱۹ شعبان سنہ ۹۸ ہجری مین صاف فرمایا ہی کہ مال تجارت پر زکوۃ واجب ہے۔

(۱۱) خنزیر کو پاک کہنا تمہارے ہی **طحطاوی** حاشیہ درمختار کے باب المیاہ وکتاب الصید مین بیان ہوا اور تمہاری **مُنیہ** مین لکہا ہی کہ خنزیر کا چمڑہ دباغت سے پاک ہوتا ہے

---

† دوسرے وتیسرے رسالہ کے مولفون نے اسکا نام ونشان بہی بتایا ہی جو صفحہ ۲۲۷ مین آویگا۔

اور تمہاری درمختار کی کتاب الحظر والاباحۃ مین لکہا ہے کہ سورنی کا دودہ بکرے کے بچہ کو پلایا جاوے تو وہ حلال ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دودہ پاک ہے ۞

ہمارے علماء (مولینا مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب وغیرہم نے تو صاف فتوے دیا ہے کہ اگر کسی چیز مین خنزیر کی چربی ملجاوے تو وہ چیز حرام ہے (دیکہو فتوے مطبوعہ مطبع حنفی جسکا ذکر اوپر ہوا) -

اسی قسم کے الزامات اس رسالہ مین اور بہی ہین جنکی تفصیل مین تطویل ہے -

دوسرے رسالہ کا نام **عمارۃ المساجد بہدم اساس جامع الشواہد** ہے جو بنارس مطبع گلزار بنارس مین چہپکر شایع ہوا ہے - اسکا ماحصل بہی رسالہ کشف المکائد کا ماحصل ہے ۞

علاوہ بران اسی مین الزام نمبر ۳ مین مولوی **محمد قاسم** مرحوم کو بہی شامل کرلیا اور کہا ہے کہ اونہون نے بہی رسالہ **تحذیر الناس** مین الف ولام کو عہد خارجی قرار دیا ہے -

اور الزام نمبر ۸ کی تائید مین کہا ہے کہ تمہاری ہے **بحرالرائق** اور **فتاوی برہنہ** مین لکہا ہے کہ عضو تناسل پر لف حریر یعنی باریک کپڑا لپیٹ کر جماع کرنے سے بدون انزال غسل واجب نہین ہوتا اور اپنی کتاب ہدایت القلوب القاسیہ مین اس مسئلہ عدم وجوب غسل بدون انزال کے پائے جانیسے سخت انکار کیا ہے ۞

اور الزام نمبر ۹ کی تائید مین صاف ظاہر کیا ہے کہ وضوء مین پاؤن پر مسح تجویز کرنیوالہ فتاوی ابراہیمی کا مؤلف تمہارا ہے حنفی بہائی مولوی ابراہیم ہے جو آجکل ضلع اعظم گڈہ مین اہلحدیث پر لے دے کر رہا ہے -

اور الزام نمبر ۱۰ کی تائید مین لکہا ہے کہ تمہاری ہی کتاب **غایۃ الاوطار** و فتح العزیز مین پنیر شام کا (جسکا خنزیر کی چربی سے تیار ہونا مشہور تہا) استعمال ہونا بیان کیا گیا ہے

اور تمہارے ہی ایک بہائی حنفی نے اُسکو شایع کیا ہے۔ اِس **الزام** کے ضمن مین مولف رسالہ نے تمام کتب مذہب حنفی کی بے اعتباری بیان کی ہے اور اِس مذہب کے ایمہ امام ابوحنیفہ وامام محمد رضی اللہ عنہما وغیرہ پر سخت جرح وطعن کیا ہے جسکی نقل وبیان سے ہماری قلم عاجز ہے اِس جرح وطعن کے ثواب کا کامل حصّہ ہماری خیال مین اُن خیرخواہان مذہب حنفی کو ضرور ملیگا جنہون نے ناحق اہلحدیث پر تہمتین لگا کر (نوجوانان اہلحدیث) کو چہیڑا اور اُس کے مقابلہ مین اپنے امامون کو بُرا کہلوایا۔ سب سے زیادہ حصہ اِس ثواب کا ہمارے دوست **اڈیٹر** اخبار مشیر **قیصر** لکہنؤ کو ملیگا۔ جنہون نے ہماری بار بار کی معذرت کو کہ امام ابوحنیفہ کی توہین اِس گروہ کے عُلماء سے کبہی نہین کی نہ سُنا اور اپنے اخبار گوہر بار مین مضامین توہین اہلحدیث کہ "یہہ فرقہ جدید ہے۔ اور اس گروہ کے عُلماء امام ابوحنیفہ کی توہین کرتے ہین اور ان کے مسایل مذہب ایسے ہین اور اُن کے سرگروہ مولوی سید نذیر حسین مکہ مین پکڑے گئے ہین" وغیرہ وغیرہ شایع کرکے خواہ مخواہ ایک نوجوان کو اپنے امام مذہب کا طاعن و مخالف بنا ہی لیا۔ اب بہی وہ ہمارے مہربان دوست اِس چہیڑ چہاڑ کو چہوڑ دین لوگونکو بلا فایدہ اشتغال دیکر اپنا اور اپنے امام کا مخالف نہ بنائین۔ ورنہ خدا جانے چہیڑ چہاڑ کا سلسلہ کہانتک پہنچیگا ؞

اِن **الزامات** کے علاوہ دس بارہ **الزام** اور اِس رسالہ مین حنفیہ پر قایم کئے گئے ہین جو اسی قسم سے ہین بلکہ ان سے بہی افحش ہین۔ ازانجملہ۔ ایک یہ تمہاری کتاب **غایۃ الاوطار** مطبوعہ مطبع **صدیقی** صفحہ ۱۰۰ مین لکہا ہے کہ کُتّے کو بغل مین لیکر نماز پڑہنی جایز ہے۔

ایک یہ کہ اُسی کتاب کے صفحہ ۹۹ مین ہے کہ کُتّے کی کہال کی جا نماز و ڈول بنانا جایز ہے ؞

اور ایک یہ کہ **قاضی خان** کے صفحہ ۱۰۰ مین تسکین شہوت کے لئے ۔۔۔۔ زنی کو جایز

لکھا ہے ٭

تیسرے رسالہ کا نام **جامع الفوائد** ہے جو دہلی مین مطبوع ہو کر شایع ہوا ہے۔ اِسکا ماحصل بہی ان دو رسالون کا ماحصل ہے ٭

علاوہ بران اسمین **الزام** نمبر ۶ کی تائید مین لکھا ہے کہ امام **ابو حنیفہ** رضی اللہ کی کتاب **مسند** مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۰۳ مین ہے کہ پانی کپڑا زمین جسم کسیطرح ناپاک نہین ہوتی۔ اور تمہارے **رد المحتار** کے صفحہ ۵۱ مین ہے کہ امام ابو یوسف نے اس حمام کے پانی سے غسل کیا جسمین چوہا مرا ہوا تہا۔ تمہاری **طحطاوی** مین بصفحہ ۲۴۵ **بحر الرائق** سے منقول ہے کہ بارش کا پانی گندگیون پر چلتا ہے اگر گندی زمین پاک زمین سے زیادہ نہین تو پانی پاک ہے۔ اور اُسی مین بصفحہ ۲۶۵ ہے کہ چہت پر نجاست پڑی ہو اور نہایت ہی تہوڑا پانی اسپر چلتا ہے وہ پانی پاک ہے اور **طحطاوی** کے صفحہ ۱۵۸ مین در مختار سے منقول ہے کہ پتنالہ مین مردار پڑا ہے یا کوئی پیشاب کر رہا ہے اُس پانی مین کوئی وضو کر لے تو جایز ہے جبتک کہ نجاست کا اثر معلوم نہ ہو اور **تاتارخانیہ** مین لکھا ہے کہ سور کے بال پانی کو ناپاک نہین کرتے ٭

اور الزام نمبر ۷ کی تائید مین لکھا ہے کہ تمہاری ہی فقہ حنفی کے فتاوی **خلاصہ** اور **عنایہ** مین ہے کہ شیرخوار کا پیشاب پاک ہے لڑکی کا ناپاک ہے اسواسطے کہ وہ دیر کو لاگ کرتا ہے۔ **چلپی** اور **اشباہ** اور **بحر الرائق** اور **کبیری** وغیرہ مین ہے کہ چوہے اور چمگادڑ کا اور بعضون کے نزدیک بلی کا اور امام محمد کے نزدیک گائے بہینس بکری وغیرہ کا پیشاب پاک ہے۔ اور **رد المحتار** کے صفحہ ۱۴۰ مین نعوذ باللہ پیشاب سے الحمد کا لکہنا بہی جایز لکہا ہے ٭

اور الزام **نمبر ۱۰** کی تائید مین لکھا ہے کہ حنفیون کے نزدیک زیورات و جواہرات مروارید فیروزہ لعل الماس وغیرہ مین (خواہ کرور ہا روپیہ کے ہون) اور گہوڑے خچر اور اونٹ

سواری یا بار برداری مین اور مکانات کرایہ مین (خواہ کرورہا روپیہ کے ہون) اور نابالغون کے مال مین (خواہ کروڑہا روپیہ کا ہو) زکوۃ واجب نہین ہے۔ اور ہمارے مولانا محمد سید نذیر حسین صاحب تو صاف فتوی دیتے ہین کہ مال تجارت مین زکوۃ واجب ہے۔ (دیکھو فتوی جناب ممدوح مطبوعہ مطبع حنفی دہلی)۔

اور **الزام نمبر ۱** کے تائید مین لکھا ہے کہ یہہ مسئلہ حنفیہ ہی کا ہے اور ان کی کتابون مین ایسے مسایل اور بہت ہین۔

پہر **ملّا علی قاری** کی **مرقاۃ** سے ایک طولانی عبارت عربی نقل کی جس کا حاصل یہہ ہے کہ بانات جسکا خنزیر کی چربی سے بننا مشہور ہے پاک ہے۔ ایسا ہی وہ لونگیان جنکا بول سے رنگا جانا مشہور ہے پاک ہین۔ ایسا ہی جو پنیر فارسیون اور مجوسیون کے ملک سے آتا ہے اور اسکی نسبت لوگ کہتے ہین کہ اسمین مردار کی چربیان ملاتے ہین بسم اللہ پڑہکر کہا لینا حلال ہے وغیرہ وغیرہ۔

اور کتب فقہ **منیہ** و **قنیہ** و **تاتارخانیہ** و **درمختار** کی وہ روایتین نقل کی ہین جنمین ذکر ہے کہ خنزیر نجس العین ہے اور اسکی کہال اور بال سے کام لینا جایز ہے اور اسکے دودہ سے پلی ہوئی بکری حلال ہے۔

چوتھے رسالہ کا نام صیانۃ المؤمنین عن تلبیس المتبدعین ہے جو مطبع بحر الاسلام لکہنو مین چہپکر شائع ہوا ہے اسکا ماحصل بھی رسایل مذکورہ بالا کا ماحصل ہے۔

علاوہ برآن اسمین حنفیہ کے اس بات کی گروہ (اہلحدیث گمراہ فرقون سے ہین اور اہلسنت سے خارج ہین) جواب مین یہہ لکھا ہے کہ حنفیہ مرجیہ ہین اور بحکم فتوی حضرت پیران پیر اہلسنت وجماعت سے خارج ہین اور اسکی تائید مین حضرت ممدوح کی غنیۃ الطالبین کی عبارت عربی معہ ترجمہ نقل کی ہے۔ اور انہی حضرت سے یہہ بھی نقل کیا ہے کہ اہلحدیث ہی

اہلسنت وجماعت ہین انہی کا نام اہلسنت وجماعت ہی اور انہی کا دوسرا نام اہلحدیث ہے۔

یہہ ان چارون رسایل کا خلاصہ مطالب ہی۔ اِس خلاصہ کے بیان سے ہمارا مقصود یہہ ہے کہ ہمارے حنفی بہائی جو اپنے مخالفون کے رسایل و تحریرات نہین پڑہتے اور آنکہہ اُٹہا کر نہین دیکہتے کہ دنیا مین کیا ہو رہا ہے۔ وبناء علیہ وہ اَورون کی عیب شماری مین اپنی فتح سمجہتے ہین اور اپنے خیال مین وہ اِس کارروائی سے ایکطرفی ڈگری حاصل کئے بیٹہے ہین ذرا آنکہین کہولین اور ہوش سنبہالین اور یہہ جان لین کہ ہماری تحریرات (گلابی چوورقہ واخبارات) نے کیا بد اثر پیدا کیا ہے اور ہمارے مذہب کو مخالفون کی نظرون مین کیسا حقیر کر رکہا ہے۔ اب بہی ہم اِس چال کو چہوڑ دین اور اپنے مخالفون سے جو درحقیقت اُن کے موافق اور اسلامی بہائی ہین مصالحہ اور اتفاق سے سلوک کرین ؞

ہمنے تو اس گلابی چوورقہ اور اسکے ہمرنگ تحریرات کی فساد کو بہت جلد بند کرنا چاہا تہا اور ان کے جواب مین صرف اِس بات پر اکتفا کیا تہا کہ یہہ مسایل جو ان تحریرات مین بیان ہوئے ہین محض غلط و افترا ہین۔ جو ان مسایل کو اہلحدیث کی کتب معتبرہ سے ثابت کر دے وہ ہزار روپیہ انعام پاوے مگر جبکہ ہمارے حنفی بہائیون نے ہماری اِس بات کو غنیمت نہ سمجہا بلکہ فضول شیخی قرار دیا چنانچہ **اکمل الاخبار** دہلی نمبر ۴۶ جلد ۱۸ مطبوعہ ۳ نومبر ۱۸۸۳ء و **مظہر العجائب** مدراس نمبر ۴۸ جلد ۵ مطبوعہ ۲۹ نومبر مین ہمارے اس جواب کی نسبت اِس قسم کے الفاظ درج ہوئے ہین تو اِس سے ہمارے دوسرے بہائیون اہلحدیث کو اشتعال پیدا ہوا اور یہہ خیال آیا کہ یہہ عجیب جرأت ہی جو ع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد" اور مثل اولٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" کا مصداق ہے کہ خود ہی ہم پر تو وہ اتہامات کا افترا باندہین اور ہم جب ان مفتریات سے انکار کرین تو اولٹا ہمکو ڈانٹین۔ پس ناچار اونہون نے بہی قلم کو اُٹہایا اور جواب ترکی بہ ترکی دیا اور جو نہ کہنا تہا سو بہی کہہ دیا ؞

ہرچند ہمکو اس خانہ جنگی و باہمی تبّرابازی سے دو نو گروہ پر سخت شکایت اور نہائت رنج و افسوس ہے مگر ایمان انصاف اور عقل ہمکو اس بات کے کہنے پر مجبور کرتے ہین کہ اسمین زیادہ تر قصور ہمارے حنفی بھائیون کا ہی جنہون نے فیصلہ مصالحہ دہلی مصدقہ محکمہ کمشنری کے بعد نئے سرے آتش فساد و عناد کو سلگایا۔ پہلے ایک **جعلی خط قلمی** مشتہر کیا پھر **چو ورقہ** گلابی کو شہرۂ آفاق کیا۔ پھر بذریعہ اخبارات و اشتہارات اہلحدیث پر تہمتون والزامون کا مینہ برسانا شروع کیا۔ پھر ہمارے انکار و اشتہار کو غنیمت سمجھکر اپنے سکوت و صبر اختیار نہ فرمایا بلکہ اسکو لاف و جزاف قرار دیکر اس گروہ کے نوجوانون کو اکسایا جسکا نتیجہ یہہ نکلا جو بیان ہوا ؛

اب بھی ہمارے حنفی بھائی (علماء والامقام و اڈیٹران نیک نام) اپنی زبانون اور قلمون کو تھام لین اور حسبةً للّٰہ و نصیحةً لخلق اللہ اس خانہ جنگی کو موقوف کرین اس قسم کے مضامین کبھی زبان و بیان مین نہ لادین اور نہ انکو اخبارون مین جگّہہ دین۔ ابتک تو جانبین سے متعدد رسایل شایع ہوئے ہین خدا جانے آیندہ کس قدر رسالی ادہر اُدہر سے نکلین گے اور ان جنگی رسالون کے کتنے کمپ تیار ہون گے۔ کیونکہ بظاہر انشاء اللہ کوئی ایک فریق دوسرے سے علم مین تحریر مین تقریر مین زور مین کم نہین ہی پھر ایک دوسرے سے دبے تو کیونکر دبے۔ دونون ہی فریق موچھین نیچی کر لین اور ہتھیار ڈالدین تو کام چلے ؛

ہمارے حنفی بھائیون کا یہہ **خیال** کہ اہلحدیث ہندوستان مین مٹھی بھر ہین اور شعبہ یا پنچ کردہ (چنانچہ ہمارے لایق ہمعصر اڈیٹر **اکمل الاخبار** اپنے اخبار کے نمبر۴۴ جلد۸ مطبوعہ ۱۳ نومبر ۱۹۰۸ء مین یہہ الفاظ درج فرما چکے ہین اور اڈیٹر اخبار نور الانوار بھی اس سے متفق ہین) **نہایت دہوکہ** دینے والا خیال ہے وہ لوگ اس خیال پر مغرور نہون آیہ کہ **مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً*** کو غور سے پڑہین اور مصرعہ دشمن

---

* یعنی بہت تہوڑی جماعتین ایسی ہوتی ہین جو بڑی جماعتون پر غلبہ پاتی ہین۔

نتوان حقیر بیچارہ شمرد" مین فکر و تدبر کرین اور یہہ بہی خیال کرین کہ گو وہ عدد مین اپنے کم ہین مگر بعدور (سامان) مین اِن سے کم نہین - گروہ حنفیہ مخاصمین مین کون زبردست و بے مثل عالم ہی جسکی نظیر اہلحدیث مین اسوقت موجود نہین ہے اُنہین کون خوش تقریر و تحریر مولف یا اڈیٹر ہے جسکا شریک اہلحدیث مین موجود نہین ہے و علی ہذا القیاس ؛ لہذا ان پر فتح و فیروزی حلوائے بید ود نہین ہے و نظر بران بحکم اَلصُّلحُ خَیرٌ ان دونون فریق کا باہم مصالحہ کرنا اور ایک کا دوسرے کے آگے جہک جانا ہی مناسب ہے - آیندہ اختیار ہے - ہر کسے مصلحتِ خویش نکو میداند ؛

نمبر ۳

مسلمانون کے ریفارمر عُلما و اڈیٹر

ہر ملّت و مذہب کے مذہبی خیالات کو ترقی دینی اور اصلاح کرنیوالے اُس مذہب کے عُلما ہوتے ہین اور مُلکی و دنیاوی خیالات کی مصلح و ترقی دہ ملکی اخبارون کے اڈیٹر بھی ہوتے ہین مگر آجکل مسلمانون کے اکثر عُلما و اڈیٹر مسلمانون کے مذہبی و دُنیاوی ترقی کے برعکس کوشش کر رہے ہین ؛

عُلما تو رات دن مسلمانون کے کافر بنانے اور مسلمانون کا نمبر گہٹانے کے فکر مین رہتے ہین اور کاغذ قلم ہاتہہ مین لیکر مسلمانون کے تکفیر و تفسیق و ہجران و تفریق کے فتوے لکہہ رہے ہے - اور یہہ احکام نافذ فرما رہے ہین کہ فلان گروہ مسلمانون کو کافر سمجہو فلان کو اپنی مسجدون مین نماز نہ پڑہنے دو فلان سے ملنا بولنا چہوڑ دو و علی ہذا القیاس اڈیٹران اخبار بہی مختلف گروہ اہل اسلام سے ایک کو دوسرے سے وحشت و نفرت دلاتے ہین اور ایک کو دوسرے کا دشمن بناتے اور لڑائیان کراتے ہین ؛

عُلماء کا یہہ حال و چال تو ہم نمبر ۲ جلد ۲ مین بیان کر چکے ہین اِس مقام مین حضرت

مسلمان اڈیٹرون کا ذکر خیر کرنا چاہتے ہین شاید وہ ہماری نصیحت کو ملاحظہ فرماکر منصب ریفارمری کا پاس کرین اور مذہبی لڑائیون کی ترغیب و معاونت کو چھوڑ دین ÷

اکثر اخبارات ہندوستان و پنجاب کو (**بشرطیکہ اسکا اڈیٹر مسلمان** خصوصا **کوئی مولوی** ہو) ملاحظہ کروگے تو اسمین مسلمانون کے دو گروہ حنفیہ و اہلحدیث کی چھیڑ چھاڑ ضرور پاؤ گے۔ اوران گروہ کے اعیان واکابر کی ہجو و مذمت خواہ نخواہ اسمین دیکھوگے۔ اس چھیڑ چھاڑ مین انکا حال شاعرون کا سا ہورہا ہے کہ مضمون نیا اور دلچسپ ہاتھ آوے خواہ اُس سے امن جاتا رہے اسلام مین نقصان آئے مسلمانون مین تفرقہ و فساد راہ پائے جو ہو سو ہو ✝ ۔ واہ شعر فہمی عالم بالا کا مطلب و مورد ناظرین کو معلوم ہوگا وہ بعینہ آجکل اکثر نامی اخبارون کے اڈیٹرون پر صادق آرہا ہے۔ **ازانجملہ** ایک ہمارے کرمفرما ہی **اڈیٹر اخبار مشیر قیصر** لکھنؤ ہین جو اکثر گروہ اہلحدیث کی اعیان و عُلماء سے اس قسم کی چھیڑ چھاڑ رکھتے ہین۔ جس سے نہ کچھ اسلام کو منفعت پہنچتی ہے نہ حنفی مذہب کو رفعت حاصل ہوتی ہے۔ صرف انکا اخبار عوام اور جنگ جو عام اقوام کا دلچسپ ہو جاتا ہے اسمقام مین اس قسم کے چند مضامین آپکے اخبار کے بطور تمثیل پیش کئے جاتے ہین ÷

(۱) اپنے اخبار ۳ مئی ۱۸۸۱ء مین خاکسار کی نسبت یہہ چھاپ دیا "کہ انکا تشدد غیر مقلدون مین حد سے زیادہ بڑھا ہوا ہے اور یہہ لوگ حضرت امام ابو حنیفہ کو نہایت سوء ادب سے یاد کرتے ہین" جسکا **جواب** ہمنے اپنی اخبار ۱۳ مئی ۱۸۸۱ء مین یہہ دیا تھا کہ یہہ بات محض غلط

✝ اگر انکی حالت یہی رہی جو اب ہے تو یہ اسلام و مسلمانون کا کام تمام کرینگی ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے میل جول نہ رہنے دینگی۔ اتفاق و وفاق کا اسلام سے نام نشان مٹا دینگی ع گر ہمین مکتب است و این ملا کار طفلان تمام خواہد شد ÷ ایسی حالت مین بہتر ہے کہ مالکان اسلامی اخبارات (جو خود اڈیٹر نہین) بجائے انکے کسی غیر متعصب ہندو یا عیسائی کو اڈیٹر مقرر کرین وہ اسلام و مسلمانون کو نفع نہ پہنچائینگے تو خواہ مخواہ نقصان و تفرقہ بھی نہ دینگے نہ ہونگی انکی موجودہ حالت سے تو یہی توقع نہین کہ ع مرا زخیر تو امید نیست بد مرسان ÷ پر عمل کرین۔

ہے۔ ہم لوگون کو امام الائمہ فخر الامۃ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی جناب مین کمال حسن عقیدت ہے۔ جسکو جناب نے بہی اپنے اڈیٹوریل ریمارک مین تسلیم کرلیا تہا اور اسپر خوشی کا اظہار فرمایا۔

(۲) آپنے اخبار ۲۷ فروری ۱۸۸۳ء مین نواب صاحب بہوپال کی نسبت ایک مضمون بعنوان **مقلدین پر چوٹ** لکہہ مارا اور اسمین یہ درج کرایا کہ نواب صاحب ممدوح نے مقلدین کی توہین مین یہہ شعر لکہا ہے ؎

مقلد تا خراب بادہ آراء پرستی شد ؛ بگوئی آشنایان سنن بیگانہ می آید ؛

جسکا جواب ہمنے ضمیمہ اشاعۃ السنہ نمبر ا جلد ۳ مین یہہ دیا تہا کہ یہہ سبہی مقلدون کے حق مین نہین کہا گیا خاص گران ہی ضدیون اور ہٹ دہرمی لوگون کے نسبت کہا ہے جنکو خود حنفیہ کے محققین مولوی عبد الحی صاحب لکہنوی وغیرہ نے بہی برا کہا ہے۔

اور ایک **جواب** اسکا سید مولوی جمال الدین ڈاکٹر کہوڑی ضلع ساگر نے بہی دیا تہا جو اخبار جریدہ روزگار نمبر ۴ جلد ۹ بہی چہپا ہے ؛

ایک **جواب** اسکا مولوی عبد الکریم ہوشنگ آبادی نے دیا تہا جو کسی پرچہ اسی جریدہ روزگار مین چہپا تہا۔ پہر اسکا جواب شیر قیصر نے بڑی سختی سے دیا جسکا آخری جواب مولوی عبد الکریم ہوشنگ آبادی نے جریدہ روزگار نمبر ۴۵ جلد ۹ مین چہپوایا جسمین اڈیٹر شیر قیصر کی سختی و چہیڑ چہاڑ کا ثبوت دیا ہے ؛

(۳) آپنے اخبار **۲۵** ستمبر ۱۸۸۳ء مین یہہ چہاپ دیا کہ مولوی **نذیر حسین** صاحب محدث دہلوی **بمبئی** پہنچے تو وہان کے علما اس قسم کے **سوالات** کرتے کہ آپ کے مذہب مین خنزیر کا گوہ موت اور اسکی چربی اور خون اور بال کہال پاک ہے لیکر آپ سے مباحثہ کے خواستگار ہوئے ؛

(۴) پہر اپنے **اخبار** ۳ اکتوبر ۱۸۸۳ء مین بتقلید اخبار نور الانوار یہہ چہاپ دیا کہ مولانا محمد

نے اُن سوالات کا جواب کافی نہ دیا جسکا جواب ہمنے آپکے اخبار ۱۶ اکتوبر ۱۸۸۳ء مین چھپوایا اور آپنے بھی وہ جواب تسلیم کرلیا ٭

(۵) آپنے اخبار ۱۶ - اکتوبر ۱۸۸۳ء مین گروہ اہلحدیث کی نسبت یہہ مشتہر کیا کہ یہہ نیا فرقہ ہے اسکا اصول حنفی مذہب سے لوگون کو پہیرنا اور امام ابوحنیفہ کی توہین کرنا ہے جسکا جواب ہمنے اشاعۃ السنہ نمبر ۷ جلد ۶ اور آپ کے اخبار کے نمبر ۴۵ مورخہ ۶ نومبر مین یہہ دیا تہا کہ ہم ابو حنیفہ کے طعن و توہین کو بددینی جانتے ہین ہمارے یا کسی اور عالم گروہ اہلحدیث کی کلام مین آپنے امام کی توہین پائی ہے تو اسکی نشان دہی کرین - اس کے جواب مین

(۶) آپنے اُسی پرچہ اخبار ۶ نومبر مین ایک لفظ قلت حدیث ہماری کلام مین اور ایک لفظ مزجاۃ نواب صاحب بہوپال کے کلام مین امام ابوحنیفہ کی نسبت نکال کر درج کیا - جسکا جواب ہمنے اِس اخبار کے نمبر ۳۷ مطبوعہ ۲۰ نومبر مین یہہ دیا کہ یہہ الفاظ کمال نیک نیتی اور مقام مدح امام والا مقام مین استعمال کئے گئے ہین بدنیتی اور طعن کے طور پر نہین کئے گئے - جسپر بھی آپکا دل خوش نہ ہوا اور ہمکو اپنی مخالفت و طعن و توہین امام سے بری نہ کیا ٭ ہمارے جواب کے حاشیہ مین ننہی ننہی دو حرفی ایسے نوٹ لگا کر ہین جنسے آپ کی ناخوشی و سوء ظنی مترشح ہوتی ہے - مگر پہر ایک منصف و محقق حنفی اڈیٹر اخبار جریدہ روزگار نے اپنے پرچہ نمبر ۴۶ جلد ۹ مطبوعہ ۱۷ نومبر ۱۸۸۳ء مین ایک منصفانہ محاکمہ لکہا اور اسمین ہماری حق مین فیصلہ کیا اور ثابت کردیا کہ یہہ کلمات امام صاحب کی توہین کے کلمات نہین ہین ٭

(۷) - آپنے کسی پرچہ ماہ اگست مین نواب ممدوح کی نسبت یہہ اعتراض کیا کہ اونہون نے تصویر پر انعام دیا یا دلوایا ہے اور اُس کے ضمن مین ہم پر یہہ اعتراض کیا کہ ہمنے انکو بااین حالت مجدّد کہا ہے جسکا جواب ہمنے اشاعۃ السنہ نمبر ۵ جلد ۶

مین دیا جسپر اَور بہی آپکو غصہ آیا ٭ اور آپ نے

۸) پرچہ نمبر ۴۵ جلد ۷ مین نواب صاحب کے حق مین جو عرفاً شرعاً عقلاً کہنا چاہئے تہا سو کہا ٭

۹) اخیر مین آپنے اخبار نمبر ۴۸ مورخہ ۲۷ نومبر مین سرگروہ اہلحدیث حضرت مولینا سیّد محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کی نسبت بتقلید اخبار نورالانوار یہ مشتہر کیا کہ جناب ممدوح بارادہ حج مکّہ مین پُہنچے تو بادشاہ نے چند مسلح سپاہی بہیجکر انکو پکڑوا منگوایا اور انکو قید کرنا چاہا آخر اونہون نے لامذہبی سے توبہ کی اور حنفی المذہب ہونے کا اقرار کیا تو انکو چہوڑا- اور مولوی رحمت اللہ نے اُنکی ضمانت دی تو انکو مدینہ جانے دیا- اُن کے مدینہ سے واپس آنے پر انکا مقدمہ ہوگا- ہمارے رائے مین مکہ والون سے بہول ہوئی اور افسوس ہے کہ ہمارے لائق اڈیٹران نے بہی انکو یہ رائے و صلاح نہ دی کہ سیّد صاحب ممدوح کو محرم محترم مین شہید کردیتے اِتنی قیل و قال کیون کی- سیّدون کا شہید کرنا تو بڑا کار ثواب ہے- چنانچہ پہلے مسلمانون نے انکے جدّ امجد حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا یہ پچہلے مسلمان تہے تو انہی کی پیروی کرکے ثواب کماتے نواسہ کو نانا کے ساتہہ ملاتے-

سبحان اللہ کیا مسلمانون کے مقدس مشاہد کے حالات اور مسلمانون کے بادشاہون کے فضایل کس فخر و مباہاۃ کے ساتہ بیان ہوتے ہین اگر یہہ حالات و فضایل سچ ہین تو تم سُن لوگے کہ ایکٹ ایک دن ہندی حاجیون کے حفظ امن کے لئے خاص مکہ شریفہ مین بہی انگریزی کانسل (جیسا کہ جدہ مین ہے متعین ہوگا- اور سلطان روم کی بد انتظامی شہرہ پاکر اسکا رہا سہا رعب بہی روم کی راہ لیگا- یا کعبہ کا حج بہت لوگون سے متروک ہوگا- ان سب کارروائیات کا اجر و ثواب انہی شیر بہادر مسلمانون کو نصیب ہوگا- اللہم احفظنا منہ ؛

اس قسم کی اور چھیڑ چھاڑ آپ کے اخبار کو ہر بار مین اہلحدیث کی حقمین پائی جاتی ہے جن سب کی تفصیل سے تطویل متصور ہے ❊

ازانجملہ اڈیٹر اخبار نور الانوار کانپور ہین یہ صاحب ہمیشہ گروہ اہلحدیث سے نہ صرف معمولی چھیڑ چھاڑ رکہتے ہین بلکہ حد سے بڑھکر انکی تحقیر و توہین کرتے رہتے ہین اور اس امر کو کمال دیانت و حمایت اسلام جانتے ہین۔ انکے اس قسم کے مضامین ہم کہانتک شمار کرین تمثیل کے لئے وہی مضامین کافی ہین جو اڈیٹر مشیر قیصر نے آپ سی نقل کئے ہین اور ان کے ساتھ بحث و خطاب سی ہمکو تسلیم و اصلاح کی امید کم ہے بلکہ یہ خوف ہے کہ بجائے اسکے ہم ہدف سہام سب و ملام بنین لہذا سکوت بہتر ہے ❊

ازانجملہ اڈیٹر اخبار مظہر العجائب مدراس ہین اپنے اخبار ۱۵ مارچ ۱۸۸۳ء مین مضمون مقلدین پر چوٹ کو شایع کیا اور عامہ حنفیہ کو اہلحدیث کی طرف سی بدظن و ناراض کیا ❊

اور اخبار یکم نومبر ۱۸۸۳ء مین چودہوین صدی کے حالات مین ایک شاعرانہ مضمون لکھا اسمین اوائل تیرہوین صدی کی تو ایجاد چیزون سے مذہب وہابیہ کا ایجاد قرار دیا اور اسکے اواخر کی ایجادون سے مذہب نیچری کا ایجاد شمار کیا۔ اور یہ فرمایا کہ بمصداق اول بآخر نسبتے دارد نیچریون کو وہابیون سے کمال مناسبت ہی۔ جبوقت انسان پکا وہابی بنجاتا ہے اور غیر مقلدین کے کہلے میدان مین آجاتا ہے تو ضرور بددینی اختیار کرتا ہے۔ اسکی شہادت مین آنریبل سید احمد خان کا اوائل مین آمین و رفعیدین کرنا اور اخیر مین نیچری ہو جانا بیان کیا۔ پہر اوائل صدی مین عبد الوہاب نجدی کا ظاہر ہونا اور حرمین وغیرہ مشاہد مسلمانون پر بے ادبی کے ساتھ سلوک و تسلط کرنا بیان کیا۔ آخر مین نواب صاحب بھوپال کے نسبت یہ اتہام قایم کیا کہ وہ ہندوستان کے وہابیون کے سرگروہ ہین۔ اور امام ابو حنیفہ کی تردید مین کتابین تصنیف کرکے بصرف زر خطیر مصر و قسطنطنیہ کے مطابع مین چھپواتے ہین الخ ۔

اوراخبار ۲۴ نومبر ۱۸۸۳ء مین نواب صاحب بہوپال کی توہین مین ایک مضمون اخبار شبہ قیصر سے نقل کیا جبکا ذکر اس اخبار کے مضمون نمبر ۹ مین ہوچکا ہے ؛

اوراخبار ۲۹ نومبر مین بتقلید اخبار نورالانوار خیر مکہ کو جسمین اہلحدیث کے شیخ مخذول کا ذکر ہے مشتہر کیا اور ہمارے اشتہار کا جواب اکمل الاخبار سے نقل کردیا وعلی ہذا القیاس ازانجملہ اخبار اکمل الاخبار دہلی وارمغان دہلی وکشف الاخبار بمبئے وآفتاب پنجاب لاہور وطوطی ہند میرٹھ وکوہ نور لاہور وغیرہ ہین۔ انہین سے بہی جس اخبار کو ملاحظہ کروگے اسمین مسلمانون کے باہم لڑانیوالے مضامین ضرور پاؤگے۔ اسمقام مین اخبار اکمل الاخبار سے ایک اس قسم کا مضمون نقل کرتے ہین کیونکہ اسپر ہم کسیقدر بحث کرنا مدنظر رکہتے ہین ؛

آپ اخبار نمبر ۴۶ جلد ۱ مطبوعہ ۱۳ نومبر مین ہمارے اشتہار مندرجہ نمبر ۹ جلد ۶ کے جواب مین ہمارا وعدہ ایک ہزار روپیہ انعام کو فضول شیخی قرار دیکر فرماتے ہین کہ ان عقاید وعملیات کو جو گلابی چودرقہ مین اہلحدیث کیطرف نسبت کئے گئے ہین اپنی کتابون مین جنکا حوالہ اس رسالہ مین ہے ملاحظہ کرو اور اگر تم کو ان کتابون مین وہ مسایل نظر آوین تو ہمارے پاس حاضر ہوجاؤ۔ اسکے بعد زر انعام جسمین سے پانچ سو روپیہ ازراہ ترحم تمکو معاف کئے گئے بذریعہ منی آرڈر یا ہنڈوی بہیجدو۔ اور اسمین گورنمنٹ کو یہہ صلاح دیتے ہین کہ مخالفین گروہ اہلحدیث ہندوستان مین پانچ کروڑ آدمی ہین اور اہلحدیث مٹہی بہر۔ ان مٹہی بہر مفسدون اور باغیون کے کہنے سے ان پانچ کروڑ کو گورنمنٹ کچہہ نہ کہے اور نہ پوچہے صرف ان مٹہی بہر لوگون کو ان عقاید سے توبہ کراوے اور انکی کتابون کو جلادے وہ توبہ نہ کرین تو انکو سزا دے یا اُنکو مسلمانون کی مسجدون سے نکالدے اور جدا کرے ؛

یہ اُن ملکی بیقرار مردون کی کارروائیون کی مختصر سی رپوٹ ہے جو پہلی انہی

حضرات کی سامنے پہر اور ترقی خواہان اور اتفاق جویان ملک کے آگے پیش کیجاتی ہے جس سے ہماری غرض و مقصود[†] یہہ ہے کہ یہ حضرات والامقام اور دیگر خیر خواہان اسلام و ترقی جویان اہل اسلام خصوصاً وہ سوسائٹیان و اخبارات جو ترقی قومی کا دم بہرتی ہین اور اتفاق اسلامی کو اپنا اعلی مقصد و اصل مدعا قرار دیتی ہین اسپر اپنے اپنے ریویو (رائے) ظاہر کرین کہ آیا یہ روش جو ان اخبارون کے اڈیٹرون نے اختیار کر رکہی ہے اس سے اسلام یا خاص کر مذہب حنفی کی ترقی و رفعت منظور ہے یا اس سے مسلمانون مین باہم عناد و تبغض و فساد پہیلنے اور اہلحدیث کا دشمن مذہب حنفی اور حنفیون کا دشمن اہلحدیث ہو جانیکا اندیشہ ہے کیا جب عامہ اہلحدیث ان اخبارون کو پڑہکر یہ یقین کر لین گے کہ ان کے مقتدا و پیشوائے مولوی محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی سے اہل مکہ نے یہ سلوک کیا ہی جو ان حضرات خیر خواہان مذہب حنفی نے بیان کیا ہی تو وہ اہل مکہ کو مشرکین مکہ کی مثل (جنہون نے آنحضرت کو مکہ سی نکال دیا اور حدیبیہ کی سال حج نہ کرنے دیا تہا) یا اُن مروانیون کی مثل (جنہون نے حضرت عبد اللہ بن زبیر کو مکہ مین شہید کیا تہا) یا اُن یزیدیون کی مانند (جنہون نے حضرت امام حسین کو کربلا مین شہید کیا تہا) قرار نہ دینگے؟ اور کعبہ شریفہ کے حج کو اس جور و تعدی و رفع امن کے سبب اپنے ذمہ سی ساقط سمجہکر اس فرض اتفاقی کو ترک نہ کرین گے؟ اور جب مذہب اہلحدیث کی نسبت اُن حضرات کی یہہ الفاظ سنین گے کہ یہ مذہب جدید ہے یا یہ محمد بن عبد الوہاب کی تجدید ہے تو اس کے مقابلہ مین وہ چارون مذاہب اور چارون مصلون کو محدث و بدعت قرار

[†] ایک مقصود اس رپورٹ سے یہہ بہی ہے کہ عقلمند انصاف پسند ناظرین یہ داد دین کہ زیادہ تر اور پیشتر چہیڑ چہاڑ کس گروہ کیطرف سی ہے گروہ اہلحدیث سی یا حضرات حنفیہ سی۔ اور ہماری دوستون کی یہ شکایت کہ حنفی مذہب سے لوگون کو پہیرنا اہلحدیث کا اصول ہے اور اکثر چہیڑ چہاڑ انکی طرف سی ہوتی ہے کس قدر صحت کے قریب ہی؟

نہ دین گے؟ اور جب وہ اپنے اکابر علماء کی توہین کے الفاظ ان اخبارون مین پڑھینگے تو وہ ازراہ حمیت جاہلیت حضرت امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ کو (خدا انکو اپنی رحمت مین ڈھانک لے) صلواتین و تبرّے نہ سنائینگے؟ **اس جانب** سے یہ باتین وقوع مین نہ بھی آئین **تو کیا** جانب ثانی (حنفیہ) جنکی خاطر یہ مضامین ان اخبارون مین درج ہوتے ہین۔ اِس جم غفیر کلمہ گویون کو (جنکی تعداد ان ہی اخبارون مین اسّی لاکھہ بتائی گئی ہے) دائرہ اِسلام سے خارج اور معابد و مشاہد اسلام سے علیحدہ نکرین گے؟ اور درپے ان کے قتل و ایذا کے نہ ہونگے؟ **اور یہہ امور** خواہ کسی جانب سے واقع ہون ترقی و اتفاق قومی کے مزاحم و مانع نہ ہون گے؟ موجب خلل نظام عام و رافع امن کافہ انام (جو اصل سلطنت کے بہی مخالف ہین) قرار نہ پائینگے؟ **اِس امر کیطرف ہم گورنمنٹ کو بھی توجّہ دلانا چاہتے ہین جیسا کہ اپنی اعیان قوم سے اسکے خواستگار ہین۔**

ہماری رائے ناقص مین تو اس کارروائی سے نہ اسلام کا فایدہ ہے نہ حنفی مذہب کی ترقی متصور ہے بلکہ اِس سے ان بر عکس نتایج پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ چنانچہ نمبر اول مضمون "مسلمانون کی خوفناک حالت" مین ہم اجمالی اشارہ کر چکے ہین اور اُسکی تفصیل اِس مضمون نمبر ۲ مین کرینگے۔ اور اسیوجہ سے ہمکو اپنے ان † دوستون پر سخت افسوس و شکایت ہے کہ اُنہون نے ایسے مضامین مفاسد خیز فتنہ انگیز کو اپنے نامی اخبارون مین مشتہر کیا۔

سب سے زیادہ اپنے دوست **اڈیٹر** اخبار مشیر قیصر پر **افسوس** ہے کہ باوجودیکہ وہ ایک **مہذب** و انصاف پسند و متین آدمی ہین (چنانچہ انکے بعض مضامین اخبار اور بعض خطوط جو ہمارے نام آئے ہوئے ہین ہمارے اس خیال کے مصدق ہین) اور وہ اِس گروہ اہلحدیث کو مسلمان بھی جانتے ہین گلابی چوورقہ والون کی طرح کافر خارج از ملت نہین سمجھتے بلکہ اِس گروہ کے بعض اعیان و علماء کی تعریف بہی کر چکے ہین علی الخصوص

---

† اڈیٹر اخبار **کوہ نور** لاہور بھی ان سے کچھ کم مستحق افسوس نہین ہین گو انکو ان سے کوئی خاص نسبت نہین ہے جسکی بنظر سے ہم انپر زیادہ افسوس کرین مگر چونکہ وہ مسلمانون کے کمالات اور ریفارمری خیالات آن کے دوست مشتہر کرتے ہین ان سے ایسے مضامین تفرقہ انگیز کا بلا رد و قدح نقل کرنا نہایت بعید ہے ۱۲

حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کی شان مین وہ ایڈیٹر اخبار نمبر ۴۳ جلد ۲ مطبوعہ ۱۶ اکتوبر ۱۸۸۳ء کے صفحہ ۲ کالم ۲ و ۳ مین یہہ الفاظ لکھہ چکے ہین اس ملک کے زبردست عالم چند شخص سمجھے جاتے ہین ٭

(۱) مولینا نذیر حسین صاحب محدث دہلوی

(۲) مولینا محمد حسین صاحب لاہوری

(۳) نواب صدیق حسنخان بہادر قنوجی

مولینا نذیر حسین صاحب سے تو ہم خوب واقف ہین کہ وہ اعلی درجہ کے عالم اور بزرگ ہین خصوصًا علم حدیث انکا مستند ہے آپ کو وہابیت کی طرف منسوب کرنا نہایت درجہ افسوس کی بات ہے مگر وجہ اسکی یہہ ہوئی کہ جناب ممدوح کی بعض تصانیف سے ایسا پایا گیا ہے کہ آپ تقلید کو پسند نہین کرتے ہم نہین کہتے کہ ایسے عالم کا ایسا خیال عوام مین شایع کرنا کہانتک درست و بجا ہے مگر اتنا کہین گے کہ خیر اگر اتنا بڑا عالم غیر مقلد ہو جائے تو عام لوگون کو اسپر نکتہ چینی کرنا کسیطرح زیبا نہین ہے الخ۔ اور سوالات علماء بمبئی کو اسی پرچہ اخبار مین لغو و سفاہت قرار دے چکے ہین چنانچہ انکی اصل عبارت حاشیہ مین منقول ہے۔

✝ آپ فرماتے ہین ہم بڑی حیرت اور افسوس سے یہہ بات کہتے ہین کہ جو باتین علماء بمبئی نے اس خط مین بیان کی ہین وہ محض لغو ہین اگر کوئی ایک شخص انکو لکھتا تو اسی کی عقلمندی ثابت ہوتی جس حالت مین کہ یہ فعل ایک جماعت کے ساتھہ منسوب کیا ہے تو کمال افسوس ہوتا ہے۔ مانا کہ فرقہ غیر مقلدین بالکل نیا ہے اور ہماری اُن کے فروعات مین کچھہ مخالفت ہو مگر آخرش یہ لوگ اہل اسلام کہلاتے ہین اور مسلمان ہونیکا دعوی کرتے ہین پھر انکی نسبت بدون کسی حوالہ کتاب یہہ کہدینا کہ وہ کتے اور سور کے گوہ موت وغیرہ کو پاک سمجھتے ہین محض بیدلیل بات ہے ایسے معزز جلسہ کا کام یہہ تہا کہ فرقہ مذکور کی تصانیف سے کچھہ باتین اخذ کرکے اُسپر جرح و قدح کرتے نہ یہ کہ عام بازاری گپون پر اکتفا کرکے ایسے خرافات خط مین درج کئے × × × جبکہ ایک حوالہ بھی کسی کتاب کا نہین ہے تو پھر کیون کر کوئی تسلیم کر سکتا ہے سوا اسکے کہ اپنی سفاہت ثابت ہو۔ اخبار شیر قیصر نمبر ۴۳ جلد ۲ مطبوعہ ۲۶ اکتوبر ۱۸۸۳ء۔

پھر پرچہ اخبار نمبر ۴۴ جلد ۷ مطبوعہ ۴ر نومبر مین بعض تصانیف نواب صاحب
بھوپال مین پانچ مسائل ((۱) طہارت آب۔ (۲) پیشاب بچہ شیرخوار۔ (۳) قصر نماز۔ (۴) زکوٰۃ مال تجارت۔ (۵) مردہ
کے لئے سونے کے سوا اور چیز کی حلت) کا پایا جانا کسی عالم مجہول الاسم سے نقل کرکے
آپ نے فرمادیا اگر یہہ خبر صحیح ہے تو تعجب ہے کہ علمارِ بمبی کے سوالات پر جناب مولینا صاحب
لاہوری نے کیون برا مانا۔ چونکہ مندرجہ بالا خط ایک عالم نے لکھا ہے جو بہت بڑے
محدث ہین اسواسطے اسپر کسیطرحکا شک بھی نہین ہوسکتا ہمکو امید ہے کہ مولانا صاحب
لاہوری یہہ شبہات رفع فرماوینگے۔ اور یہہ خیال نہ فرمایا کہ ان مسائل کو ان سوالات سے
جنکو ہم لغو وسفاہت قرار دے چکے ہین اور کسی مسلمان کو اسکا قایل نہین جانتے۔ کیا
تعلق ہے کہ ان مسایل کے نواب صاحب کی کتابون مین پائے جانے سے وہ سوالات
پھر مطبوع طبع سامی ہوگئے اور ان سوالون پر ہمارے برا ماننے کی اب وجہ پوچھنے
لگے۔ اور پرچہ اخبار نمبر ۴۸ جلد ۷ مطبوعہ ۲۷ر نومبر مین آپنے مولانا سید محمد نذیر حسین
صاحب محدث دہلوی پر مکہ مین مواخذہ ہونیکا قضیہ بتقلید اخبار نور الانوار ان الفاظ سے بیان
کیا۔ کہ محمد عمر مؤذن۔ نے مولوی نذیر حسین صاحب کی لامذہبی و ایمہ مجتہدین کو برا کہنے
کا ماجرا پاشاہ شریف مکہ سے جاکر بیان کیا تو وہان سے چھہ سپاہی ترک مسلح آئے اور انکو معہ
ہمراہیان گرفتار کرکے لیگئے۔ پاشاہ مکہ نے بواسطہ شیخ العلماء مفتی سید احمد وجلانی (صحیح
لفظ دحلان ہے) کے مولوی رحمت اللہ نزیل مکہ سے انکا حال غیر مقلدی کا دریافت کرکے
انکو قید کرنیکا حکم دیا۔ جب اس واقعہ کو وکیل کونسل نے سنا تو پاشاہ موصوف سے آکر کہا
کہ یہہ لوگ رعایای ہند سے ہین انکا فیصلہ ہمارے سپرد کرو تو مناسب ہے جواب ملا کہ اگر
تم ان کی ضمانت کرو تو کیا مضایقہ ہے۔ اسپر وکیل مذکور نے انکار کیا۔ پس پاشاہ نے
انکو حوالات مین بھیجدیا اور کہا کہ تمکو ہم بحراست ترکون کے جدہ مین بھیجدینگے۔ مطوف
نے عرض کیا کہ یہہ لوگ مدینہ طیبہ جانیکا قصد رکھتے ہین۔ پاشانے جواب دیا کہ یہہ لوگ تو

صاحب مدینہ علیہ التحیۃ والسکینہ کو مردہ جانتے ہین وہان جاکر کیا کرینگے۔ پہر سُنا گیا کہ اونہون نے مع ہمراہیان شریف مکہ کے سامنے غیر مقلدی سے توبہ کی اور حنفی مذہب ہونیکا اقرار کیا اور انعقاد محفل میلاد شریف کو مستحسن جانا۔ بعد اسکے حکم ہوا کہ اگر مولوی رحمت اللہ صاحب انکی ضمانت کرین تو یہ لوگ مدینہ شریف جا سکتے ہین بعد مراجعت کے مقدمہ انکا علماء حرم محترم کی تجویز سے فیصل ہوگا۔ اور یہہ **خیال** نہ فرمایا کہ ہم تو ابہی مولانا ممدوح کو ترک تقلید وعمل بالحدیث کی اجازت کا سارٹیفکٹ دے چکے ہین پہر انکی نسبت لفظ لامذہبی (جو عمل بالحدیث و ترک تقلید سے عبارت ہے) اور اُسکے لوازم و سزائین کس مُنہہ سے نکالتے ہین۔ اور ایسے واہی مضمون کو جسمین ایسے نالایق الفاظ درج ہین کیون درج اخبار کرتے ہین اور اگر اسکو بنا و حنفیہ پسند اور اخبار کو حنفیہ کا دلچسپ بنانیوالا مضمون سمجہکر نقل ہی کرنا ضروری تہا تو ان نالایق الفاظ کی نسبت تو اپنی عدم رضا کا اظہار کیا ہوتا ٭

ہم **نہین جانتے** کہ ہمارے دوست کی قوۃ حافظہ پر نسیان کا غلبہ ہے کہ کل کا لکہا ہوا مضمون آج یاد نہین رہتا یا عدم استقلال و سرعت انتقال آپکی طبیعت مین داخل ہے **بہرحال** ان مضامین مخالف نفس الامر و اعتقاد کے درج اخبار کرنیسے ہمکو اس دوست پر سخت افسوس و شکایت ہے **آیندہ** وہ اس شکایت کا ازالہ کرین خواہ اسپر اور ناراض ہوکر اور تیز ہون مگر یہہ یقین کرلین کہ ادہر سے بہی شکایت دوستانہ بند نہ ہوگی آپ جہانتک چاہین اس سلسلہ شکایت کو پہنچائین ٭

ان مضامین کی صحت و صداقت کی نسبت بہی ہمکو **بحث** مدنظر ہے مگر **چونکہ** یہہ مقام جسمین ہم مسلمانون کے حالات پر افسوس کرنا چاہتے ہین مقام تعزیت و نصیحت ہے اسلیئے ہم اس مقام مین اس بحث کو چہیڑنا مناسب نہین سمجہتے۔ اس بحث کو (جہانتک اس پرچہ مین کرنا چاہتے ہین) ختم کرکے اسی پرچہ مین ان مضامین کی صحت و صداقت پر

بھی بحث کرینگے اور ناظرین کو روشن دلایل اور واضح براہین سے ثابت کر دکھائینگے
اِن یکطرفی ڈگریون اور خانہ ساز فتوح وفیصلون کو صحّت وصداقت سے کہانتک تعلق ہے
ور اہلحدیث فرقہ جدید ہے یا قدیم اور محمدی کیا معنی رکھتا ہے جو در گفتن نمی آید کا مصداق
ہے اور ائمہ مجتہدین کی توہین کرنیوالا کون گروہ ہے اور حضرت مولانا سیّد محمد نذیر حسین
صاحب محدّث دلہوی کو مکہ شریفہ مین کیا واقع پیش آیا وغیرہ وغیرہ

نمبر ۳

مسلمانون کے معابد ومساجد

بانئی اِسلام (خدا تعالیٰ وپیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے تو مسجدون کو خدا کی وعبادت کے لئے وسیع کیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کی مسجدون
وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰہِ مین خدا کا نام لینے سے مسلمانون کو روکے اِس
اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ۔ ۱۔ بقرہ ع ۱۳ سے زیادہ ظالم کون ہے ؎

اور آنحضرت صلعم نے خاص مسجد نبوی مین نجران کے عیسائیون کو نماز ادا کرنے سے نہ روکا بلکہ روکنے والوں کو منع کر دیا۔ پس اُن عیسائیون نے اپنے طور پر اور اپنے قبلہ کی طرف مونہہ کر کے آنحضرت کے روبرو نماز کو ادا کیا (چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۲ جلد ۵ مین صفحہ (۳۶۱) اِسکی تفصیل وتخریج روایت ہو چکی ہے۔

اور خاص کر اِس مسجد پاک کی نسبت (جسکو بیت اللہ اور حرم محترم اور مسجد الحرام کہا جاتا ہے) تو خدا تعالیٰ نے یہہ فرما دیا ہے کہ ہمنے اِس گہر کو تمام لوگون کے لئے مرجع (یا
وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا جائی حصول ثواب بنایا) اور جائے امن کر دیا۔ اور
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ فرمایا جو منکر ہین اور خدا کی راہ اور مسجد الحرام سے
اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ (جنکو ہمنے سب لوگون کے لئے وہان کے رہنے والی ہون

لِلنَّاسِ سَوَاءً ٱلْعَاكِفُ فِيهِ وَٱلْبَادِ وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ (الحج ع۳)

أَوَلَمْ نُمَكِّن لَّهُمْ حَرَمًا آمِنًا - قصص ع۶

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا آمِنًا وَيُتَخَطَّفُ ٱلنَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ عنکبوت ع۷

وَمَن دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا - عمران ع۱۰

خواہ باہر کے یکسان بنایا ہے) روکتے ہین ہم اور اُن لوگون کو جو اس مسجد مین کجروی اور ظلم کا ارادہ رکھتے ہین دکھ کی مار چکھائین گے ؛ اور فرمایا ہے انکو امن والی حرم مین جگہہ نہین دی ؟

اور فرمایا کیا وہ نہین دیکھتے ہمنے اُسکو امن والا حرم بنا دیا اور اُسکے ارد گرد سے لوگ اُچکے جاتے ہین

اور فرمایا جو اس گھر مین داخل ہوا اُس نے امن پایا۔

وبناءً علیہ اکابر ائمہ اسلام خصوصًا امام الائمہ الفخیمہ حضرت امام **ابو حنیفہ** عبد

وعند ابی حنیفۃ من لزمہ القتل بردۃ او قصاصا او غیرہما لم یتعرض بہ ولکن الجیٔ الی الخروج۔

(تفسیر بیضاوی جلد ۱ صفحہ ۱۲۷)

نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی کسی جرم شرعی کا ارتکاب کرے مرتد ہو جاوے یا کسیکا خون کر ڈالی اور پھر وہ حرم محترم مین آکر پناہ گزین ہو تو اس سے تعرض نکرے ہان اسکو کھانیکی مدد ندین تاکہ وہ خود ہی لاچار ہوکر حرم سے باہر آجاوے ؛

مگر آجکل کے مسلمانون نے مسجدون اور خاصکر مسجد الحرام (مامن خلایق) کو ایسا تنگ و محدود کر رکھا ہے کہ اب انکا نام خالہ جی کے باڑے اور باواجی کا گھر رکھا جانے لگا ہے وہ جسکو چاہتے ہین **اون** مسجدون مین عبادت کرنے دیتے ہین جسکو چاہتے ہین انہین عبادت کرنے پر ذلیل کرتے ہین **انکی** مسجدون مین عیسائی یا یہودی کب عبادت کرنا پاتے ہین وہ اپنے مسلمان بہائیون کو (جو صرف بعض فروعات مین انسے اختلاف رکھتے ہین) تو انہین گھسنے ہی نہین دیتے **اور** اگر کوئی خود بخود آگھسے تو اسکی اچھی طرح خبر لیتے ہین۔ شیعہ کا کیا مقدور ہے کہ سنیون کی مسجد مین بے کھٹکے شیعہ طور پر نماز ادا کرے۔ اہلحدیث کی کیا مجال ہے کہ جس مسجد مین چاہے رفع یدین و آمین بالجہر کرکے نماز پڑھ لے

+ دیکھو رسایل انکے مخالفین کے انہین کیا کچھ کہا ہے کہ مسجد نہ ٹہری انکی باواجی کا بالاخانہ ٹہرا وغیرہ وغیرہ ۱۲

یہ فتوے عام مسلمانون کو اِن کے **مقدس مولوی** صاحبون نے دئے ین اور اس باب مین متعدد رسالہ تالیف کرکے مشتہر کر دئے ہین ÷

تہوڑا عرصہ گذرا ہے کہ ایک لودہیانہ کے مولویصاحب نے صوبہ بہار مین پہنچکر حدیث کو مسجدون سے نکالنے مین بہت زور لگایا اور اِس مضمون کا ایک رسالہ جس کا نامی **انتظام المساجد باخراج اہل الفتن والمفاسد** ہے شہر عظیم آباد پٹنہ مین چہپوا کر مشتہر کیا اِسمین آپنے **اہلحدیث کو قتل** کر ڈالنے کا بھی فتوے دیا ہے جسکا اثر تہوڑے دنون کے بعد اس نواح کے بعد یہ پیدا ہوا کہ ضلع شاہ آباد مین اہلحدیث و حنفیہ مین ایک مسجد مین نماز پڑہنے پر ایسی لڑائی ہوئی جسمین بر طبق بیان فریق حنفیہ تلوار بھی چلی۔ اِس رسالہ مین مولویصاحب موصوف نے اہلحدیث کو مسجدون سے خارج کرنے پر یہ دلیل پیش کی ہے کہ یہ لوگ مشرک ہین کیونکہ یہہ ہم لوگون کو مشرک کہتے ہین اور مشرکون کو مسجدون مین نماز پڑہنے دینے سے آیہ وَمَا کَانَ لِلْمُشْرِکِیْنَ اَنْ یَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰہِ یعنے مشرکون کو لائق نہین ہے کہ خدا کی مسجدون کو آباد کرین) مانع ہے ÷

اور اِس دلیل مین آپنے غور فرماکر یہہ باتین نہ سوچین کہ **اوّلاً** عام اہلحدیث کا حنفیہ کو مشرک کہنا کب مسلم ہے۔ یہہ بات اہلحدیث کے اعتقاد و اصول مذہب مین داخل نہین ہے۔ اور اگر کسی خاص اہلحدیث نے کسی خاص حنفی کو کسی خاص سبب سے جب شرک کی نظر سے مشرک کہہ بھی دیا تو یہہ کل اہلحدیث کی طرف سے کل حنفیہ کے حق مین کیونکر تسلیم کیا جاسکتا ہے ؟

ثانیاً۔ اگر کسی مسلمان کو مشرک یا کافر کہنے سے جو کفر یا شرک کیطرف قائل راجع ہوتا ہے وہ کفر عملی ہے یا کفر اعتقادی جو اسکو ملت سے خارج کرے اور احکام کفر اسپر لگا دے

ثالثاً اِس آیۃ مین اگر مشرکون کو مسجدون مین عبادت سے روکنے کا حکم ہے تو یہہ توان مشرکون کا حکم ہے جو اپنے کفر کے اقبالی ہون نہ انکا جو مدعی اسلام ہون چنانچہ اِس آیۃ کا لفظ

شَاهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ جسکو جناب مولوی صاحب رسالہ دار شیر مادر کی غٹ غٹ کر کے نوش فرما گئے ہین اِس خصوصیت پر شاہد ہے پہر اِس آیۃ سے اُن کافرو یا مشرکون کا (جو خود مدعی و اقبالی کفر نہ ہون بلکہ مدعی اسلام اور کلمہ گو ہون صرف اُنکے اسلا بھائی انکو کافر یا مشرک بتاتے ہون) حکم ممانعت کیونکر استنباط ہوسکتا ہے۔؟

ان رسالدارون کو نہ آخرت میں خدا کی مواخذہ کا خوف ہے نہ دنیا مین اعتراضا کا ڈر ہے کہ ہمارے اِن استدلالون کو اہل علم تب کہین گے ٭ دو تین ورق کا رسالہ بنا کر کہلا کر جو جی مین آوے اسمین درج کر دیتے ہین اور اتنا بھی نہین سمجھتے کہ جو بات ہم کو کہتے ہین وُہی بات اگر وہ ہمکو کہدے تو وہ کیا جواب دینگے۔؟ کیا تمہارے مخالف نہین کہسکتے کہ تم لوگ مشرک ہو اور بحکم آیہ کریمہ مسجدون مین نماز پڑہنے سے ممنوع پہر یہ مسجدین کس گروہ مسلمانون کے لایق رہین گی۔؟ اور بجز اسکے کہ اقوام غیر انکو ڈھا ہوٹل بنا دین یا دوکانین تیار کرین کس کام آوینگی۔؟

آجکل جو **گلابی چو ورقہ** رسالہ تیار ہو کر گلی کوچہ ہندوستان و پنجاب وغیرہ بلاد مین دائر و سائر ہو رہا ہے اُسمین یہہ حکم ممانعت اِن الفاظ سے درج ہے کہ اِس فرقہ سے مخالطت اور مجالست اور انکو اپنی خوشی سے مسجدون مین آنے دینا شرعًا ممنوع ہے کیونکہ مسائل مذکورہ[†] سے معلوم ہوا کہ وہ اہلبدعت ہین نہ اہلسنت اور مجالست و مخالط اہلبدعت شرعًا منع ہے ۔

پہر اسکی تائید مین ایسے اقوال لائے ہین جن مین اہلبدعت کی ساتھ کہانا پینا نکاح کر ان کے ساتھ نماز پڑہنا منع کیا گیا ہے۔ مسجدون مین آنے یا اُنمین نماز پڑہنے سے انکو منع کرنے کا اِنمین ذکر و اثر و نام و نشان نہین ہے ۔

[†] اُن ہی مسایل کو مراد رکہتے ہین جو گلابی چو ورقہ مین اہلحدیث کے ذمہ لگائے گئے ہین اور ان چارون رسایل مین حنفیہ کے ذمہ ۔